اللہ کے پیاروں سے مدد مانگنا

ابوحسان مفتی
محمد فہیم مصطفائی

مکتبۃ النعمان
مکتبۃ النعمان

115 قرآنی آیات، 195 احادیثِ مبارکہ، 60 تفسیری حوالہ جات
52 شارحینِ حدیث کے حوالہ جات پر مشتمل ایک علمی و تحقیقی تحریر

اللہ کے پیاروں سے مدد مانگنا

ابو حسان مفتی
محمد فہیم مصطفائی
صدر مدرس جامعۃ المصطفیٰ

اِستمداد و توسل کے جواز پر صحیح بخاری و مسلم سے چالیس اَحادیث اور
اِن کی تائید میں دیگر کتبِ صحیحہ سے منقول اَحادیث مبارکہ کا حسین و لاجواب گلدستہ

مکتبۃ النعمان

نام کتاب............ اللہ کے پیاروں سے مدد مانگنا

مؤلف............ ابوحسان محمد فہیم قادری مصطفائی

موبائل نمبر............ 0300-4406838

اول ایڈیشن .... نومبر 2009ء

تعداد 550

دوم ایڈیشن .... دسمبر 2010ء

تعداد 1100

صفحات 272

ہدیہ ....

☆ ملنے کے پتے ☆

مکتبہ قادریہ میلاد مصطفیٰ چوک گوجرانوالہ، کرمانوالہ بک شاپ لاہور

مکتبہ اعلیٰ حضرت داتا دربار مارکیٹ لاہور، مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ جلالیہ وصراط مستقیم فوارہ چوک گجرات، مکتبۃ المصطفیٰ سیالکوٹ

مکتبۃ المصطفیٰ اندرون لوہیانوالہ گوجرانوالہ، مکتبہ دارالعلوم دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ اہلسنت اندرون لوہاری گیٹ لاہور، مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ غوثیہ اردو بازار گوجرانوالہ، عطاری ڈی سنٹر ڈسکہ، مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ

مکتبہ رضائے مصطفیٰ دارالسلام چوک گوجرانوالہ، مکتبہ ضیاء العلوم راولپنڈی

﴿فہرست﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

مادر علمی

جامعہ نظامیہ رضویہ

کے نام

﴿تقریظ﴾

سرمایۂ اہلسنت ،حضرت مولانا مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

(دامت برکاتہ العالیہ) مفتی ومدرس مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم !

اما بعد ! چالیس کا عدد اپنی تاریخی اور دینی حیثیت سے انتہائی اہم عدد ہے اور کائنات کے کئی معظم اُمور اِس سے متعلق ومنسوب ہیں ،شائد اِس کی اِسی حیثیت ونسبتوں کے باعث متعدد علماءِ سلف وخلف نے تبلیغ اور خدمتِ حدیث کے جذبہ سے سرشار ہوکر ''اَربعین'' کے نام پر اَحادیثِ مبارکہ کے مجموعے مرتب کئے ہیں ،اِن مجموعوں میں کسی عالم نے اُن اَحادیثِ مقدسہ کا اِنتخاب کیا ہے جو بیانِ توحید واِثباتِ صفات پر مشتمل ہیں ،کسی نے اُن اَحادیث کو نقل کیا ہے جو دِیگر ضروریاتِ دِینیہ سے متعلق ہیں ،کسی نے اُن اَحادیث کا گلدستہ تیار کیا ہے جو عبادات سے تعلق رکھتی ہیں ،کسی کا مقصدِ تالیف وترتیب یہ رہا ہے کہ وہ اَحادیث بیان کی جائیں جو مواعظ ورَقائق پر دلالت کرتی ہوں ،اَلغرض خدمتِ حدیث کے اِس میدان میں جن اَن گنت شخصیات نے قلمی جولانیاں دکھائیں ،اُن میں سے چند شخصیات اور اُن کی اَربعینات کے نام یہ ہیں ۔

﴿۱﴾:الاربعین فی لفظ الاربعین :للشیخ الامام شمس الدین محمد بن احمد المعروف بالبطال الیمنی ، المتوفی ﴿۶۳۰﴾۔ ﴿۲﴾: کتاب الاربعین :ابی بکر الآجری ، هومحمدبن حسین المتوفی بمکة ﴿۳۶۰﴾۔ ﴿۳﴾:الاربعین :ابی بکر الاصفهانی ، هو محمد بن ابراهیم ، المتوفی ﴿۳۶۶﴾۔ ﴿۴﴾:الاربعین ابی بکر الکلاباذی ، هو تاج الاسلام محمد بن ابراهیم الحنفی المتوفی سنة ﴿۳۸۰﴾۔ ﴿۵﴾:الاربعین :ابی بکر الجوزقی ، هو الشیخ الامام محمد بن عبد اللّٰه بن محمد الحافظ النیسابوری الحنفی المتوفی ﴿۳۸۸﴾۔ ﴿۶﴾:الاربعین :ابی بکر البیهقی فی الاخلاق ، وهو الامام شمس الدین احمد بن علی الشافعی ،المتوفی ﴿۳۵۸﴾ ۔ ﴿۷﴾:الاربعین ، ابی

الخیر زید بن رفاعۃ ۔ (۸): الاربعین: ابی سعید المالینی، ھو احمد بن محمد بن احمد المتوفی (۴۱۲)۔ (۹): الاربعین: ابی سعید المھرانی، ھو احمد بن ابراھیم المصری (۱۰): الاربعین: ابی عبد الرحمن، محمد بن حسین السلمی المتوفی (۴۱۲)۔ (۱۱): الاربعین: ابی عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن الصابونی النیسابوری المتوفی (۴۴۹)۔ (۱۲): الاربعین: ابی نعیم الاصفھانی وھو احمد ابن عبد اللّٰہ المتوفی (۴۳۰)۔ (۱۳): الاربعین: اوقجی زادہ ۔ (۱۴): الاربعین: ابن البطال وھو محمد بن احمد الیمنی المتوفی (۶۳۰) ۔ (۱۵): الاربعین: ابن الجزری، ھو الشیخ شمس الدین محمد بن محمد الجزری المتوفی (۸۳۳)۔ (۱۶): الاربعین: ابن حجر ۔ (۱۷): الاربعین ابن طولون شمس الدین محمد الدمشقی ۔ (۱۸): الاربعین: ابن عساکر، ھو الحافظ ابو القاسم علی ابن عساکر الدمشقی المتوفی (۵۷۱)۔ (۱۹): الاربعین ابن کمال باشا، شمس الدین احمد بن سلیمان المتوفی (۹۴۰)۔ (۲۰): الاربعین ابن المجیر، ھو ابو عبد اللّٰہ محمد بن احمد بن ابراھیم بن المجیر ۔ (۲۱): الاربعین ابراھیم بن حسن المالکی القاضی المتوفی (۵۳۳)۔ (۲۲): الاربعین: احمد بن حرب النیسابوری المتوفی (۲۳۴)۔ (۲۳): الاربعین الباخرزی۔ (۲۴): الاربعین: البرکلی، ھو الشیخ محمد بن پیر علی الرومی المتوفی (۹۸۱)۔ (۲۵): الاربعین: بدر الدین ابن ابی المعمر اسماعیل التبریزی المتوفی (۶۰۱)۔ (۲۶): الاربعین البلدانیہ ابی طاھر احمد بن محمد السلفی الاصفھانی المتوفی (۵۷۶)۔ (۲۷): الاربعین لثقفی، ھو الحافظ ابو عبد اللّٰہ القاسم ابن الفضل الاصفھانی المتوفی (۴۸۹)۔ (۲۸): الاربعین: لجرجانی وھو ابو محمد (۲۹): الاربعین فی الجھاد لابن عساکر ۔ (۳۰): الاربعین لحاکم، ھو الامام الحافظ ابو عبد اللّٰہ بن محمد بن عبد اللّٰہ النیسابوری المتوفی (۴۰۵)۔ (۳۱): الاربعین فی الحج، لمحب الدین احمد بن عبد اللّٰہ الطبری المکی المتوفی (۶۹۴)۔ (۳۲): الاربعین حسن بن سفیان النسوی المتوفی (۳۰۳)۔ (۳۳): الاربعین: لخجندی، ھو ابراھیم بن عبد اللّٰہ بن عبد اللطیف ۔ (۳۴): الاربعین خویشاوند، ھو الامام ابو سعید احمد بن الطوسی ۔ (۳۵): الاربعین: لدار قطنی، ھو ابو الحسن علی بن عمر الحافظ البغدادی المتوفی (۳۸۵)۔ (۳۶): الاربعین لمدلجی، ھو الحافظ شمس الدین محمد بن محمد الشافعی ۔ (۳۷): الاربعین لرھاوی، ھو الحافظ عبد القادر الرھاوی المتوفی (۶۱۲) ۔ (۳۸): الاربعین: سعد الدین، مسعود بن عمر التفتازانی المتوفی (۷۹۱)۔ (۳۹): الاربعین: لسیوطی ھو جلال الدین عبد الرحمن ابن عبد الرحمن ابن ابی بکر السیوطی المتوفی (۹۱۱)۔ (۴۰): الاربعین: شیخ

الاسلام ابی اسماعیل عبد اللّٰہ ابن محمد الانصاری المتوفی (۴۸۱ھ)۔(۳۱):الاربعین الصحیحہ : لیوسف بن محمد العبادی الحنبلی المتوفی (۷۷۶ھ)۔(۳۲):اربعین طاشکپسری زادہ ، احمد بن مصطفیٰ الرومی المتوفی (۹۶۳ھ)۔ (۳۳):الاربعین الطائیة :لابی الفتوح محمد بن محمد بن علی الطائی الهمدانی المتوفی (۵۵۵ھ)۔(۳۴):الاربعین الطاوسی ، هو الشیخ الامام برهان الدین ابراهیم بن محمد ابن ابی المکارم القزوینی۔(۳۵):الاربعین الطوال ، لابن عساکر هو الحافظ ابوالقاسم علی بن الحسن الدمشقی الشافعی المتوفی(۵۷۱ھ)۔ (۳۶):الاربعین: عبد اللّٰہ بن مبارک المروزی المتوفی(۱۸۱ھ)۔(۳۷):الاربعین العدلیه ، للشیخ شهاب الدین احمد بن حجر الهیتمی المکی المتوفی (۹۷۳ھ)۔(۳۸):الاربعین العلویه ، للحافظ ابی بکر محمد بن علی بن عبد اللّٰہ بن محمد بن یاسر الانصاری الجیانی المتوفی(۵۱۳ھ)۔(۳۹):الاربعین عشاریات الاسناد ، للقاضی جمال الدین ابراهیم ابن علی الشافعی المتوفی(۹۱۰ھ)۔(۴۰):الاربعین لمغراوی ، هو الامام ابو عبداللّٰہ محمد بن فضل الشهرستانی المتوفی(۵۴۸ھ)۔(۴۱):الاربعین فی فضائل عثمان ، للامام رضی الدین ابی الخیر اسماعیل بن یوسف القزوینی الحاکم۔(۴۲):الاربعین فی فضائل علی رضی اللّٰہ عنه ، له ایضاً۔(۴۳):الاربعین فی فضائل العباس ، للحافظ ابی القاسم حمزة ابن یوسف السهمی ۔ (۴۴): الاربعین فی فضائل الائمة الاربعة ، لعبید اللّٰہ بن محمد الجخندی۔ (۴۵):الاربعین لقشیری ، هو الامام ابو القاسم عبد الکریم بن هوازن النیسابوری المتوفی(۴۶۵ھ)۔(۴۶):الاربعین لمکازرونی وهو الامام عفیف الدین۔(۴۷):الاربعین المتباینة ، لشیخ الاسلام ابی الفضل احمد بن علی ابن حجر العسقلانی المتوفی(۸۵۲ھ)۔(۴۸):الاربعین: محمد بن اسلم ، الطوسی المتوفی (۲۴۲ھ)۔ (۴۹): الاربعین، محمد بن ابراهیم بن علی المقری ۔(۵۰):الاربعین: محمد بن محمد ابی الفتح البخاری الحافظ ۔(۵۱):الاربعین: محمد بن محمود بن جمال الدین الاقسرائی ۔ (۵۲) : الاربعین: محی الدین محمد بن علی بن عربی ۔ (۵۳):الاربعین المختارة فی فضل الحج والزیارة للحافظ جمال الدین ابی بکر محمد بن یوسف بن مسدی الاندلسی المتوفی(۶۶۳ھ)۔(۵۴):الاربعین، لملک المظفر،صاحب الیمن ۔ (۵۵):الاربعین المهذبة بالاحادیث المقلبة ۔(۵۶):الاربعین: لمؤذن،وهو ابو سعد اسماعیل بن ابی صالح السکرمانی ۔(۵۷):الاربعین: نصر بن ابراهیم المقدسی الحافظ المتوفی(۴۹۰ھ)۔(۵۸):الاربعین: لنووی وهو الامام محدث الشام محی الدین یحی بن شرف النووی الشافعی المتوفی (۶۷۶ھ)۔(۵۹):الاربعین الودعانیة وهو القاضی ابو نصر محمد بن

علی ابن عبد اللّٰہ بن ودعان حاکم الموصل المتوفی (۴۹۳ھ)۔ (۷۰): الاربعین: لھروی۔ (۷۱): الاربعین الیمانیہ، للشیخ محمد بن عبد الحمید القرشی۔ (۷۲): الاربعین فی اصول الدین، للامام فخر الدین محمد بن عمر الرازی المتوفی (۶۰۶ھ)۔ (۷۳): الاربعین: لغزالی۔

اِنہیں خوش بخت شخصیات کے نقشِ پا پر چلتے ہوئے، ایسے ہی جذبہ سے معمور ہوکر فخر المدرسین حضرت مولانا محمد فہیم قادری مصطفائی صاحب سَلَّمَہٗ نے مسئلۂ اِستمداد وتوسل کو براہینِ قاطعہ اور دَلائلِ ساطعہ سے ثابت کرنے کیلئے یہ گلدستۂ اَحادیث تیار فرمایا ہے، فاضلِ مرتب نے عربی مضمونِ حدیث کا ترجمہ فرماتے ہوئے ایسے فوائد وثمرات ذکر فرمائے ہیں جو کہ بلاشبہ اَربابِ عقل ودَانش اور اَصحابِ عشق ومستی کیلئے اِیمان کی مزید پختگی کا باعث اور منکرین ومعترضین کیلئے ذریعۂ ہدایت ہے۔

دُعا ہے کہ مولیٰ کریم! جل وعلا اپنے محبوبِ کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اُفقِ تدریس پر نمودار ہونے والے اِس ستارے اور گلشنِ تحریر کے اِس مہکتے پھول کو سدا خوشبو آور بنائے اور اِن کی جملہ مساعی جمیلہ کو مزید بابرکت فرماتے ہوئے شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

آمین! بحرمۃ طٰہٰ ویٰس۔

محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

خلیفہ مجاز شہزادۂ اعلیٰ حضرت اِمام اَحمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ

واَمیر اِدارہ تعلیماتِ اِسلامیہ گوجرانوالہ پاکستان

ومفتی ومدرس مرکزی دار العلوم جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلم گوجرانوالہ

﴿ تقریظ ﴾

جامع المعقول والمنقول، شیخ الحدیث، مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی

(دامت برکاتہ العالیہ) شیخ الحدیث و ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ لاہور

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

فاضلِ جلیل، عزیز مکرم، حضرت علامہ مولانا ابوحسان محمد فہیم قادری مصطفائی زِیْدَ مَجْدُہٗ بہترین مدرس، شیریں مقال خطیب، اِنتہائی مؤثر مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اَچھے مصنف بھی ہیں۔

اِستعانت و اِستمداد کے موضوع پر موصوف کی تحقیقی تصنیف "اللہ کے پیاروں سے مدد مانگنا" کے بعض مقامات دیکھنے کا موقع ملا، بندہ نے اِس کتاب کو اِنتہائی مفید اور معلومات اَفزا پایا، فاضل مصنف نے موضوع سے متعلق بخاری و مسلم سے چالیس اَحادیثِ نبویہ کا اِنتخاب فرمایا جن کے عربی متون مع اِعراب و حوالہ جات ذکر کیے، پھر اُردو ترجمہ کیساتھ ساتھ مختصر تشریح اور فوائد تحریر فرمائے، علاوہ اَزیں مقدمہ میں توسل و اِستمداد و اِستعانت کے لغوی و شرعی معانی، صُوَرِ اِستغاثہ اور اَنواع و اَصنافِ توسل پر مفصل تحقیقی گفتگو فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ مصنف عزیز کے علم و عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین! صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام مع الکرام

حافظ عبدالستار سعیدی

۱۸ محرم ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۸ جنوری ۲۰۰۸ء

﴿تقریظ﴾

مفکرِ اسلام علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب دامت برکاتہ العالیہ

پی ایچ ڈی، فاضل بغداد یونیورسٹی پرنسپل جامعہ جلالیہ لاہور، امیرِ اعلیٰ ادارہ صراط مستقیم پاکستان

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ !

خالقِ کائنات کا ہم پر فضلِ عظیم ہے کہ اُس نے ہمیں نورِ ایمان عطا فرمایا، ہمارے سینے ہمہ وقت نورِ توحید سے لبریز رہتے ہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہی اِس کائنات میں متصرفِ حقیقی ہے، یہ اُس کی قدرتِ کاملہ ہے کہ جن سینوں میں عقیدۂ توحید و رِسالت مستحکم ہوتا ہے، رَبِ ذوالجلال کی عطا سے وہ مقدس نفوس اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے مظہر بن جاتے ہیں، ایسے حضرات کسی لحاظ سے بھی معبود نہیں ہوتے مگر معبود کے محبوب ہوتے ہیں، چنانچہ اِن کے مدد کرنے میں اور اِن سے مدد چاہنے میں شرعی طور پر کوئی قباحت نہیں ہے۔

ہمارے فاضل دوست، اُستاذُ العلماء، حضرت مولانا محمد فہیم قادری مصطفائی صاحب زِیْدَ مَجْدُہٗ نے اِس سلسلہ میں بخاری و مسلم سے وہ اَحادیث جمع فرمائیں جن سے یہ موضوع خواص وعوام کیلئے سمجھنا آسان ہوگیا ہے، اِنہوں نے یہ مجموعہ "اللہ کے پیاروں سے مدد مانگنا" کے عنوان سے اَربابِ ذوق کیلئے پیش کیا ہے، میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضلِ موصوف کی تدریسی اور تصنیفی خدمات کو قبول فرمائے اور اِن کی سعی کو مشکور فرمائے۔ آمین!

والسّلام مع الکرام

محمد اشرف آصف جلالی

اِدارہ صراط مستقیم پاکستان جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام

۱۸ محرم ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۸ جنوری ۲۰۰۸ء

﴿ اَلْاِھْدَاء ﴾

ناچیز سب سے پہلے اپنے تمام اَساتذۂ جامعہ نظامیہ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے کہ اِن کی نگاہِ فیض سے راقم کو میدانِ تحریر میں کچھ کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی یعنی اُستاذی واُستاذُ العلماء شیخ المناطقہ مفتی **محمد عبد القیوم** ہزاروی، اُستاذی واُستاذُ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر مولانا **محمد عبد الحکیم شرف** قادری رحمہما اللہ تعالیٰ، اُستاذی واُستاذُ العلماء جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث مولانا حافظ **محمد عبد الستار** سعیدی، اُستاذی واُستاذُ العلماء حضرت مولانا مفتی **محمد گل احمد** عتیقی، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا **محمد صدیق** ہزاروی، حضرت مولانا حافظ **محمد خادم حسین** رضوی، مناظرِ اہلسنت حضرت مولانا **محمد عبد التواب** صدیقی اور اُستاذی واُستاذُ العلماء حضرت مولانا پیرزادہ **محمد رضا ثاقب** مصطفائی دامت فیوضہم وبرکاتہم علینا۔

پھر اِن میں سے خصوصی طور پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں شیخ المناطقہ مفتی **محمد عبد القیوم** ہزاروی، شیخ الحدیث حضرت مولانا **محمد عبد الحکیم شرف** قادری، جامع المعقول والمنقول، مولانا حافظ **محمد عبد الستار** سعیدی دامت فیوضہم وبرکاتہم کو کہ راقم الحروف نے درجۂ حدیث کے دوران اِن تین اَساتذۂ کرام سے **صحیح بخاری ومسلم** کے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور اِنہیں اَساتذۂ کرام کے بیان کردہ نکاتِ اَحادیث اور اِستدلالاتِ اَحادیث کو جمع کر کے **"اَللہ کے پیاروں سے مدد مانگنا"** کی صورت میں مرتب کر کے قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

پھر اِس کے بعد شکریہ اَدا کرتا ہوں ،حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اَشرف آصف جلالی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی اور حضرت علامہ مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری دامت برکاتھم العالیہ کا جنہوں نے اِس کتاب کی تقریظ لکھ کر اِس کتاب کو اِعزاز و اِکرام بخشا اور پھر اس کے ساتھ میں شکریہ اَدا کرتا ہوں اپنے اُن تلامذہ کا جنہوں نے اِس کتاب کے حوالہ جات کی تخریج و تحقیق میں راقم کی معاونت فرمائی یعنی مولانا محمد ریاض برکاتی، مولانا عبدالرحمٰن مصطفائی ،مولانا محمد ابرار مصطفائی اور مولانا محمد سلطان مصطفائی اور اس کے علاوہ اُن تمام تلامذہ اور دوست اَحباب کا شکریہ اَدا کرتا ہوں جنہوں نے اِس کتاب کی تکمیل میں کسی بھی قسم کی معاونت فرمائی۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم!

طالبِ دُعا:

محمد فہیم مصطفائی غفرلہ

﴿ کچھ اِس کتاب کے بارے ﴾

اِس کتاب کی چند نمایاں خصوصیات یہ ہیں:

(۱): موضوع کے مطابق 115 آیات کو مع اِعراب وترجمہ وحوالہ ذکر کیا گیا ہے.

(۲): موضوع کے مطابق قدیم وجدید ماہر مفسرینِ کرام کی 60 عبارات کو مع ترجمہ واِعراب وحوالہ جات ذکر کیا گیا ہے۔

(۳): موضوع کے مطابق صحاحِ ستہ سے 95 اَحادیثِ مبارکہ کو مختلف عنوانات کے تحت مع سند وعربی عبارت واِعراب وحوالہ جات کے ذکر کیا گیا ہے۔

(۴): موضوع کے مطابق اَحادیثِ مبارکہ کی تسہیل کیلئے مختلف عربی واُردو شارِحینِ اَحادیث کے 52 حوالہ جات مع عربی عبارات واِعراب وترجمہ ذکر کیے گئے ہیں۔

(۵): اِس کتاب کے آغاز میں موضوع کے متعلق تقریبا 70 صفحات پر مشتمل اِنتہائی مدلل ومرتب ایک ضخیم مقدمہ پیش کیا گیا ہے۔

(۶): آخری باب میں موضوع پر مخالفین کی طرف سے وارِد ہونے والے مشہور اِعتراضات کے قرآنُ وسنت کی روشنی میں اِنتہائی مدلل جوابات نقل کیے گئے ہیں۔

(۷): اِس کتاب کے عنوانات اور فہرست کو اِنتہائی خوبصورت اَنداز میں عربی عبارات مع ترجمہ کے مزین کیا گیا ہے۔

(۸): اِس کتاب میں یہ اِہتمام کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عزوجل اور رسولُ اللہ ﷺ کے نام کے ساتھ درود پاک اور اَنبیاءِ کرام، صحابہؓ کرام، تابعینِ عظام، اَولیاءِ کرام، مفسرینِ کرام، محدثینِ عظام کے ناموں کو دُعائیہ کلمات کے ساتھ مزین کیا گیا ہے۔

۹: اِس کتاب میں اُردو عبارت میں مشکل اَلفاظ کے اِعراب اور آسان معانی بریکٹ میں دیئے گئے ہیں۔

۱۰: اِس کتاب میں موضوع کے مطابق ذوقِ طبع کیلئے کثیر مقامات پر مختلف اَشعار بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

۱۱: اِس کتاب کی پروف ریڈنگ کیلئے تین علماءِ کرام سے تعاون لیا گیا جنہوں نے اِنتہائی عرق ریزی سے اِس کتاب کی تصحیح کیلئے پروف ریڈنگ کی۔

۱۲: اِس کتاب میں حوالہ جات لکھنے کیلئے جدید اَنداز اَپناتے ہوئے اور قارئین کی آسانی کیلئے ہر صفحہ کے نیچے حوالہ ذکر کیا گیا ہے اور جن جن کتب کے حوالہ جات کتاب میں دیئے گئے، اُن کتب کی مکمل تفصیل مع مطبع کے آخر میں ماٰخذ ومراجع کے عنوان سے ذکر کردی گئی ہے۔

۱۳: عربی عبارات، اِعراب، اُردو عبارات، حوالہ جات اور ترجمۂ آیات واَحادیث کی تصحیح کا خاص اِہتمام کیا گیا ہے، لہذا ہم اَللہ تعالیٰ کے فضل سے کہہ سکتے ہیں کہ اِس کتاب کی ہر عبارت باحوالہ ہے اور ہر حوالہ درست ہے، حوالہ جات کی درستگی کیلئے بار بار اَصل کتب کی چھان بین کی گئی ہے اِس اِہتمام کے باوجود چونکہ اِنسان نسیان وخطا سے مرکب ہے، اِسلئے اگر قارئین کتاب کے کسی بھی مقام میں حوالہ جات کی غلطی یا اُردو وعربی عبارت کی غلطی پائیں تو وہ ضرور فقیر کو مطلع فرمائیں، اِنشاءَ اللہ آئندہ اَیڈیشن میں وہ غلطی بھی درست کردی جائے گی۔

طالبِ دُعا ... محمد فہیم قادری مصطفائی

111271

﴿حُسنِ ترتیب﴾

اَللہ کے پیاروں سے مدد مانگنے پر یہ ایک اِنتہائی مفید تحریر ہے جس میں کتاب کو اِس اَنداز سے ترتیب دیا گیا ہے کہ مکمل کتاب میں چار اَبواب ذکر کئے گئے ہیں، پہلا باب مقدمہ کے بارے ہے، دوسرا باب چالیس اَحادیث کے بارے ہے، تیسرا باب اِستعانت کی اَحادیث کی تکمیل کے بارے اور چوتھا باب خاتمہ کے بارے ہے۔

پس مقدمہ میں 17 فصلیں قائم کی گئی ہیں جن میں اِستعانت و اِستمداد کے متعلق اَہم اَبحاث مثلاً اِستعانت، اِستغاثہ، اِستمداد اور توسل کا لغوی اور شرعی معنی و مفہوم، اِستغاثہ کی صورتیں، توسل کے بنیادی اَرکان، اِستمداد و توسل کی اَقسام، اِستعانتِ حقیقی و مجازی میں فرق، نسبتِ مجازی پر قرآنی دَلائل، مافوق الاسباب اُمور میں اِستعانت و اِستغاثہ، اُمورِ غیر عادِیہ میں اِستعانت کے دَلائل، قرآنِ کریم سے اِستعانت و اِستغاثہ پر دَلائل، معتبر و معتمد تفاسیر قرآنیہ سے اِستعانت و اِستغاثہ پر دَلائل وغیرہ۔

پھر دوسرے باب میں چالیس اَحادیث کو تقریباً پانچ اَہم عنوانات کے تحت ذکر کیا گیا ہے، وہ عنوانات یہ ہیں.

(۱). اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام بندوں کی مدد کرنے کا اِختیار رکھتے ہیں. (۲). اَولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی بندوں کی مدد کرنے کا اِختیار رکھتے ہیں. (۳). صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا عقیدۂ اِستعانت. (۴). اِمام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا عقیدۂ اِستعانت. (۵). عقیدۂ شفاعت۔

پھر اِن چالیس اَحادیث کو مرتب کرنے کا یہ اَنداز اِختیار کیا گیا کہ پہلے عربی متنِ حدیث مع سند و اِعراب کے ذکر کیا گیا، پھر اُس حدیث کا آسان اُردو ترجمہ ذکر کیا گیا، پھر اُس حدیث کے حوالہ جات ذکر کیے گئے اور حوالہ جات ذکر کرتے وقت اِس بات کا لحاظ رکھا گیا کہ سب سے پہلے حوالہ اُس کتاب کا دیا گیا جس سے متن اور سندِ حدیث لیا گیا، پھر دیگر صحاح کی کتب کے

حوالہ جات ذکر کیے گئے اور حوالہ لکھنے کا انداز یہ اِختیار کیا گیا کہ حدیث کے حوالہ میں کتاب کا نام اُس کے باب کا نام، جلد نمبر اور صفحہ نمبر اَصل عربی نسخہ جات سے دیئے گئے اور اُن کتبِ عربیہ کے مطبوعہ جات کی تفصیل کتاب کے آخر میں ماخذ و مراجع میں ذکر کردی گئی اور پھر ہر حدیث کے حوالہ کے ساتھ صحاحِ تسعہ کی عربی سی ڈی سے حدیث کا نمبر بھی درج کیا گیا، عربی سی ڈی کے نمبر کیلئے [رقم الحديث للتسجيل] کا لفظ اِستعمال کیا گیا ہے جبکہ صحاح تسعہ کے بیروت کے نسخہ جات سے حدیث نمبر دینے کیلئے [رقم الحديث للبخاری] ، [رقم الحديث للمسلم] ، [رقم الحديث للحاكم] وغیرہ کا اَنداز اپنایا گیا ہے۔

پھر ہر حدیث کے تحت محدثینِ کرام کی مختلف شروحات سے [التـوضـيـح] کے عنوان سے مختصر تشریح سپرد کردی گئی اور پھر ہر حدیث کے تحت [الانتبـاه] کا عنوان قائم کرکے راقم الحروف نے خود ہر حدیث کی موضوع کے ساتھ مناسبت اور اپنے اَساتذۂ کرام کا اِستدلالِ حدیث مختصر اَلفاظ میں ذکر کیا ہے۔

پھر تیسرا باب اِستعانت کی بقیہ اَحادیث کے بارے ہے اور تیسرے باب میں اِستعانت کی بقیہ اَحادیث کو سات فصلوں میں مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

(۱). کیا رَسولُ اللہ ﷺ بندوں کی مدد کرنے پر قادر ہیں؟ (۲). کیا رَسولُ اللہ ﷺ کے علاوہ بھی کوئی بندوں کی مدد کرنے پر قادر ہے؟ (۳). غیر اللہ کے توسل سے اِمداد طلب کرنا. (۴). رَسولُ اللہ ﷺ نے خود غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کا حکم دیا. (۵). غیر اللہ سے مدد طلب کرنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مبارک طریقہ. (۶). عقیدۂ شفاعت. (۷). اَحادیثِ مبارکہ میں غیر اللہ سے اِمداد کیلئے لفظِ اِستعانت کی صراحت۔

اور پھر چوتھا باب خاتمہ کے بارے ہے جس میں اَللہ کے پیاروں سے مدد مانگنے پر مخالفین کی جانب سے وارِد کئے جانے والے مشہور اِعتراضات کے جوابات قرآنُ و حدیث کی روشنی میں ذکر کئے گئے ہیں۔
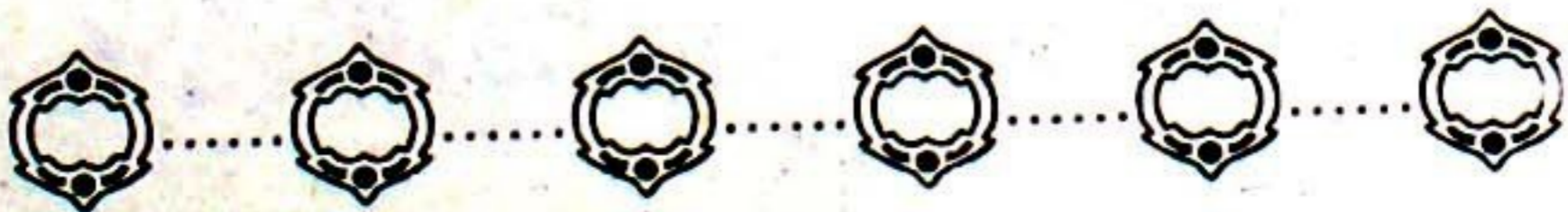
﴿ وَجہِ تالیف ﴾

اِس کتاب کوتحریر کرنے کی دو وجہیں تھیں، پہلی وجہ۔ اِس حدیثِ پاک کا مصداق بننا تھا۔

﴿ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ: قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ، مَاحَدُّ الْعِلْمِ الَّذِیْ اِذَا بَلَغَہُ الرَّجُلُ کَانَ فَقِیْھًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِھَا بَعَثَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فَقِیْھًا وَّکُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شَافِعًا وَّشَھِیْدًا ﴾ (۱)

ترجمہ: ”حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اُس علم کی کیا حد ہے جس تک بندہ پہنچ کر فقیہ بن جاتا ہے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میرے اُمتی نے دینِ اسلام کے بارے چالیس اَحادیث یاد کرلیں تو اَللہ تعالیٰ اُسے (بروزِ محشر) فقیہ اُٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اُس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔“

﴿ قَالَ النَّوَوِیُّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ : اَلْمُرَادُ بِالْحِفْظِ ھٰھُنَا : نَقْلُ الْاَحَادِیْثِ الْاَرْبَعِیْنَ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنْ لَّمْ یَحْفَظْھَا وَلَا عَرَفَ مَعْنَاھَا، ھٰذَا حَقِیْقَۃُ مَعْنَاہُ وَبِہٖ یَحْصُلُ اِنْتِفَاعُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ (۲)

ترجمہ: ”اِمام نَوَوِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ اِس حدیث میں یاد کرنے سے مراد چالیس اَحادیث کو مسلمانوں تک نقل کرنا ہے اگرچہ اُس کو وہ اَحادیث (زبانی) یاد نہ ہوں اور وہ اُن کا معنٰی بھی نہ جانتا ہو، یہی حدیثِ مبارک کا حقیقی معنٰی ہے اور اِسی معنٰی سے مسلمانوں کو (مکمل) نفع حاصل ہوگا۔“

لہٰذا اِس حدیثِ مبارک کا مصداق بننے کیلئے فقیر نے صحیح بخاری و مسلم سے غیر اللہ سے اِستعانت پر [40] اَحادیث اور دیگر کتبِ صحیحہ سے [40] اَحادیث مرتب کیں۔

---

(۱)۔ [مشکوۃ المصابیح ،کتاب العلم ،الفصل الثالث ، ۳۶]

(۲)۔[مرقات شرح مشکوۃ: ۱/۳۰۸]

اِس کتاب کوتحریر میں لانے کی دوسری وجہ جاننے سے پہلے ایک **تمہید** جان لیں:

[تمہید]

حضرت مولانا **مفتی احمد یار خان** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **دِینِ اِسلام** کو دُنیا میں تشریف لائے ہوئے آج تقریباً پندرہ سو سال ہو چکے ہیں، اِس عرصہ میں اِس **پاک دِین** نے ہزار ہا بلاؤں سے مقابلہ کیا، **حضور** صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس لہلہاتے ہوئے چمن پر بہت سی آندھیاں اور طوفان آئے اور اپنا زور دکھا کر چلے گئے **مگر اَلحمدللہ** عزوجل! کہ یہ چمن اُسی طرح سرسبز وشاداب رہا، اِس آفتاب پر بارہا تاریک بادل اور غبار آئے مگر یہ آفتاب اُسی طرح چمکتا دمکتا رہا اور کیوں نہ ہوتا کہ **رَبِّ ذُوالجلال** خود اِس دین کا حافظ وناصر ہے، جیسا کہ **اِرشادِ باری تعالیٰ** ہے:

﴿ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴾ (1)

ترجمہ: "بے شک ہم نے ہی قرآن اُتارا اور ہم ہی اِس کے محافظ ہیں۔"

کبھی اِس دین پر یزیدی بادل آئے اور کبھی حجاجی غبار، کبھی مامونی طاقت نے اِس کے سامنے آنے کی جراَت کی اور کبھی تاتاری قوتیں اِس سے ٹکرائیں، کبھی خارجی شورش نے اِس سے مقابلہ کیا اور کبھی رَافضی طاقت نے اِس کو زیر کرنے کی کوشش کی مگر وہ سب کی سب اِس پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں اور یہ **دِینِ اِسلام** کا پہاڑ اُسی طرح اپنی جگہ مضبوطی سے قائم رہا، **اللہ تعالیٰ** اِسے قائم ودائم رکھے!

مگر اِن فتنوں میں زبردست فتنہ اور تمام مصیبتوں میں خطرناک مصیبت نجدیوں، خارجیوں کی تھی، جس کی خبر مخبرِ صادِق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دے دی تھی اور طرح طرح سے اِن فتنوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا تھا۔

مشکوۃ المصابیح میں **صحیح بخاری** کے حوالہ سے روایت ہے:

حضرت **عبداللہ بن عمر** رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن دریائے رَحمت جوش میں آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ اِلٰہی میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کر رہے تھے: ﴿ اَللّٰھُمَّ بَارِكۡ لَنَا فِيۡ شَامِنَا ﴾ اے

(1)۔ [الحجر: 9]

اللہ جَلّ جَلَالُہٗ! ہمارے شام میں برکت عطا فرما! ﴿ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا ﴾ اے اللہ جَلّ جَلَالُہٗ ! ہمارے یمن میں برکت عطا فرما! بعض حاضرین نے عرض کی: ﴿ وَفِیْ نَجْدِنَا ، یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم ﴾ ہمارے نجد میں بھی برکت کی دُعا فرمائیں، پھر حضور ﷺ نے پہلے والی ہی دُعا فرمائی اور شام اور یمن کا ذکر کیا مگر نجد کا نام نہ لیا، اُنہوں نے پھر توجہ دلائی کہ ﴿ وَفِیْ نَجْدِنَا ﴾ حضور ﷺ یہ بھی دُعا فرمائیں کہ نجد میں برکت ہو، الغرض تین بار یمن اور شام کیلئے دُعائیں فرمائیں لیکن بار بار توجہ دلانے کے باوجود بھی نجد کیلئے دُعا نہ فرمائی اور آخر میں اِرشاد فرمایا کہ ﴿ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطٰنِ ﴾ میں اُس خطے کیلئے کیسے دُعا کروں کہ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں شیطانی گروہ پیدا ہوگا۔ (1)

اِس فرمانِ عالی کے مطابق بارہویں صدی ہجری میں نجد سے محمد بن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا، اُس نے کیا کیا، اَہلِ حرمین و دیگر مسلمانوں پر ظلم کئے، اِن کے کچھ مظالم کا تذکرہ علامہ شامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے اپنی کتاب ردُّ المحتار المعروف فتاوی شامی میں ذکر کیا ہے۔

﴿ کَمَا وَقَعَ فِیْ زَمَانِنَا فِیْ اِتْبَاعِ عَبْدِ الْوَھَّابِ الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَی الْحَرَمَیْنِ وَکَانُوْا یَنْتَحِلُوْنَ مَذْھَبَ الْحَنَابِلَۃِ لٰکِنَّھُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّھُمْ ھُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَلَفَ اِعْتِقَادَھُمْ مُشْرِکُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِکَ قَتْلَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَقَتْلَ عُلَمَآءِ ھِمْ حَتّٰی کَسَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی شَوْکَتَھُمْ وَخَرَبَ بِلَادَھُمْ وَظَفَرَ بِھِمْ عَسَاکِرُ الْمُسْلِمِیْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَّثَلَاثِیْنَ وَمِاَتَیْنِ وَاَلْفٍ ﴾ (2)

ترجمہ: ''جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ و مدینہ شریف پر اِنہوں نے غلبہ کرلیا، یہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن اِن کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف وہ ہی مسلمان ہیں اور جواُن کے عقیدے کے خلاف ہیں، وہ مشرک ہیں، اِسلئے اِنہوں نے اَہلِ سنت والجماعت

(1)۔ [صحیح بخاری: کتاب الجمعۃ، باب ما قیل فی الزلازل: ۱/۱۴۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۹۷۹)]۔ [مشکوۃ المصابیح: باب ذکر الیمن والشام: ۵۸۲]

(۲)۔ [رد المحتار المعروف فتاوی شامی، کتاب السرقہ، باب البغاۃ: ۲۶۲/۴]

کا قتل جائز سمجھا اور اِن کے علماء کو قتل کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اِن نجدیوں کی شوکت توڑی اور اِن کے شہروں کو ویران کیا اور اِسلامی لشکروں کو اِن پر فتح دی، یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ میں ہوا۔

اِس کے علاوہ سیف الجبار اور بوارقِ محمدیہ جیسی تاریخی کتابوں میں اِن کے بے شمار مظالم بیان فرمائے گئے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں بے دریغ بے گناہوں کو قتل کیا اور حرمینِ شریفین کے رہنے والوں کی عورتوں اور لڑکیوں سے زنا کیا، اُن کو غلام بنایا، اُنکی عورتوں کو اپنی لونڈیاں بنایا، ساداتِ کرام کو بہت قتل کیا، مسجدِ نبوی شریف کے تمام قالین اور جھاڑ و اور فانوس اُٹھا کر لے گئے، تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلبیتِ عظام رضی اللہ عنہم کی قبروں کو گرا کر زمین سے ملا دیا یہاں تک کہ یہ ارادہ بھی کیا کہ خاص گنبدِ خضریٰ جس کے گرد روزانہ صبح وشام ملائکہ صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں، اُس کو بھی گرا دیا جائے مگر جو شخص اِس بری نیت سے روضۂ پاک پر گیا اُس پر خدائے پاک نے ایک سانپ مقرر فرمادیا جس نے اُس کو ہلاک کر دیا اور ربُّ العالمین عزوجل نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری آرامگاہ کو اِن نجدیوں سے محفوظ رکھا غرضیکہ اِن کے مظالم بے حد تکلیف دہ ہیں جن کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ (۱)

یہ تو عرب کے حالات تھے لیکن ہندوستان میں چودھویں صدی کے آغاز میں دہلی میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مولوی اِسمٰعیل دہلوی تھا، اِس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا اُردو میں خلاصہ کیا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور اِس کی ہندوستان میں اِشاعت کی بدقسمتی سے یہی کتاب ہندوستان میں اَہل السنّت والجماعت میں پہلی دفعہ اِنتشار پھیلانے کا سبب بنی کیونکہ اِس کتاب میں مومنوں کے دل کی دھڑکن، اللہ عزوجل کے پیارے، تاجدارِ اَنبیاء، اَحمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت اور عیوب ونقائص سے پاک ہستی کے بارے میں ایسے ایسے غلیظ نظریات پیش کیے گئے جن سے ایک مومنِ صادق کا دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور دِل خون کے آنسو روتا ہے کہ یہ کیسا مومن ہے جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عیب والا جانتا ہے۔

---

(۱): [ماخوذ از۔جاء الحق]

اِس کتاب کے چند اِقتباسات پیشِ خدمت ہیں.

(۱): ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (۱)

(۲): جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں، سو ایسا شخص کہ اِس کا نام محمد یا علی ہو اور اِسکے اِختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں، ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے سو اِس قسم کے خیال باندھنے کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔ (۲)

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: تعجب ہے کہ نجدی صاحب تو اپنے گھر کی تمام چیزوں کے مالک ہیں اور اُس میں مختار ہیں جبکہ تاجدارِ اَنبیاء ﷺ کسی چیز کے مختار نہیں۔

(۳): یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (۳)

(۴): ہمارا خالق اللہ ہے اور اُس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کام پر اُسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوڑے چمار کا تو کیا ذکر۔ (۴)

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اَولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی شان میں ایسے ملعون اَلفاظ اِستعمال کرنا کیا کسی مسلمان کی شان ہو سکتی ہے؟

(۵): یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہے سے ہوتا ہے، رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (۵)

(۶): اکثر لوگ پیروں اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں اور اُن کی منتیں مانتے ہیں اور حاجت برائی کیلئے اُن کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کیلئے اپنے بیٹوں کو اُن کی طرف

---

(۱): [تقویۃ الایمان:۲۵]

(۲): [تقویۃ الایمان:۴۳]

(۳): [تقویۃ الایمان:۵۷]

(۴): [تقویۃ الایمان:۲۸]

(۵): [تقویۃ الایمان:۵۵]

منسوب کرتے ہیں .... یعنی اکثر لوگ جو یہ دعوی ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔ (۱)

(۷): سو یقین یوں رکھا جائے کہ غیب کے خزانے کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے، اُس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اُس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اُس میں سے جس کو جتنا چاہے بخشدے، اُس کا کوئی ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ (۲)

(۸): روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کرنا، اِقبال و اِدبار دینا، حاجتیں برلانا، بلائیں ٹالنا، مشکل میں دست گیری کرنا، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی اَنبیاء، اَولیاء، بھوت پری کی یہ شان نہیں، جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اُس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اُس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اِن کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ہے۔ (۳)

[اَلْاِنْتِبَاہ]: قرآنِ مجید میں ہے.

﴿ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾ (۴)

ترجمہ: ”اُن کو اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غنی کر دیا اپنے فضل سے۔“

یعنی قرآن تو کہتا ہے کہ اللہ عزوجل اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کو دولت مند کر دیا جبکہ یہ کہہ رہا ہے کہ جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے وہ مشرک ہے تو اِس کے عقیدے کے مطابق تو قرآن خود شرک کی تعلیم دے رہا ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

(۹): پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اُسی کی مخلوق اور اُس کا بندہ سمجھتے تھے اور اُن کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننا اور نذر و نیاز کرنا اور اُن کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا، یہی اُن کا کفر و شرک تھا سو جو

---

(۱): [تقویۃ الایمان: ۱۹]

(۲): [تقویۃ الایمان: ۳۰]

(۳): [تقویۃ الایمان: ۲۲]

(۴): [التوبہ: ۷۴]

کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اُس کو اَللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے سو وہ اور ابو جہل شرک میں برابر ہیں۔ (۱)

[اَلْاِنْتِبَاہ]: یعنی جو نبیٔ اکرم ﷺ کی شفاعت مانے کہ حضور ﷺ اَللہ ﷻ کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں گے تو وہ معاذَ اللہ! ابو جہل کے برابر مشرک ہے یعنی صرف شفاعت کا اِنکار ہی نہیں کیا بلکہ تمام مسلمانوں صحابۂ کرام، تابعینِ عظام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان اور ائمہ دِین اور اَولیاءِ صالحین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سب کو مشرک اور ابو جہل بنا دیا کیونکہ یہ سب لوگ حضور ﷺ کی شفاعت کے قائل ہیں۔

(۲): اَللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا۔ (۲)

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس عبارت میں اَنبیاءِ کرام عَلَیْھِمُ السَّلَام کے معجزات اور اَولیاءِ عظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی کرامات کا صاف اِنکار ہے حالانکہ قرآن میں ہے۔

﴿ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴾ (۳)

ترجمہ: "قسم ہے فرشتوں کی جو کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔"

قارئینِ کرام! یہ نجدیوں کی ایک کتاب کے چند اِقتباسات ہیں حالانکہ اِس کے علاوہ بھی اِن کی کثیر کتب میں اِس سے زیادہ دلخراش نظریات کو بیان کیا گیا ہے۔

میرے غیور مسلمان بھائیو! ایسے حالات کو دیکھتے ہوئے ایک دردمند مسلمان ضرور یہ چاہے گا کہ آخر اِس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ اور کیا واقعی قرآن وحدیث میں اَنبیاءِ کرام عَلَیْھِمُ السَّلَام اور اَولیاءِ عظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو بالکل مجبورِ محض ذکر کیا گیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے اِن کو خصوصی اِختیارات سپرد کیے ہیں؟ تو راقم الحروف چونکہ دورِ طالب علمی سے ہی اِفہام وتفہیم کا ذوق رکھتا تھا لہٰذا اِنہی اَدوار میں راقم نے مسئلہ اِستعانت پر کثیر مواد جمع کیا تھا اور اب اُس کو جدید انداز

---

(۱): [تقویۃ الایمان: ۲۱]

(۲): [تقویۃ الایمان: ۲۰]

(۳): [النزعات: ۵]

میں مرتب کر کے ''صحیح بخاری و مسلم'' اور دیگر کتب صیحہ کی اُن اَحادیث کو تالیف کیا جن میں اِستمداد و اِستعانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

قارئین کرام سے اِلتماس ہے کہ تعصب کے پردے ہٹا کر محض تحقیقی نکتہ نگاہ سے اِن اَحادیث میں غور و خوض فرمائیں کہ کیا حقیقی اِسلام وہ ہے جو تقویۃ الایمان میں بیان کیا گیا ہے؟ یا وہ جو ''اللہ کے پیاروں سے مدد مانگنا'' میں بیان کیا گیا ہے۔
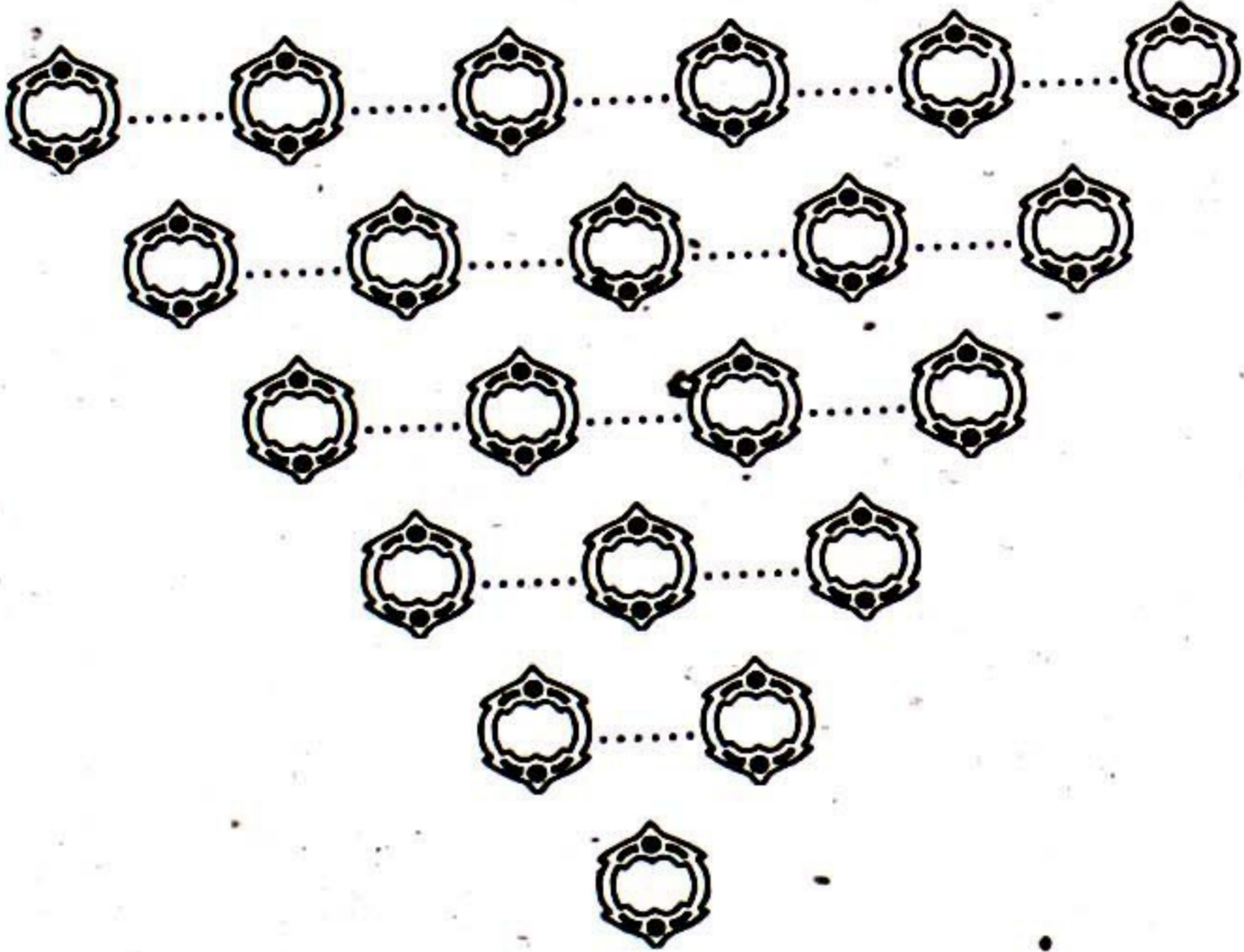
﴿اللہ کے پیاروں سے مدد مانگنا﴾

﴿وَفِیْهِ اَرْبَعَةُ اَبْوَابٍ﴾

﴿اس کتاب میں چار ابواب ہیں﴾

﴿اَلْبَابُ الْاَوَّلُ : فِی الْمُقَدَّمَةِ﴾

﴿پہلا باب: مقدمہ کے بارے﴾

﴿اَلْمُقَدَّمَةُ: فِیْ حُکْمِ الْاِسْتِعَانَةِ وَالْاِسْتِغَاثَةِ بِالْغَیْرِ وَفِیْهِ سَبْعَةَ عَشَرَ فَصْلًا﴾

﴿مقدمہ: غیر اللہ سے مدد مانگنے کے حکم کے بارے میں ہے اور اس میں 17 فصلیں ہیں﴾

﴿اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ: فِیْ مُرَادِ الْاِسْتِعَانَۃِ وَالْاِسْتِغَاثَۃِ﴾

﴿پہلی فصل: اِستعانت واِستغاثہ کے مفہوم کے بارے﴾

دینی، دنیوی اور روحانی اِعتبار سے ایک دوسرے کی مدد کرنا اِسلامی اور معاشرتی آداب واَخلاق کا حصہ ہے، اِسلام نے اَہلِ اِیمان کو تلقین کی ہے کہ وہ اَپنے مسلمان بھائیوں کی اِستعانت (مدد طلب کرنا) کریں.

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ (1)

ترجمہ: ''اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کام) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو.''

معلوم ہوا کہ بندوں کی مدد کرنا وہ طریقہ اور طرزِ عمل ہے جو نہ صرف جائز بلکہ اِسلامی ضابطۂ حیات کا لازِمی تقاضا ہے، اِستعانت واِستمداد (مدد طلب کرنا) کے اِس عمل کو شرک قرار دینا اِسلامی تعلیمات کے مکمل منافی ہے۔

یہ قانونِ فطرت ہے کہ سارے جہاں کا نظام باہم ایک دوسرے کی مدد واِعانت سے چل رہا ہے اور ہم اِس جہاں میں ایک دوسرے کی مدد کے محتاج ہیں اور جب تک ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کریں، ایک دوسرے کی مدد نہ کریں گے تو سارا نظامِ زندگی مفلوج ہو جائے گا، لہٰذا دنیا کے سارے اَعمال میں اِنسان ایک دوسرے کا محتاج ہے حتی کہ محشر کے دن بھی حصولِ جنت اور نجاتِ دوزخ کیلئے حضور ﷺ کی شفاعت اور نیک اَعمال کا محتاج ہوگا.

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رسائی ہے
گر اُن کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

---

(1)۔ [المائدۃ: ۲]

اب ہم دنیا میں جو غیرُ اللہ یعنی اَنبیاءِ کرام عَلَیۡهِمُ السَّلَام واَولیاءِ عظام رَحِمَهُمُ اللهُ تعالٰی سے مدد مانگتے ہیں اور اُن کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں، اِس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ ذاتی طور پر مدد کرنے والا، مشکل ٹالنے والا صرف اَللہ تعالیٰ ہے لیکن اَللہ تعالیٰ کی عطا سے اَنبیاء کرام عَلَیۡهِمُ السَّلَام واَولیاءِ عظام رَحِمَهُمُ اللهُ تعالٰی بھی مشکل ٹالنے والے ہیں اور مدد کرنے والے ہیں یعنی اَللہ تعالیٰ کا مدد کرنا، مشکلیں دور کرنا اور حاجتیں برلانا یہ اِختیارِ حقیقی ہے جبکہ اَنبیاء کرام عَلَیۡهِمُ السَّلَام واَولیاءِ عظام رَحِمَهُمُ اللهُ تعالٰی کا مددگار ہونا یہ اِختیارِ مجازی ہے۔

خاصانِ خدا خدا نہ باشند
لیکن از خدا جدا نہ باشند

﴿اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ : فِی الْمَعْنَی اللُّغَوِیِّ لِلْاِسْتِغَاثَۃِ وَالْاِسْتِعَانَۃِ﴾
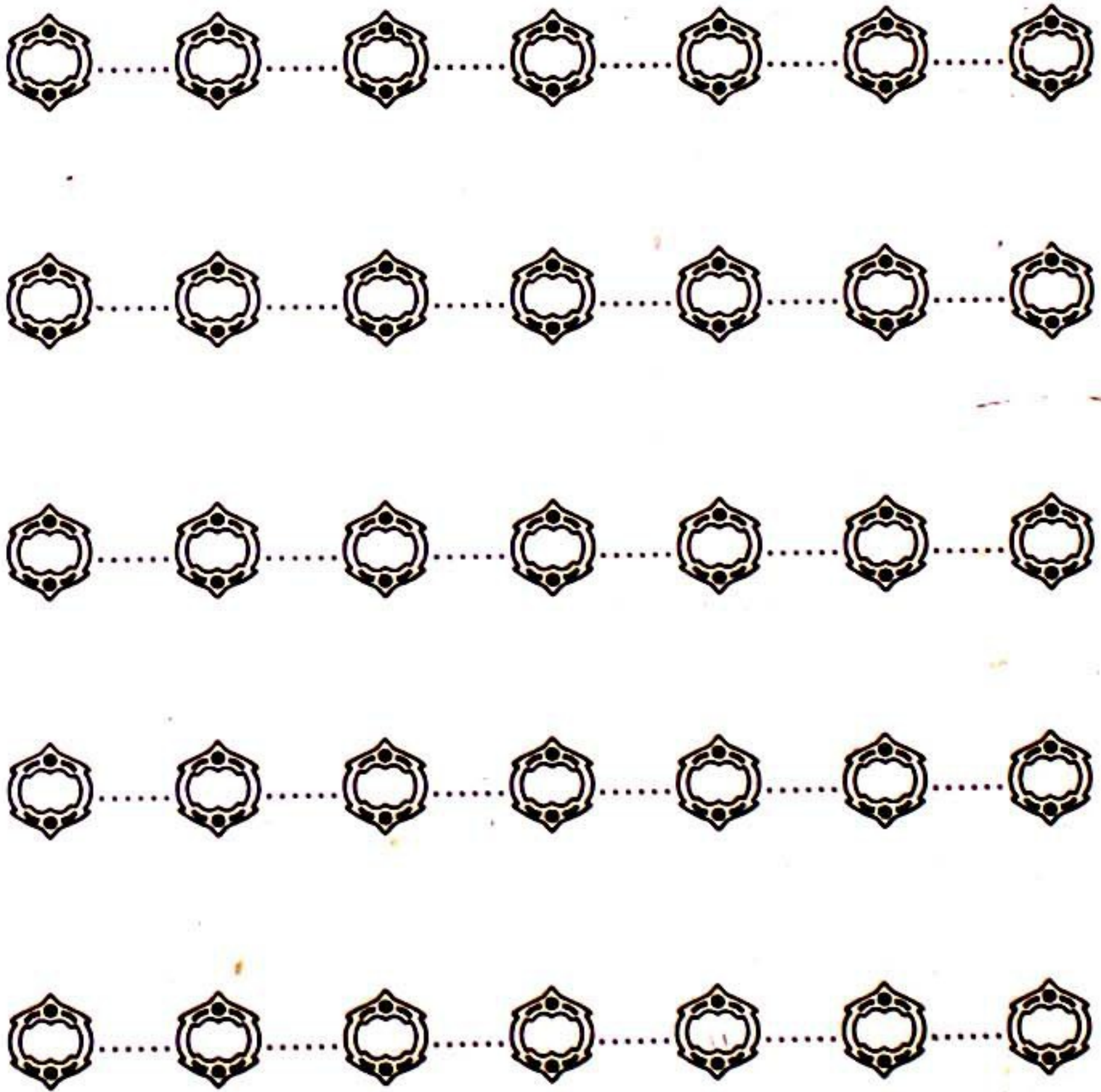
﴿دوسری فصل: اِستغاثہ و اِستعانت کے لغوی معنی کے بارے﴾

لفظِ اِستغاثہ عربی زبان میں لفظِ [غ،و،ث] سے نکلا ہے جس کے معنی [مدد] کے ہیں اور اِستغاثہ کا معنی [مدد طلب کرنا] ہے.

امام راغب اِصفہانی اِستغاثہ کا لغوی مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ اَلْغَوْثُ : یُقَالُ فِی النُّصْرَۃِ وَالْغَیْثُ فِی الْمَطَرِ، وَاسْتَغَثْتُہُ اَیْ طَلَبْتُ الْغَوْثَ اَوِ الْغَیْثَ﴾ (۱)

ترجمہ: ''[غَوْثٌ] کے معنی [مدد] اور [غَیْثٌ] کے معنی [بارش] کے ہیں اور [اِستغاثہ] کے معنی کسی کو مدد کیلئے پکارنے یا اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرنے کے ہیں۔''

لسانُ العرب میں ابنِ منظور افریقی لکھتا ہے: ﴿ اَغِثْنِیْ: اَیْ فَرِّجْ عَنِّیْ﴾ (۲)

ترجمہ: "[اَغِثْنِیْ] کا مطلب ہے کہ مجھ سے تکلیف دور فرما۔''

لفظِ اِستغاثہ کا اِستعمال قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر ہوا ہے.

(۱): غزوۂ بدر کے موقع پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کا ذکر سورۂ اِنفال میں یوں وارِد ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''جب تم اپنے رب عزوجل سے (مدد کیلئے) فریاد کر رہے تھے۔''

---

(۱)۔ [المفردات فی غریب القران :۳۷۳]

(۲)۔ [لسان العرب: ۱۳۹/۱۰]

(۳)۔ [الانفال:۹]

﴿۲﴾: سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اِن کی قوم کے ایک فرد کا مدد مانگنا اور آپ کا اُس کی مدد کرنا، اِس واقعہ کو بھی قرآنِ مجید نے لفظِ استغاثہ ہی کے ساتھ ذکر کیا ہے، چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''تو جو شخص اُن کی قوم میں سے تھا، اُس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں میں سے تھا، موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی۔''

اہلِ لغت کے نزدیک اِستغاثہ اور اِستعانت دونوں اَلفاظ مدد طلب کرنے کے معنی میں آتے ہیں جیسا کہ اِمام راغب اصفہانی لفظِ اِستعانت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

﴿ اَلْاِسْتِعَانَةُ : طَلَبُ الْعَوْنِ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اِستعانت کا معنی مدد طلب کرنا ہے۔''

اِبنِ منظور افریقی لکھتا ہے:

﴿ اَلْاَعْوَنُ : الظَّهِيْرُ عَلَى الْاَمْرِ وَاسْتَعَنْتُ بِفُلَانٍ فَاَعَانَنِيْ وَعَاوَنَنِيْ وَفِي الدُّعَاءِ : رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ. وَتَعَاوَنُوْا : اَعَانَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ﴾ (۳)

ترجمہ: "[اَعْوَنُ] کا معنی ہے، کسی معاملے میں مدد کرنا اور میں نے فلاں سے مدد طلب کی، پس اُس نے میری مدد کی اور دُعا میں اِس طرح اِستعمال ہوا کہ ''اے میرے رب جَلَّ جَلَالُکَ! میری مدد فرما، میرے خلاف مدد نہ فرما اور [تَعَاوَنُوْا] کا معنی ہے: ایک دوسرے کی مدد کرنا۔''

لفظِ اِستعانت بھی قرآنِ مجید میں طلبِ عون کے معنی میں اِستعمال ہوا ہے:

سورۃ الفاتحہ میں بندوں کو آدابِ دُعا سکھاتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

﴿ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ (۴)

ترجمہ: ''اور ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔''

---

(۱)۔ [القصص: ۱۵]

(۲)۔ [المفردات فی غریب القرآن: ۳۶۰]

(۳)۔ [لسان العرب: ۴۸۴/۹، ۴۸۵، ۴۸۹]

(۴)۔ [الفاتحہ: ۴]

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ : فِی الْمَعْنَی الشَّرْعِیِّ لِلْاِسْتِغَاثَۃِ وَالْاِسْتِعَانَۃِ

تیسری فصل: اِستعانت و اِستِغاثہ کے شرعی مفہوم کے بارے

اِسلام دینِ فطرت ہے، حضرت سیدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر نبیٔ اَکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تک تمام اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا دین اِسلام ہی رہا ہے، **عقیدۂ توحید** تمام اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی شرائع میں یکساں اور بنیادی اَہمیت کا حامل ہے، **شریعتِ مصطفوی** سمیت کسی بھی شریعت کی تعلیمات کے مطابق اَللہ تعالٰی کے علاوہ حقیقی مدد گار کوئی نہیں جبکہ مخلوق سے مدد طلب کرنا مجازاً ہے جو کہ شرعاً جائز ہے یعنی ہر طرح کی مشکل، مصیبت کو ٹالنے والا، مریضوں کو شفاء دینے والا، مظلوموں کی فریاد سننے والا، ہدایت کے رَاستے پر گامزن کرنے والا اور گمراہی سے بچانے والا حقیقی طور پر صرف اَللہ تعالٰی ہی ہے۔

اَللہ تعالٰی کی مرضی کے بغیر کوئی نبی اور ولی کسی کی بھی مدد نہیں کر سکتا لیکن اَللہ تعالٰی نے اپنی خصوصی مہربانی فرماتے ہوئے **اَنبیاءِ کرام** عَلَیْہِمُ السَّلَام اور **اَولیاءِ عظام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وغیرہم سے بھی مشکل و مصیبت کے وقت مدد طلب کرنے کا حکم دیا اور اِن سے یہ **اِستعانت و اِستغاثہ** (مدد طلب) کرنا مجازاً قرار دیا، لہٰذا بندگانِ خدا اگر مشکل و مصیبت میں اَللہ تعالٰی کے حکم کے مطابق اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اَولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے **اِستعانت و اِستغاثہ** (مدد طلب) کرتے ہیں تو یہ شرعاً جائز ہے، گذشتہ اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، تاجدارِ اَنبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، صحابۂ کرام، تابعینِ عظام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، اَئمہ مجتہدین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور جمہور عُلماءِ کرام میں سے کسی نے بھی اِس اِستعانت و اِستغاثہ کو شرک قرار نہیں دیا۔

﴿ اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ: فِیْ صُوَرِ الْاِسْتِغَاثَۃِ ﴾

﴿ چوتھی فصل: اِستغاثہ کی صورتوں کے بارے ﴾

اِس کی دوصورتیں ہیں۔

(۱) : اِستغاثہ با القول (۲) : اِستغاثہ با العمل

مشکل حالات میں گھرا ہوا کوئی شخص اگر اپنی زبان سے اَلفاظ وکلمات اَدا کرتے ہوئے کسی سے مدد طلب کرے تو اُسے اِستغاثہ بالقول کہتے ہیں اور مدد مانگنے والا اپنی حالت وعمل اور زبانِ حال سے مدد چاہے تو اُسے اِستغاثہ بالعمل کہتے ہیں۔

(۱) : اِستغاثہ با القول

قرآنِ مجید میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے حوالے سے اِستغاثہ بالقول کی مثال یوں مذکور ہے، اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ﴾ (۱)

ترجمہ : ''اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی، جب اُس سے اُس کی قوم نے پانی مانگا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو، پس اُس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔''

اِس آیتِ مبارک میں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے پانی کا اِستغاثہ کیا گیا ہے، اگر یہ عمل شرک ہوتا تو اِس مطالبۂ شرک پر مبنی معجزہ کو نہ دکھایا جاتا، تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی انبیاءِ کرام عَلَیْھِمُ السَّلَام سے خلافِ توحید کوئی مطالبہ کیا گیا تو اُنہوں نے سختی سے اُس سے منع فرمایا جبکہ یہاں ایسا نہیں ہوا۔

---

(۱)۔ [الاعراف: ۱۶۰]

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ قومِ موسیٰ کے اِستغاثہ پر خود سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے اِظہارِ معجزہ کی تاکید فرمارہا ہے، اِس کا مطلب یہ ہوا کہ حقیقی کارساز تو بے شک ربّ ذوالجلال ہی ہے مگر موسیٰ علیہ السلام کو اِظہارِ معجزہ کے لیے اپنی قدرت وطاقت کا مظہر بنایا۔

خدا ہے اُن کا مالک وہ خدائی بھر کے مالک
خدا ہے اُن کا مولیٰ وہ خدائی بھر کے مولیٰ

(۲): استغاثہ بالعمل

مصیبت کے وقت زبان سے کسی قِسم کے الفاظ ادا کیے بغیر کسی خاص عمل اور زبانِ حال سے مدد طلب کرنا اِستغاثہ بالعمل کہلاتا ہے، قرآنِ مجید میں اِستغاثہ بالعمل کے جواز میں بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ومکرم اَنبیاء علیہم السلام کے واقعات مذکور ہے۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اُن کے والد ماجد سیدنا یعقوب علیہ السلام کی بینائی بہت زیادہ رونے کی وجہ سے جاتی رہی، حضرت یوسف علیہ السلام کو جب حقیقتِ حال سے آگاہی ہوئی تو اُنہوں نے اپنی قمیض بھائیوں کے ہاتھ اپنے والد ماجد سیدنا یعقوب علیہ السلام کی طرف بغرضِ اِستغاثہ بھیجی اور فرمایا کہ اِس قمیض کو اُن کی آنکھوں سے مس کرنا، بینائی لوٹ آئے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا، اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ﴾ (۱)

ترجمہ: ”(حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا) میری یہ قمیض لے جاؤ، سو اِسے میرے والد (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے چہرے پر ڈال دینا، وہ بینا ہو جائیں گے۔“

حضرت یعقوب علیہ السلام کے اِستغاثہ کے قبول ہونے پر دوسرے مقام پر اِرشاد باری تعالیٰ ہوا:

﴿ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ﴾ (۲)

ترجمہ: ”پھر جب خوشخبری سنانے والا آپہنچا، اُس نے وہ قمیض یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دی تو اُسی وقت اُن کی بینائی لوٹ آئی۔“

---

(۱)۔ [یوسف: ۹۳]
(۲)۔ [یوسف: ۹۶]

﴿اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ: فِی مُرَادِ الْاِسْتِمْدَادِ وَالتَّوَسُّل﴾

﴿پانچویں فصل: اِستمداد و توسُّل کے مفہوم کے بارے﴾

اَللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے، وہ اِس اِمر کا پابند نہیں کہ قبولیتِ دُعا کیلئے کسی اور کو اُس کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جائے، وہ بلا واسطہ اپنے بندوں کی دعائیں سننے، قبول کرنے اور لطف و کرم سے نوازنے پر قادر ہے لیکن یہ سنتِ اِلٰہیہ ہے کہ بہت سے نفوسِ قدسیہ اور اُمورِ صالحہ جو اُسے پسند اور محبوب ہیں، اُن کی نسبت سے نہ صرف یہ کہ عمل بابرکت ہو جاتا ہے بلکہ دُعا کی قبولیت کا درجہ بھی بڑھ جاتا ہے، رِضائے اِلٰہی اور عطائے اِلٰہی کے حصول کیلئے اَللہ تعالیٰ کے حضور کسی بابرکت ذات یا عمل کا توسل پیش کرنا شرک و بدعت نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا مشروع، مباح اور جائز طریقہ ہے جس کا مقصد اَللہ تعالیٰ کے مقرب و معزز بندوں اور اَفعالِ صالحہ کے واسطہ سے اَللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کرنا ہے تاکہ دُعاؤں کی جلدی قبولیت کی توقع کی جاسکے۔

قرآنِ کریم اور اَحادیثِ مبارکہ میں ایسے بہت سے دلائل موجود ہیں جو نہ صرف وسیلہ کا جواز فراہم کرتے ہیں بلکہ اِس اَمر کو بھی واضح کرتے ہیں کہ حضور تاجدارِ کائنات ﷺ، اَنبیاءِ کرام عَلَیْھِمُ السَّلَامُ اور اولیاءِ عظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے توسل سے دعا کرنا اَقْرَبُ اِلَی الْاِجَابَت (دُعا قبول ہونے کے زیادہ قریب) ہے۔
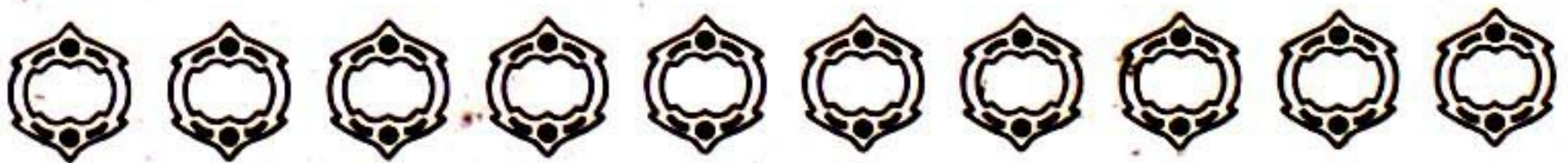
اَلْفَصْلُ السَّادِسُ: فِی الْمَعْنَی اللُّغَوِیِّ لِلتَّوَسُّل

چھٹی فصل: توسل کے لغوی معنٰی کے بارے

ائمہ لغت نے وسیلہ کو مقصد کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

ذیل میں ہم معتبر ماہرینِ لغت کی کتب سے لفظِ وسیلہ کا مفہوم بیان کرتے ہیں:

[۱]: امام راغب اصفہانی وسیلہ کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں:

﴿ اَلْوَسِيْلَةُ : اَلتَّوَصُّلُ اِلَی الشَّیْءِ بِرَغْبَةٍ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''وسیلہ کا معنی کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنے کو کہتے ہیں۔''

[۲]: علامہ ابنِ اثیر جزری اور ابنِ منظور افریقی نے لفظِ وسیلہ کی تعریف یوں کی ہے:

﴿ اَلْوَسِيْلَةُ : هِیَ فِی الْاَصْلِ مَا يُتَوَصَّلُ بِهٖ اِلَی الشَّیْءِ وَيُتَقَرَّبُ بِهٖ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''وسیلہ درحقیقت وہ واسطہ ہے جس کے ذریعے کسی شیءتک پہنچا جائے اور اُس کا قرب حاصل کیا جائے۔''

[۳]: علامہ جار اللہ زمخشری اپنی تفسیر میں لفظِ وسیلہ کا معنی یوں بیان فرماتے ہیں:

﴿ اَلْوَسِيْلَةُ : كُلُّ مَا يُتَوَصَّلُ بِهٖ اَیْ يُتَقَرَّبُ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''ہر وہ چیز جس کے ذریعے کسی کا قرب حاصل کیا جائے، اُسے وسیلہ کہتے ہیں۔''

---
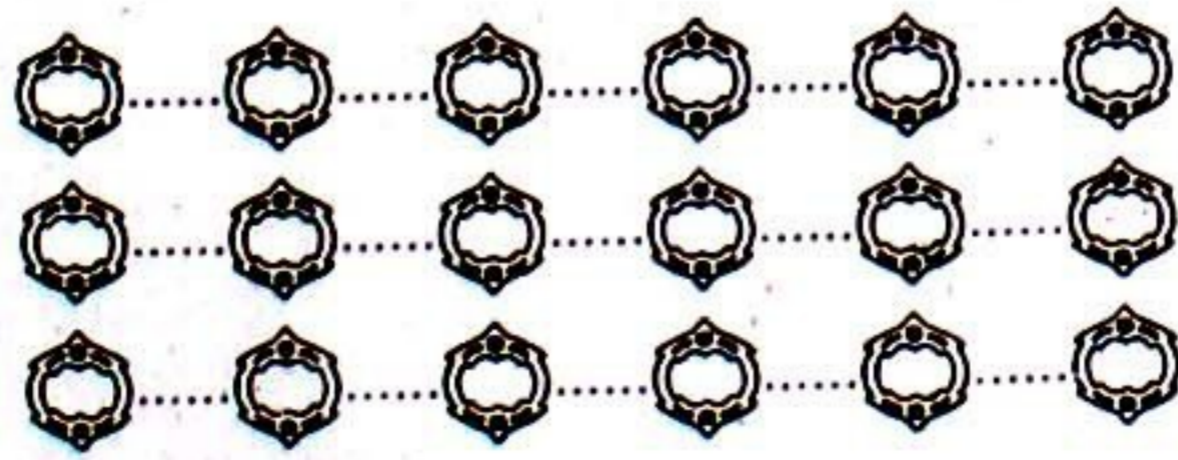
(۱)۔ [المفردات فی غریب القرآن: ۵۲۵]

(۲)۔ [النهايه فی غريب الحديث والاثر: ۵/ ۱۶۱]......[لسان العرب: ۱۵/ ۳۰۱]

(۳)۔ [تفسير الكشاف عن حقائق التنزيل: ۱/ ۶۶۲]

﴿ اَلْفَصْلُ السَّابِعُ: فِی الْمَعْنَی الشَّرْعِیِّ لِلتَّوَسُّلِ ﴾

﴿ ساتویں فصل: توسل کے شرعی معنی کے بارے ﴾

بارگاہِ الٰہی میں قرب حاصل کرنے، اپنی کسی حاجت اور ضرورت کے وقت مراد کے حصول کیلئے یا پریشانی ومصیبت کو رفع کرنے کیلئے بوقتِ دُعا کسی مقبول عمل، مقرب نبی، صالح بزرگ یا بابرکت مکان وزماں کا واسطہ پیش کرنا توسل کہلاتا ہے، شرعی نقطۂ نظر سے ہر ایسی چیز کو دعا کی قبولیت کا ذریعہ بنانا توسل ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر ومنزلت رکھتی ہے، بارگاہِ الٰہی میں اَعمالِ صالحہ اور ذَواتِ صالحہ دونوں ہی مقبول اور محبوب ہیں، لہٰذا دونوں کو وسیلہ پیش کیا جاسکتا ہے، قرآنی آیات، اَحادیثِ مبارکہ اور تفاسیرِ معتبرہ میں اِس توسل کو جائز اور مستحسن قرار دیا گیا ہے، جمہور محدثین، جمہور مفسرین، جمہور صحابۂ کرام، تابعینِ عظام، آئمہ اَربعہ، مجتہدین اور علماءِ کرام سب اِس کے جواز کے قائل ہیں سوائے چند خارجیوں کے جو محض ہٹ دھرمی اور تعصب کی بنا پر اِس کا انکار کرتے ہیں۔
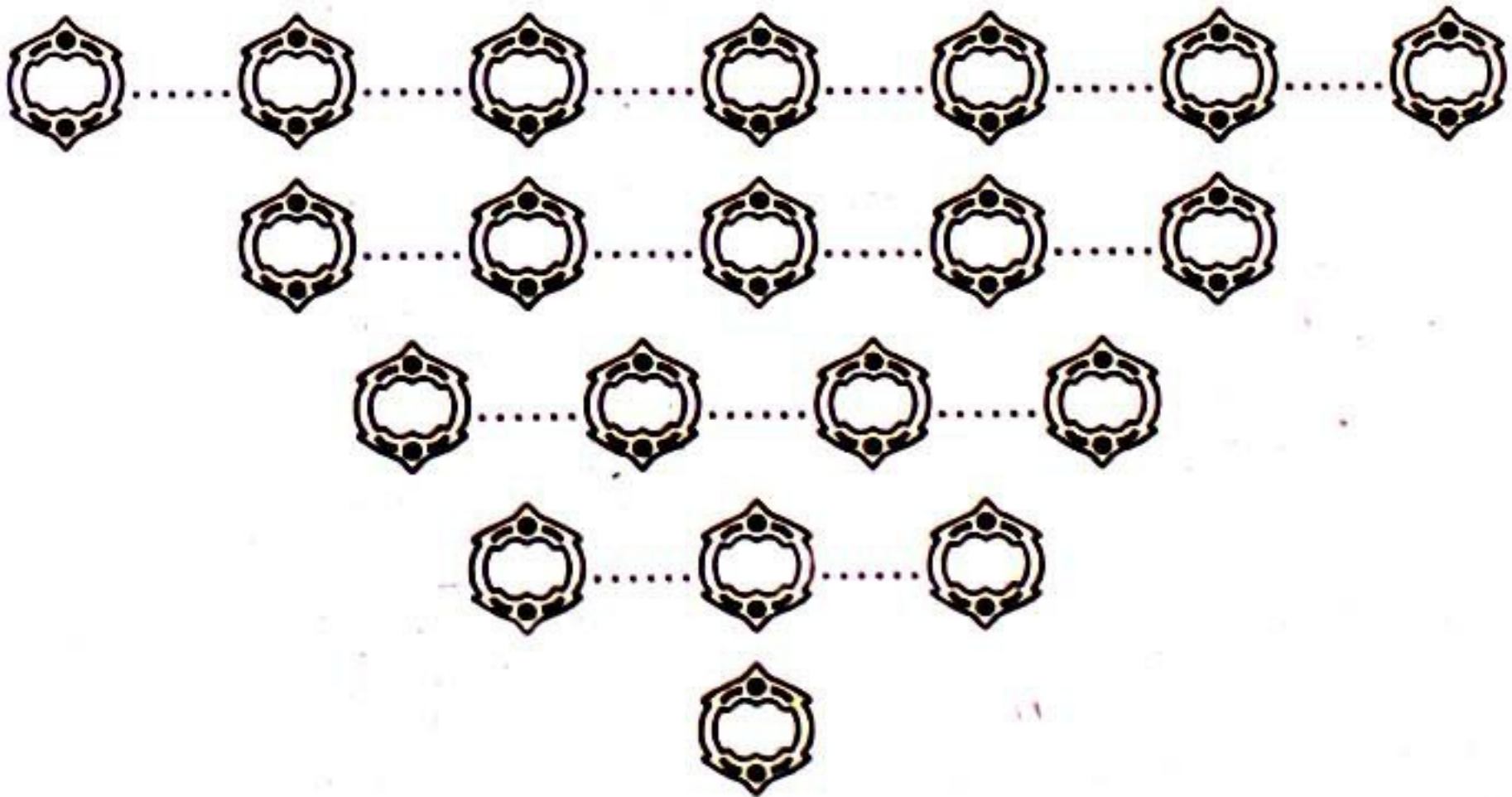
اَلْفَصْلُ الثَّامِنُ : فِی اَرْکَانِ التَّوَسُّل

آٹھویں فصل: توسل کے بنیادی اَرکان کے بارے

توسُّل درحقیقت بندے کا اللہ ربُّ العزت کی بارگاہ بے کس پناہ میں اپنی دُعا کی قبولیت اور حاجت برآوری کیلئے اپنی عاجزی اور بے کسی کے اِعتراف کے ساتھ کسی مقبول عمل یا مقرب بندے کا واسطہ پیش کرنا ہے تاکہ بندۂ گناہ گار کی دعا جلد قبول ہوجائے۔

توسُّل کے مندرجہ ذیل چار اَرکان ہیں جنہیں ذہن نشین کرنا ضروری ہے تاکہ حقیقتِ توسُّل کا صحیح تصور واضح ہوجائے۔

[۱]... وسیلہ : نفسِ مسئلہ کو وسیلہ کہتے ہیں۔

[۲]... مُتَوَسِّل: وسیلہ بنانے والا یعنی وہ شخص جو اپنی دُعا میں کسی نیک عمل یا نیک ہستی یا کسی خاص مقام کو وسیلہ بنائے۔

[۳]... مُتَوَسَّل بِہٖ: جس چیز کو بارگاہِ ربوبیت ﷻ میں وسیلہ بنایا جائے جیسے نیک اَعمال، مقرب بندے اور آثار و تبرکاتِ مقربین۔

[۴]... مُتَوَسَّل اِلَیْہ: خود ذاتِ باری تعالیٰ مُتَوَسَّل اِلَیْہ ہے کیونکہ اُس کی بارگاہِ عالیہ میں وسیلہ پیش کیا جاتا ہے۔
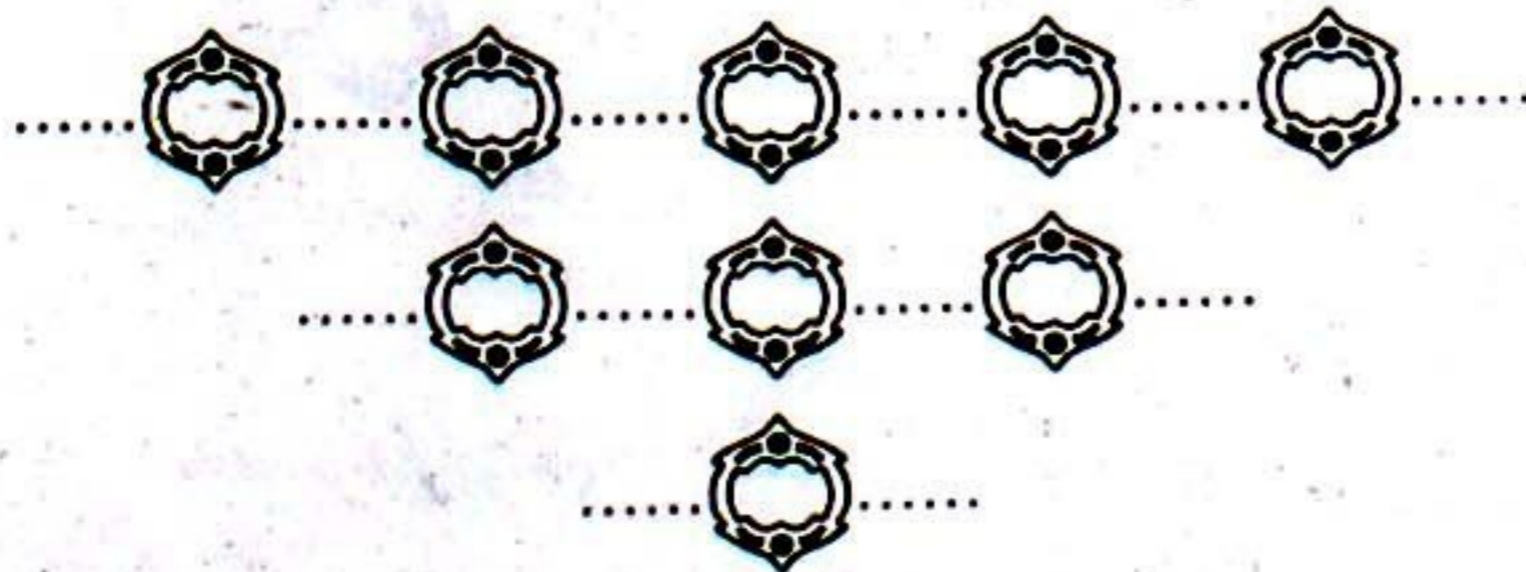
اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ: فِی اَصْنَافِ الْاِسْتِمْدَادِ وَالتَّوَسُّلِ

نویں فصل: اِستمداد و توسل کی اَقسام کے بارے

توسل اور اِستمداد کی تین قسمیں ہیں.

(۱): تَوَسُّلْ بِالْاَعْمَالْ: یعنی عملِ صالح سے توسل کرنا.

(۲): تَوَسُّلْ بِالْجَاہْ: یعنی اَنبیاءِ کرام عَلَیْھِمُ السَّلَام اور اَولیاءِ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے جاہ ورُتبہ کے ذریعے توسل اور اِستغاثہ کرنا۔

(۳): تَوَسُّلْ بِالدُّعَاءِ وَالشَّفَاعَۃِ: یعنی اَنبیاءِ کرام عَلَیْھِمُ السَّلَام اور اَولیاءِ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے دُعا یا سفارش کی درخواست کرنا۔

[ا]: تَوَسُّلْ بِالْاَعْمَالْ کے دَلائل

اِس قسم کی دو دلیلیں ہیں.

﴿پہلی دلیل﴾

☆ صبر اور نماز سے توسل کرنا ☆

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (1)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: کیا صبر خدا ہے جس سے اِستعانت کا حکم ہوا ہے، کیا نماز خدا ہے جس سے اِستعانت کا اِرشاد فرمایا گیا ہے؟ اگر غیرِ خدا سے مدد مانگنا مطلقاً شرک ہے تو اِس حکمِ اِلٰہی کا کیا مطلب ہوگا؟ لہٰذا ہم یہ کہیں گے کہ غیرِ خدا سے مدد طلب کرنا مطلقاً محال وشرک نہیں بلکہ اَللّٰہ

---

(۱)۔[البقرۃ: ۱۵۳]

تعالیٰ کی عطا سے غیرِ خدا کوئی بھی ذات یا کوئی بھی چیز مددگار ہو سکتی ہے۔

﴿ دوسری دلیل ﴾

☆ خدمتِ والدین، پاک دامنی اور اَدائے حق کے توسل سے قبولیتِ دُعا ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے رِوایت ہے کہ تین آدمی غار میں پھنس گئے تو ان میں سے ایک نے اپنے والدین کی خدمت سے توسل کیا، دوسرے نے اپنی پاکدامنی سے توسل کیا اور تیسرے نے مزدور کا حق ادا کرنے سے توسل کیا اور پھر اَللہ تعالیٰ نے اُن کے اِس توسل کی برکت سے غار کا منہ کھول دیا۔ (1)

اِس حدیث کی وجہ سے مسلمانوں کے تمام گروہ اِس بات پر متفق ہیں کہ اَللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے کسی نیک عمل کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔

اِمام نووی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اِس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

﴿ وَاسْتَدَلَّ اَصْحَابُنَا بِهٰذَا عَلٰى اَنَّهُ يُسْتَحَبُّ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَّدْعُوَ فِي حَالِ كُرْبِهٖ وَفِي دُعَاءِ الْاِسْتِسْقَاءِ وَغَيْرِهٖ بِصَالِحِ عَمَلِهٖ وَيَتَوَسَّلُ اِلَى اللهِ تَعَالٰى بِهٖ لِاَنَّ هٰؤُلَاءِ فَعَلُوْهُ فَاسْتُجِيْبَ لَهُمْ وَذَكَرَهُ النَّبِيُّ فِيْ مَعْرِضِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ وَجَمِيْلِ فَضَائِلِهِمْ ﴾ (2)

ترجمہ: ''ہمارے اَصحاب نے اِس سے یہ اِستدلال کیا ہے کہ اِنسان کیلئے مستحب ہے کہ وہ مصیبت کی حالت میں دُعا کرے، وہ دُعا بارش کی طلب کی ہو یا اس کے علاوہ، اُسے صالح عمل کے ذریعے دُعا کرنی چاہئے اور صالح عمل کے ذریعے اَللہ تعالیٰ سے توسل کرے اسلئے کہ اَصحابِ غار نے بھی ایسے ہی کیا تو اُن کی دُعا قبول کی گئی اور رَسولِ اَکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس بات کو اُن کی تعریف میں ذکر کیا اور اُن کے خوبصورت فضائل کے ضمن میں ذکر کیا۔''

---

(۱)۔ [صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب قصۃ اصحاب الغار الثلاثۃ: ۳۵۳/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۴۹۲۶)، (رقم الحدیث للمسلم: ۲۷۴۳)]۔ [صحیح بخاری: کتاب البیوع، باب اذا اشتری شیئا: ۲۹۴/۱]

(۲)۔ [شرح للنووی للمسلم: ۳۵۳/۲]

[۲]: تَوَسُّلْ بِالْجَاہ کی دلیل

اِس کی دلیل وہ روایت ہے جس کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مرتبے کے ذریعے توسل کیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وجہ سے بارش نازل فرمائے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دُعا ☆

﴿ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ : قَالَ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ: قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُثَنّٰى : عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ : عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ كَانَ اِذَا قُحِطُوْا اِسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط پڑا تو آپ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش طلب کی، پس یوں دُعا کی: اے اللہ جل جلالہ! ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دُعا مانگتے تھے تو تُو بارش برسا دیتا تھا اور ہم تجھ سے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلے سے دُعا مانگتے ہیں تو ہم پر بارش نازل فرما، پس اُن پر بارش برسا دی گئی۔“

[۳]: تَوَسُّلْ بِالدُّعَاءِ وَالشَّفَاعَة کے دَلائل

اِس سے مراد یہ ہے کہ اِنسان کسی زندہ یا مرحوم بزرگ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا یا سفارش کرے کہ اے اللہ جل جلالہ! فلاں بزرگ کے وسیلے سے میرا فلاں مقصد پورا کردے، اِس قسم کی چار دلیلیں ہیں۔

---

(۱)۔ [صحیح بخاری: کتاب الجمعة، ابواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا: ۱/۱۳۷ (رقم الحدیث للتسجیل:۹۵۴)، (رقم الحدیث للبخاری:۱۰۱۰)]

﴿ پہلی دلیل ﴾

اِس کی دلیل وہ رِوایت ہے جس میں ایک اِعرابی نے حضور ﷺ کے روضۂ انور پر حاضر ہو کر گناہوں کی بخشش کیلئے حضور ﷺ سے مدد طلب کی، جیسا کہ تفسیر ابنِ کثیر میں ہے:

﴿ وَقَدْ ذَكَرَ جَمَاعَةٌ مِّنْهُمُ الشَّيْخُ اَبُوْ مَنْصُوْرِ الصَّبَّاغُ فِي كِتَابِ الشَّامِلِ، الْحِكَايَةَ الْمَشْهُوْرَةَ عَنِ الْعَتَبِيِّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَجَآءَ اِعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم سَمِعْتُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُكَ..... الخ: وَقَدْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا لِذَنْبِي مُسْتَشْفِعًا بِكَ اِلَى رَبِّي عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ اَنْشَاءَ يَقُوْلُ:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ ..... فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ ..... فِيْهِ الْعِفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ثُمَّ انْصَرَفَ الْاِعْرَابِيُّ، فَغَلَبَتْنِي عَيْنِيْ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي النَّوْمِ فَقَالَ: قُمْ يَا عَتَبِيُّ! اِلْحَقِ الْاِعْرَابِيَّ فَبَشِّرْهُ اَنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَهٗ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''تحقیق ایک کثیر جماعت نے امام عتبی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور حکایت کو نقل کیا، حضرت شیخ ابومنصور صباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الشامل'' میں نقل کیا ہے کہ امام عتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی روضۂ رسول ﷺ پر آیا اور اُس نے کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ اِرشادِ گرامی سنا ہے۔ '' اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو (اے حبیب صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم) آپ کے پاس آئیں، پس اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں اور رسول ﷺ بھی اُن کیلئے بخشش کی دُعا کریں تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔'' اِسلئے میں اپنے گناہوں کی معافی کیلئے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارشی پیش کرنے آیا ہوں، اِس کے بعد اُس نے دردِ دل سے چند اَشعار پڑھے:

(۱)-[تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۴۷۱]

''اے بہترین ذات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم! جہاں آپ دفن کئے گئے، وہ جگہ خوشبو سے معطر ہوگئی میری جان آپ ﷺ کی قبرِ انور پر قربان جس میں آپ ﷺ تشریف فرما ہیں، کیونکہ اُس میں پاکیزگی، سخاوت اور سراپا کرم ہے۔''

اور پھر جذبۂ محبت کے پھول نچھاور کر کے چلا گیا، اِسی واقعہ کے آخر میں مذکور ہے کہ اِمام عتبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ پر نیند کا غلبہ ہوا، پس اِمام عتبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کو خواب میں حضور ﷺ ملے اور فرمایا:

﴿ قُمْ يَا عَتَبِيُّ! اِلْحَقِ الْاِعْرَابِيَّ فَبَشِّرْهُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَهٗ ﴾

ترجمہ: ''اے عتبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ! جا کر اُس اعرابی کو خوشخبری دے دو کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی مغفرت کردی ہے۔''

﴿ دوسری دلیل ﴾

☆ اندھے صحابی کا حضور ﷺ کے توسل سے بینا ہو جانا ☆

﴿ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ: اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ، قَالَ ﷺ: اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ، قَالَ: فَادْعُهُ، قَالَ: فَاَمَرَهُ اَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوْءَهٗ وَيَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَآءِ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ ﴾ (1)

ترجمہ: ''حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ وہ مجھے آنکھیں عطا فرمادے، پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تُو چاہے تو میں دُعا کرتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کر کہ یہ تیرے لئے بہتر ہے پس اُس صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ دُعا فرمادیں، تو حضور

(1)۔ [جامع ترمذی: ابواب الدعوات، باب فی انتظار الفرج: ۱۹۷/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۳۵۰۲)]۔ [سنن ابن ماجه: كتاب اقامة الصلوة، باب ماجاء فی صلوة الحاجة: ۹۹ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۳۷۵)]

ﷺ نے فرمایا کہ تُو اچھے طریقے سے وضو کرکے یہ دُعا پڑھ: اے اللہ! جَلَّ جَلالُہٗ میں تجھ سے تیرے نبی رَحمت حضرت محمد ﷺ کے واسطے سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ میں آپ کے واسطے سے اپنے رب جَلَّ جَلالُہٗ کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت پوری کردی جائے، اے اللہ! جَلَّ جَلالُہٗ میرے حق میں یہ سفارش قبول فرمالے۔"

﴿ تیسری دلیل ﴾

☆ حقِ سائلین سے دُعا میں توسل کرنا ☆

﴿ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ : قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ اِلَی الصَّلٰوۃِ ، فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّآئِلِیْنَ عَلَیْکَ وَاَسْئَلُکَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ شَرًّا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سُخْطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ ﴾ (۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رَسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے نماز کیلئے نکلے تو یہ کہے: اے اللہ! جَلَّ جَلالُہٗ میں تجھ سے تیرے سائلین کے حق سے سوال کرتا ہوں اور میرے تیری طرف چلنے کے حق سے سوال کرتا ہوں کیونکہ میں برائی، تکبر، رِیاء کاری اور شہرت کی غرض سے نہیں نکلا بلکہ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا کو حاصل کرنے کیلئے نکلا ہوں۔"

﴿ چوتھی دلیل ﴾

☆ بارش کیلئے حضور ﷺ سے طلبِ اِمداد ☆

﴿ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْہِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ یَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ اَبِیْ طَالِبٍ : وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ : ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ : حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ اَبِیْہِ رضی اللہ عنہ : رُبَّمَا ذَکَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَاَنَا

[سنن ابن ماجه : كتاب المساجد والجماعة ، باب المشي الى الصلوة : ٥٦ (رقم الحديث للتجسيل: ٧٧٠)]

اَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَسْقِي فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ ﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا، اُنہوں نے کہا کہ میں نے حضرت اِبنِ عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اَبو طالب کا یہ شعر پڑھتے تھے.

''وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرۂ اَنور کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے، جو یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے غم خوار ہیں۔''

عمر بن حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں سالم نے اپنے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے خبر دی کہ میں شاعر کا یہ شعر کبھی یاد کرتا اور میں حضور نبیٔ اَکرم ﷺ کے چہرۂ اَنور کو دیکھتا جب آپ ﷺ بارش کیلئے دُعاء فرماتے تو آپ ﷺ ابھی منبر سے نہ اُترتے تھے کہ پرنالے زور سے بہنے لگتے۔''

---
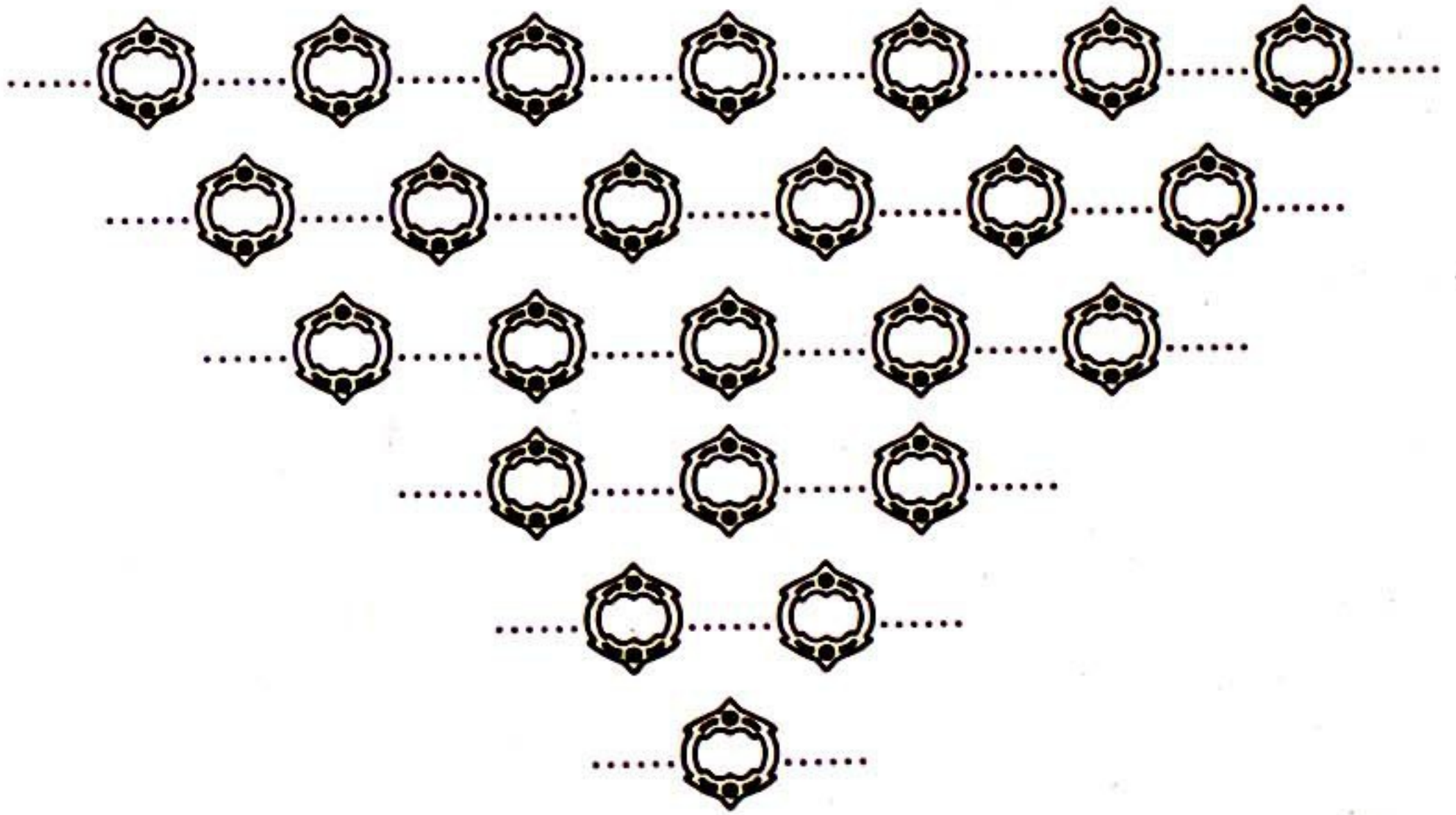
(١)۔ [صحیح بخاری: کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا: ١/١٣٧ (رقم الحدیث للتسجیل:٩٥٣)، (رقم الحدیث للبخاری:١٠٠٨)]۔[سنن ابن ماجه: کتاب السھوفی الصلوة، باب ماجاء فی الدعاء فی الاستسقاء:٩٠ (رقم الحدیث للتسجیل:١٢٦٢)]

اَلْفَصْلُ الْعَاشِرُ: فِی الْمَسَائِلِ الَّتِیْ مَافَوْقَ الْاَسْبَابِ

دسویں فصل: مافوق الاسباب اُمور کے بارے

مافوق الاسباب اُمور کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ دنیا کے ظاہری اَسباب کے بغیر کسی کام کا ہو جانا، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش حالانکہ پیدائش کیلئے اَسباب کا ہونا ضروری ہے جبکہ یہاں تزوج (شادی) کا وجود ہی نہیں، اِسی طرح جنسِ مخالف کی عدم موجودگی کے باوجود پیدائش کا ہونا مافوق الاسباب میں سے ہے۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ مافوق الاسباب اُمور کیلئے توسل شرک اور ماتحت الاسباب کیلئے شرک نہیں ہے، یہ نظریہ دراَصل مافوق الاسباب کی حقیقی تعریف سے عدمِ واقفیت کی وجہ سے ہے، اِس کو سمجھنے کیلئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کی بازیابی والی مثال زیادہ موزوں ہے کہ آنکھوں کی روشنی اور بینائی کا واپس آنا، اگر دوا، علاج یا آپریشن سے ہو تو اِسے اَسباب سے منسوب کیا جائے گا لیکن اِس کے برعکس صرف قمیض کے رکھنے سے بینائی کا لوٹ آنا تو اَسباب سے ماوراء (علاوہ) چیز ہے جسے مافوق الاسباب کی اِصطلاح سے موسوم کیا جائے گا، مافوق الاسباب سے توسل کرنا قرآنِ کریم سے ثابت اور اَنبیاءِ کرام کی سنت ہے۔

﴿اذهبوا بقميصى﴾ کوئی دعائیہ اَلفاظ نہیں اور نہ ہی یہ کوئی دوا ہے، قمیضِ مبارک سے بینائی کا لوٹ آنا محض توسل مافوق الاسباب ہے، اگر توسل مافوق الاسباب شرک ہوتا تو قرآنِ مجید ہرگز ایسے اُمور کی تائید نہ کرتا جو اُس کی روح کے خلاف ہوں۔

☆ خاص نکتہ ☆

یہاں یہ بات بطورِ خاص توجہ طلب ہے کہ ماتحت الاسباب سے توسل کو جائز کہنا اور مافوق الاسباب سے ناجائز اور شرک سمجھنا یہ بھی ایک خودساختہ تقسیم ہے جو کسی قرآنی نص اور حدیثِ صحیح سے ثابت نہیں، صحیح اِسلامی عقیدہ تو یہی ہے کہ حقیقی کارساز و مددگار اَللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے، اُس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک ٹھہرانے کا تصور بھی ممکن نہیں کہ جو چیز شرک ہے وہ ہر جگہ اور ہر وقت شرک ہے، اِسلئے عین ممکن ہے کہ کوئی چیز یا واقعہ ماتحت الاسباب کی بناء پر ہو رہا ہو مگر وہ شرک ہو اور کوئی واقعہ مافوق الاسباب کے مطابق ہونے کے باوجود بھی شرک نہ ہو جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی مثال سے واضح ہے۔

﴿اَلْفَصْلُ الْحَادِیْ عَشَرَ: فِیْ اَدِلَّۃِ الْاِسْتِعَانَۃِ فِی الْاُمُوْرِ غَیْرِ الْعَادِیَۃِ﴾
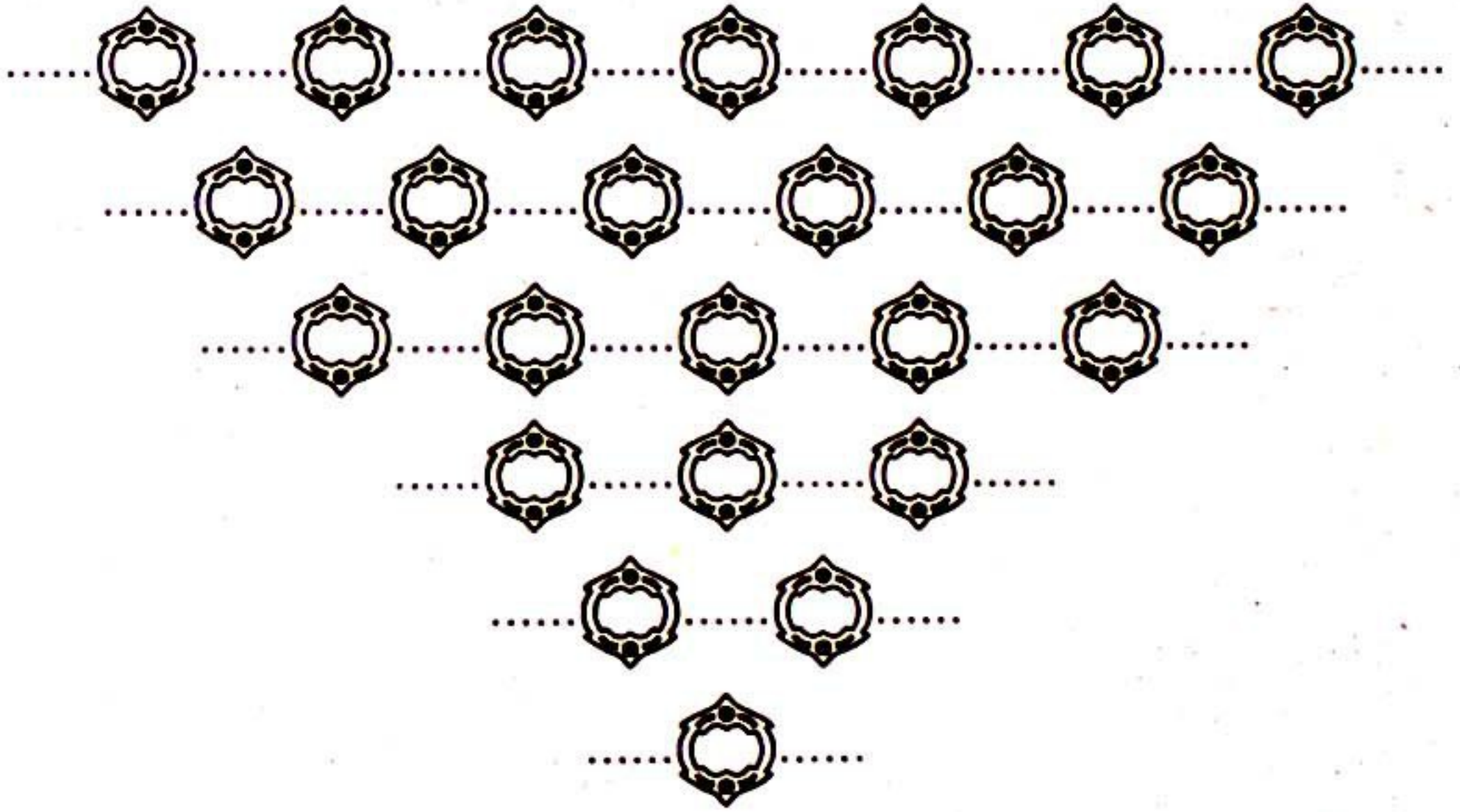
﴿گیارہویں فصل : اُمورِ غیرِ عادیہ میں اِستعانت کے دَلائل کے بارے﴾

﴿اُمُورِ عَادیہ﴾: جیسے ڈاکٹر کی دوائی سے شفاء ملنا، ڈاکٹر کی دوائی سے بینائی واپس آجانا۔

﴿اُمُورِ غیرِ عَادیہ﴾: جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن لگانے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھیک ہوجانا۔

جولوگ اُمورِ عادیہ میں ظاہری اِستعانت کو جائز قرار دیتے ہیں اور غیر عادیہ میں ناجائز اُن کا یہ تصور قرآنی تصریحات کے منافی ہے، ذیل میں ہم قرآنِ حکیم سے کچھ مثالیں درج کررہے ہیں جن سے مافوق الاسباب اُمور یعنی اُمورِ غیرِ عادیہ میں اِستعانت واِستغاثہ کا ثبوت ملتا ہے۔

[۱]: حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کا لوٹ آنا

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدِ گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کی بحالی کیلئے اپنی قمیض بھیجی اور اُنہوں نے اپنی آنکھوں پر رکھی تو بینائی لوٹ آئی، یہ مدد واِعانت ماتحت الاسباب نہیں بلکہ مافوق الاسباب یعنی غیر عادی اُمور میں اِستعانت وتوسل تھا جسے قرآنِ حکیم نے بیان کیا، ماتحت الاسباب مدد واِعانت تو آنکھوں کا علاج اور آپریشن ہے، بینائی چلی گئی تو سرجری سے ٹھیک ہوتی ہے اور اگر اُسے قمیض سے ٹھیک کردیا جائے تو یہ مافوق الاسباب مدد واِعانت نہیں تو اور کیا ہے؟

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''(حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا) میری یہ قمیض لے جاؤ، سو اِسے میرے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے چہرے پر ڈال دینا، وہ بینا ہو جائیں گے۔''

﴿ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ﴾ (۲)

ترجمہ: ''پھر جب خوشخبری سنانے والا آ پہنچا تو اُس نے وہ قمیض یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دی تو اُسی وقت اُن کی بینائی لوٹ آئی۔''

[۲]: حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاں اولاد ہونا

حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام نے ۹۰ سال کی عمر میں پہنچ کر جب حضرت مریم علیہا السلام کی عبادت گاہ کے توسلِ مکانی سے بارگاہِ الٰہی میں اولاد کی دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹے کی بشارت دی اور پھر حضرت یحیٰ علیہ السلام عطا ہوئے، یہ اولاد ماتحت الاسباب امر سے نہیں بلکہ مافوق الاسباب توسل سے ہوئی کیونکہ سیدنا زکریا علیہ السلام کی عمر دائرۂ اسباب سے خارج ہو چکی تھی، قرآنِ مجید نے اِس ایمان افروز واقعہ کو بیان فرمایا ہے:

﴿ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اُسی جگہ زکریا علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے دُعا کی، عرض کیا، میرے مولا! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بیشک تو ہی دُعا کا سننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اِس توسل سے اُسی وقت اُن کی دُعا قبول فرمائی:

چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔

---

(۱)۔ [یوسف: ۹۳]

(۲)۔ [یوسف: ۹۶]

(۳)۔ [ال عمران: ۳۸]

﴿ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى ﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ : ''ابھی وہ حجرے میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے (یا دُعا ہی کر رہے تھے) کہ اُنہیں فرشتوں نے آواز دی، بیشک اللہ ﷻ آپ کو (فرزند) یحیٰ علیہ السلام کی بشارت دیتا ہے۔

اِس سے ثابت ہوا کہ جب ماتحت الاسباب کے دائرہ میں اولاد کی اُمید یکسر ختم ہوگئی تو کرامتِ مریم علیہا السلام کو دیکھ کر سیدنا زکریا علیہ السلام کے دل میں اِس بڑھاپے میں اَولاد کی اُمید پھر سے جاگ اٹھی، تب اُنہوں نے اِس مقام پر دعا کی اور اولاد ہوگئی، یہ قبولیتِ دُعا مافوق الاسباب تھی نہ کہ ماتحت الاسباب۔

(۱)۔ [آل عمران: ۳۹]
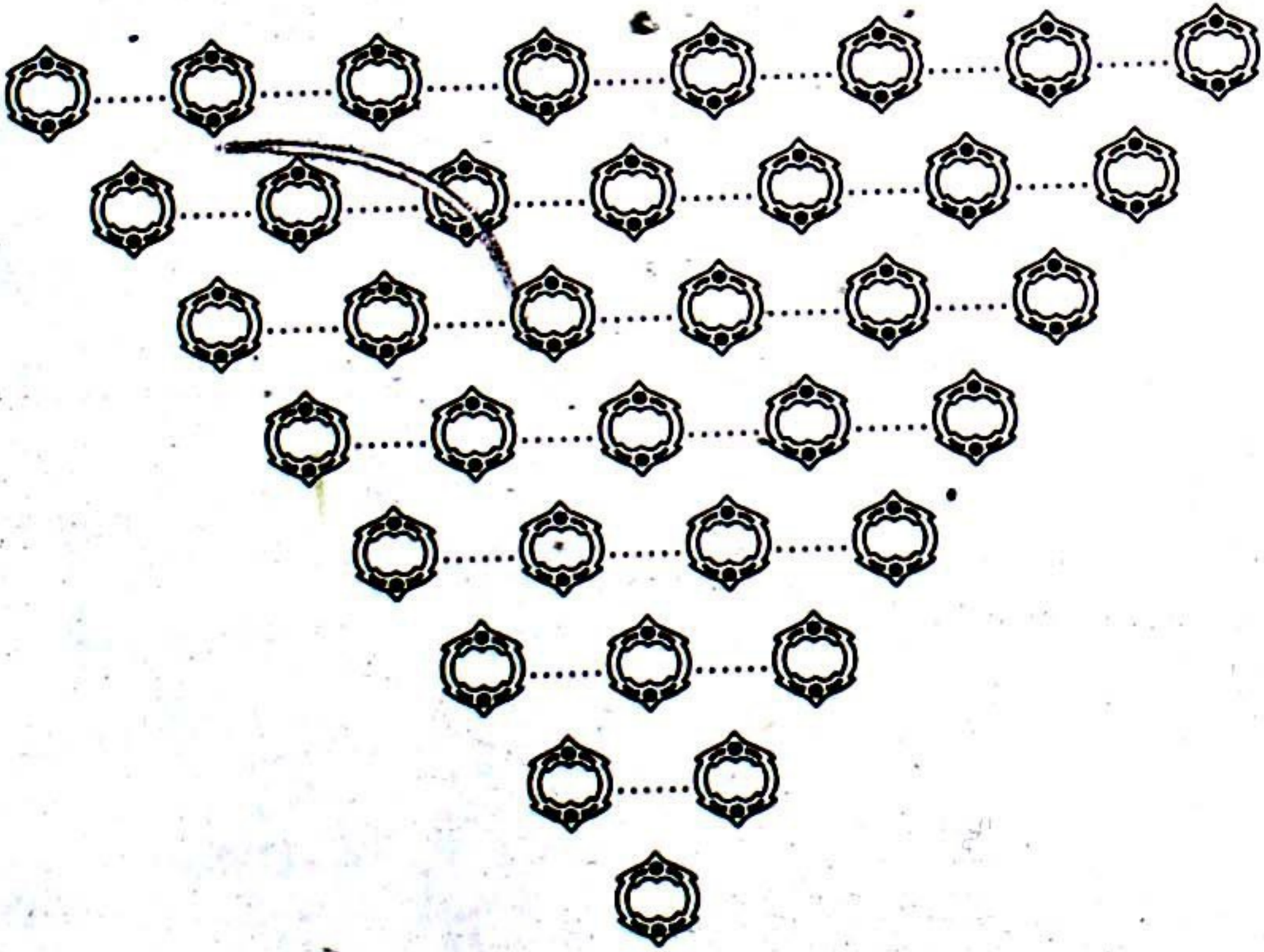
اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ عَشَرَ: فِی اَھَمِّ الْاُمُوْرِ لِلتَّوَسُّلِ جِدًّا

﴿بارہویں فصل: اُن اُمور کے بارے جو توسل کیلئے اِنتہائی اہم ہیں﴾

☆ ایک غلط فہمی کا اِزالہ ☆

کسی کو بطورِ وسیلہ پیش کرنے میں ہرگز ہرگز یہ عقیدہ کارفرما نہیں ہوتا کہ وہ مقبول و مقرب بندہ جس کا وسیلہ دیا جارہا ہے، وہ دعا قبول کرے گا یا وہ اللہ بزرگ و برتر کو (معاذ اللہ) اِس بات پر مجبور کرے گا کہ فلاں کا کام ہونا چاہیے یا فلاں بندے کی بخشش و مغفرت لازماً کردی جائے، یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے جو بعض لوگوں کے ذہنوں میں پائی جاتی ہے، دراَصل وسیلہ پیش کرتے وقت سائل کے ذہن میں یہ تصور ہوتا ہے کہ جب وہ اَپنی عاجزی، بے بسی اور نیازمندی کا اِظہار کرکے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اُس کے کسی مقبول و مقرب بندے کا نام یا نیک عمل بطورِ وسیلہ پیش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے اُس اِطاعت گزار مقبول بندے کا لحاظ فرماتے ہوئے اُس کی حاجت پوری فرمائے گا، اَیسی صورت میں بندے کے ذہن میں ہرگز یہ بات نہیں ہوتی کہ اب اللہ تعالیٰ مقرب بندے کی بات ماننے پر مجبور ہوگیا ہے۔

اِسلئے کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور اُس کی رحمت ہے کہ اُس نے اپنے بعض صالح بندوں کو اپنی محبت، اِطاعت اور فرمانبرداری کی وجہ سے یہ مقام عطا فرمایا ہے کہ اُن کے توسل سے گناہ گار، خطا کار اور مسکین بندوں کی دعا قبول ہو جاتی ہے، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اِحسان ہے، اِس پر وہ مجبور نہیں کیا گیا۔

جتنا میرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز — کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز
کونین دے دیئے ہیں تیرے اِختیار میں — اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تیری عزیز

☆ توسُّل منافیٔ توحید نہیں ☆

وسیلہ کے حقیقی تصور کو جاننے سے یہ واضح ہو گیا کہ عقیدۂ توسل توحید کے منافی نہیں کیونکہ مقصود و مطلوب وسیلہ نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، توسل کو اگر شرک سمجھا جائے تو اِس کا یقیناً مطلب یہ نکلے گا کہ معاذ اللہ توسل اُللہ تعالیٰ کا حق تھا اور آپ نے اُس حق کو کسی اور کیلئے خاص کر دیا جو شرعاً حرام ہے لہذا یہ شرک ہوا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کسی کا وسیلہ بننے سے پاک ہے بلکہ اُس کا قرب حاصل کرنے کیلئے کسی کو اُس کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جاتا ہے جب وسیلہ اللہ تعالیٰ کی صفت اور حق ہی نہیں تو پھر انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلام اور اولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کیلئے اِس کا اثبات کس طرح شرک ہوگا؟

توسل کر نہیں سکتے خدا سے
اِسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

☆ ایک ضروری وضاحت ☆

اَبھی ہم نے توسل کے صحیح تصور کی وضاحت میں یہ ذِکر کیا کہ توسل بندوں کا حق ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کسی کا وسیلہ بننے سے پاک ہے، تو اِس جملے سے بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ روزمرہ کی گفتگو میں بعض جملے کثیرُ الاستعمال ہیں، مثلاً: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے واسطے میرا فلاں کام کر دے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے واسطے مجھے فلاں چیز دے دے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے واسطے مجھے معاف کر دے وغیرہ، یا جو اِس شعر میں مذکور ہے:

یارَسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم! کرم کیجئے خدا کے واسطے

اِس کی وضاحت یہ ہے کہ اِن جملوں میں اللہ تعالیٰ کو واسطہ بنانے سے مراد اللہ تعالیٰ کی رِضا اور اُس کی کبریائی کا لحاظ مقصود ہے، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خدا کا واسطہ دے کر کرم کی اِلتجا کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں رَسائی کیلئے اللہ کا واسطہ درکار ہے، یا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِذنِ اِلٰہی عَزَّوَجَلَّ کے بغیر کرم فرماتے ہیں، بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا کرم اور توجہ بھی عطائے اِلٰہی عَزَّوَجَلَّ ہے، اِسی طرح دیگر

مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واسطہ بنانا بھی رِضائے اِلٰہی اور لحاظِ ربوبیت ہے نہ کہ مخلوق کیلئے وسیلہ، اللہ تعالیٰ کی ذات سبب اور ذریعہ بننے سے پاک ہے۔

☆ توسل خود قاطعِ شرک ہے ☆

توسل کی لغوی اور اِصطلاحی تعریف اور اِس کے اِطلاقات پر غور کرنے سے یہ بات اَچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ وسیلہ پکڑنے والا وسیلے کو خدا یا اُس کا شریک نہیں بناتا بلکہ اُس کا مقرب سمجھتا ہے، صاف ظاہر ہے کہ تقرب اِلی اللہ عزوجل کا مقام بھی اَللہ تعالیٰ کی عطا ہے، **مُتَوَسَّل بِہ** کی ساری خوبیاں بھی اَللہ تعالیٰ کی عطا اور اُس کی سپرد کی ہوئی ہیں تو یہ تصور بذاتِ خود قاطعِ شرک ہے کیونکہ صفت اَپنی اَصل کی شریک نہیں ہوا کرتی۔

☆ اُمتِ محمدی سے شرک کا خاتمہ ☆

اُمتِ محمدیہ پر اَللہ عزوجل کا اِحسانِ عظیم ہے کہ اِیمان لانے کے بعد یہ اُمت مجموعی لحاظ سے دوبارہ کفر و شرک کی مرتکب نہیں ہوگی، سابقہ اُمم میں ایسا بارہا ہوتا رہا کہ اپنے نبی کے اِس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد وہ شرک کے اَندھیروں میں راہِ حق سے دور ہو گئیں، لیکن اُمتِ مصطفوی کے بارے میں اللہ عزوجل کے نبی ﷺ نے اَپنی زُبانِ اَقدس سے اَپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری اَیام میں اِس اَمر کا اِعلان فرما دیا تھا کہ اَب مجھے اِس اُمت کے شرک میں مبتلا ہونے کا کوئی ڈر نہیں رہا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اَکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿ اِنِّیْ وَاللهِ! مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِیْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا ﴾ (1)

ترجمہ: ”اللہ عزوجل کی قسم! مجھے اِس بات کا ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے لیکن مجھے تمہارے حصولِ دُنیا میں ایک دوسرے سے مقابلہ کا اَندیشہ ہے۔“

(1)۔[صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی الشہید: ۱/۱۷۹ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۲۵۸)][صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا وصفاتہ: ۲/۲۵۰ (رقم الحدیث للتسجیل: ۴۲۴۸)]

توسل جیسے مستحسن اور مستحب عمل کو شرک و بدعت کہنے والے لوگ اِس بات پر غور کریں کہ وہ نبی ﷺ جو شرک و بدعت کا قلع قمع کرنے کیلئے تشریف لائے، جن کے وسیلے سے ہمیں راہِ راست نصیب ہوا، وہ تو یہ فرما رہے ہیں کہ مجھے اپنی اُمت کے دوبارہ شرک کی طرف پلٹنے کا کوئی اَندیشہ نہیں جبکہ ایک وہ قوم ہے جو محض مسلکی تعصب و عناد کی بنیاد پر دوسرے مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوے لگا رہی ہے، ایسا رویہ دین کی حقیقی روح سے نا آشنائی کے سوا اور کچھ نہیں۔

کرے مصطفٰی کی اِہانتیں کھلے بندوں اُس پر یہ جرأتیں
کیا میں نہیں محمدی ، اَرے ہاں ! نہیں ، اَرے ہاں ! نہیں

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب
اُس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے
یارسولؐ اللہ ! کہا پھر تجھ کو کیا

اُن کو تملیک ملیک الملک سے
مالکِ عالم کہا پھر تجھ کو کیا

نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

جتنا میرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز
کونین میں کسی کو نہ ہو گا کوئی عزیز

جو کچھ تیری رضا ہے خدا کی وہی خوشی
جو کچھ تیری خوشی ہے خدا کو وہی عزیز

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَشَرَ: فِی تَبَایُنِ التَّوْحِیْدِ وَالشِّرْكِ ﴾

﴿تیرہویں فصل: توحید اور شرک میں فرق کے بارے﴾

بہر صورت یہ اَمر پایۂ ثبوت تک پہنچ گیا کہ مجازی طور پر کسی غیر اللہ سے اِستعانت ہر گز موجبِ کفر و شرک نہیں ہے بلکہ غیر اللہ محض ایک سفیر اور ذریعہ ہیں۔

☆ شرک کی تشریح ☆

شرک کا لغوی معنی، برابری جبکہ شرک کی واضح تعریف جو علماءِ کرام نے کی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی وصف کو غیر اللہ کیلئے اِس طرح ثابت کرنا جس طرح اور جس حیثیت سے وہ اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے، یعنی یہ اِعتقاد رکھنا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا علم اَزلی، اَبدی، ذاتی اور غیر محدود و محیطِ کل (سب کو گھیرے ہوئے) ہے، اِسی طرح نبی اور ولی کو بھی ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ جملہ صفاتِ کمالیہ کا مستحق اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے، اِسی طرح غیر اللہ بھی ہے تو یہ شرک ہوگا اور یہی وہ شرک ہے جس کی وجہ سے اِنسان دائرۂ اِسلام سے خارِج ہو جاتا ہے اور بغیر توبہ مر گیا تو ہمیشہ کیلئے جہنم کا اِیندھن بنے گا اور اِسی شرک کے متعلق اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴾ (1)

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو نہیں بخشتا اور اِس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتا ہے تو وہ دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔“

---

(1)۔ [النساء: ۱۱۶]

ایک اور مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ، اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''اور جب حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے بیٹے! اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک مت بنانا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

قرآن مجید کے بعد اَحادیثِ مبارکہ میں بھی شرک کی مذمت کی گئی ہے:

﴿ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ، فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رَسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس کلمات کی نصیحت کی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تُو اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک مت بنانا اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اور تجھے جلا دیا جائے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: دیکھیے رَسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرک سے بچنے کی یہاں تک تاکید کرتے ہیں کہ اگر جان بھی جائے تو بھی شرک نہیں کرنا کیونکہ یہ ایک سنگین جرم ہے جو کہ نا قابل معافی ہے۔

☆ شرک کا معیار ☆

جس فعل کا شرک ہونا نص سے ثابت ہو، وہ واقعی حرام اور ممنوع ہوگا اور جس فعل کے شرک ہونے پر قرآن و حدیث میں صراحت نہ ہو تو اُس کو خواہ مخواہ اپنی طرف سے شرک ٹھہرانا اور اُس کے ممنوع ہونے کے فتوے دینا سراسر حماقت اور نادانی ہے کیونکہ اگر ہر جگہ شرک یا وہم شرک کا بلا دَلیل اِعتبار کر لیا جائے تو دَائرہ اِسلام اِس قدر تنگ ہو جائے گا کہ تلاش کرنے سے بھی کوئی

---

(۱)۔[لقمان: ۱۳]

(۲)۔[مشکوٰۃ المصابیح: کتاب الایمان، باب الکبائر وعلامات النفاق، الفصل الثالث: ۱۸]۔[سنن احمد: مسند الانصار، باب حدیث معاذ: (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۱۰۶۰)]

مسلمان نہ ملے گا، مثال کے طور پر اَللہ تعالیٰ موجود ہے، اب کسی غیر کو ہرگز موجود نہیں کہنا چاہئے کیونکہ اِس سے شرک کا وہم پڑتا ہے کہ اَللہ تعالیٰ بھی موجود اور غیرُ اللہ بھی موجود، لہذا اِس غیرُ اللہ کو معدوم کہنا چاہئے حالانکہ کوئی عاقل بھی اِس بات کو ماننے کیلئے تیار نہ ہوگا، لہذا یہاں کہنا پڑے گا کہ اَللہ تعالیٰ ذاتی طور پر موجود ہے جبکہ غیرُ اللہ اَللہ تعالیٰ کی عطا سے مجازی طور پر موجود ہے۔

☆ توحید کی اَقسام ☆

مفہوم کے اِعتبار سے توحید کی دو اَقسام ہیں:

(۱): اَللہ والوں کی توحید (۲): خارجیوں کی توحید

﴿ خارجیوں کی توحید ﴾

اَللہ تعالیٰ کے سواہ خواہ کوئی نبی ہو یا ولی یا جن یا فرشتہ کسی میں بھی نفع ونقصان اور بھلائی وبرائی پہنچانے کی قدرت اَز خود یا خدا کی بخشی ہوئی جاننا اور ماننا شرک ہے۔

اگر کوئی یہ سمجھے کہ نبی، ولی، پیر، شہید وغیرہ کو بھی عالم میں تصرف کرنے کی قدرت ہے اَز خود یا اَللہ تعالیٰ نے اُن کو ایسی قدرت دی۔ ہے تو ایسا شخص اَز روئے کتابُ اللہ وحدیثِ مبارک مشرک ہے، کسی بھی نبی ولی کو پکارنا، اُن سے مدد مانگنا، اُن کو حاضر وناظر جاننا شرک ہے، نبی ولی کیلئے علمِ غیب ذاتی یا عطائی دونوں شرک ہیں، نبی، ولی کو مشکل کشا ماننا اور اِن کے وسیلے سے دُعا مانگنا شرک ہے۔

حضرات گرامی! یہ ہے خارجی نظریہ توحید کہ خارجی توحید والے من دون اللہ اور اَولیاء اللہ میں فرق نہیں کرتے، اِسی لئے یہ بتوں اور کافروں کے بارے نازل شدہ آیات کو اَللہ تعالیٰ کے نبیوں اور ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ جیسے بت نکمے اور ناکارہ ہیں، کسی بھی قسم کے نفع ونقصان کے مالک نہیں، اِسی طرح اَللہ تعالیٰ کے نبی ولی بھی کچھ نفع ونقصان پہنچانے کے مالک نہیں۔

خارجی توحید میں جس طرح بت کیلئے اِختیار ماننا شرک ہے، اِسی طرح نبی ولی کیلئے بھی اِختیار ماننا شرک ہے، اِنہیں لوگوں کے بارے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول موجود ہے:

﴿ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ وَقَالَ : اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (1)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اِنہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بدتر لوگ سمجھتے تھے اور آپ فرماتے کہ بے شک یہ لوگ جو آیات کفار کے بارے نازل ہوتی ہیں، اُن کو مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔"

﴿ اللہ والوں کی توحید ﴾

اللہ والوں کی توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ اَفعال میں، وہی مستحقِ عبادت ہے، اُس کے علاوہ کسی کی عبادت جائز نہیں، وہی سب کا خالق ہے، وہی سب کا مالک ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں، سب اُسی کے محتاج ہیں، وہ جو چاہے کرے، اُسے کوئی نہیں پوچھ سکتا، وہ چاہے تو آن ہی آن میں سارا جہاں تباہ کردے، اُس کا کوئی مثل نہیں۔

الحاصل ! توحید ہی سب کچھ ہے اور جو کوئی خدا کے یہ کمالات نہ مانے، وہ مشرک ہے اور دائمی جہنمی ہے، لیکن اللہ وحدہ لاشریک نے اپنی منشاء اور اپنے اِرادے سے اَحکام جاری کرنے کیلئے وسائل و اَسباب پیدا کئے ہیں حالانکہ اُس کی شانِ بے نیازی یہ ہے کہ کُن فرمائے تو سب کچھ ہو جائے مگر اِس کے باوجود اُس نے ہر کام کیلئے اَسباب پیدا فرمائے ہیں، مثلاً: رازِق وہی ہے مگر اُس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے رِزق کے اَسباب پیدا فرمائے، شافی وہی ہے مگر اُس نے شفاء کیلئے اَسباب پیدا فرمائے، دوائیوں اور جڑی بوٹیوں میں شفاء رکھی ہے اور اِن دوائیوں کو رب تعالیٰ نے ہی پیدا فرمایا ہے، پھر اِنسان کو ان دوائیوں کو اِستعمال کرنے کیلئے علم بھی اللہ تعالیٰ نے ہی عطا کیا ہے۔

الحاصل! اَگر آگ جلاتی ہے تو یہ اُسی کی قدرت کا مظہر ہے، چاند سورج ستارے

(۱) - [صحیح بخاری: کتاب استتابۃ المعاندین والمرتدین، باب قتل الخوارج: ۱۰۲۴/۲]

روشنی دیتے ہیں تو اُسی کی قدرت کا مظہر ہیں، اِسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی، ولی مخلوق کیلئے فیض رساں ہیں، تو یہ بھی اُسی خالق کی قدرت کے مظہر ہیں۔

لہذا اللہ والوں کی توحید میں من دون اللہ یعنی بتوں اور انبیاء و اولیاء میں بہت فرق ہے، اللہ والوں کے نزدیک بت وغیرہ واقعی کسی قسم کے نفع نقصان کے مالک نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ کے نبی اور ولی بندوں کی مدد کرنے پر قادر ہیں اور اُن کی مشکلات دور کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اِسلئے کہ اولیاء اللہ اور من دون اللہ میں بہت فرق ہے، اور اَصل میں یہی وہ نکتہ ہے جو قابلِ غور ہے کہ جب تک اولیاء اللہ اور من دُونِ اللہ یعنی بت وغیرہ میں فرق نہ کیا جائے گا اَصل توحید اور شرک کا مفہوم سمجھ نہیں آئے گا۔

☆ من دون اللہ اور اَولیاءُ اللہ میں فرق ☆

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ من دُونِ اللہ اور اَولیاءُ اللہ میں کس کس لحاظ سے فرق ہے:

﴿ پہلی وجہ ﴾

خارجیوں کا یہ کہنا ہے کہ من دونِ اللہ سے مراد نبی ولی ہیں لہذا جس طرح من دونِ اللہ یعنی بُت کسی کی پکار نہیں سنتے، کسی کو نفع نقصان پہنچانے پر قادِر نہیں، اِسی طرح انبیاء و اولیاء بھی کسی کو نفع نقصان پہچانے پر قادر نہیں، تو اگر اِن کی یہ بات تسلیم کرلی جائے تو پھر لازم آئے گا کہ جس طرح بتوں کے پاؤں تو ہیں لیکن اُن میں قوتِ حرکت نہیں، اُن میں ہاتھ تو ہیں لیکن اُن میں پکڑنے کی قوت نہیں، اُن میں کان تو ہیں لیکن قوتِ سماع نہیں، اِسی طرح نبیوں اور ولیوں کے جملہ اَعضاء بے کار ہوں، نہ وہ چل سکتے ہوں، نہ پکڑ سکتے ہوں، نہ دیکھ سکتے ہوں اور نہ ہی سن سکتے ہوں حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

اب آیئے اللہ تعالیٰ کے نبی کے اِن مذکورہ اَعضاء یعنی پاؤں، ہاتھ، آنکھ اور کان کے کمالات ملاحظہ کریں۔

☆ اللہ کے نبی کے پاؤں کا کمال ☆

(۱): ﴿عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ : قَالَ : رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ وَمَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَهٗ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَیْرُ مُكْتَرِثٍ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا گویا کہ سورج آپ کے چہرۂ مبارک میں گردش کرتا تھا اور میں نے تیز چلنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو یوں معلوم ہوتا کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے زمین لپٹی جا رہی ہے، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور تیز چلنے میں مشقت اُٹھاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بآسانی بے تکلف چلتے مگر پھر بھی سب سے آگے رہتے۔''

(۲) : ﴿عَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہم ، فَرَجَفَ بِهِمْ ، فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم : اُثْبُتْ، اُحُدُ، فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ صلی اللہ علیہ وسلم وَصِدِّیْقٌ وَشَهِیْدَانِ﴾ (۲)

ترجمہ : ''حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اُنس رضی اللہ عنہ نے اُن کو بیان فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر ،حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تھے، پس اُحد پہاڑ کانپنے لگا، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا، اُحد پہاڑ! کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔''

ایک ٹھوکر سے اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

(۱)۔[مشکوۃ المصابیح : ابواب فضائل سید المرسلین ، باب اسماء النبی ، الفصل الثانی: ۵۱۸]

(۲)۔[صحیح بخاری: کتاب المناقب ، باب قول النبی: لوکنت متخذا خلیلا: ۱/ ۵۱۹ (رقم الحدیث للبخاری: ۳۶۸۶) ، (رقم الحدیث للتسجیل : ۳۴۱۰)]۔[سنن ترمذی: کتاب المناقب ، باب فی مناقب عثمان : ۲/ ۲۱۰]۔[سنن ابی داؤد : کتاب السنة ، باب فی الخلفاء : ۲/ ۲۹۱]

☆ اللہ کے نبی کے ہاتھ کا کمال ☆

ایک مرتبہ رسولِ اکرم ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نمازِ کسوف پڑھائی اور دورانِ نماز اپنا ہاتھ بلند فرمایا جیسے کسی کو پکڑ رہے ہوں، پھر اختتامِ نماز پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اِس کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنِّی رَاَیْتُ الْجَنَّۃَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْھَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَصَبْتُہٗ لَاَ کَلْتُمْ مِنْہُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''میں نے جنت کو دیکھا، پس میں اُس میں سے ایک خوشہ توڑنے لگا، اگر میں اُس خوشے کو توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اُس کو کھاتے رہتے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ] : اِس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے جنت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اُس کو توڑنے کیلئے اپنا ہاتھ بڑھایا حالانکہ جنت ساتویں آسمان پر ہے اور زمین سے پہلے آسمان کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے، ایک آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے، یہی حال باقی تمام آسمانوں کا ہے، گویا آپ ﷺ نے سات ہزار سال کی مسافت پر جنت کو دیکھا اور اُس کے پھل کو توڑنے کیلئے ہاتھ بڑھایا جس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو ایسے باکمال ہاتھ عطا فرمائے ہیں کہ آپ ﷺ دنیا میں رہ کر جنت کے پھل توڑنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

☆ اللہ کے نبی کی آنکھ کا کمال ☆

ہماری آنکھ آگے دیکھ سکتی ہے اور قریب ہی دیکھ سکتی ہے جبکہ نبی کی آنکھ پیچھے بھی دیکھتی ہے: جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ۔[صحیح بخاری: کتاب الجمعہ، باب صلوۃ الکسوف جماعۃ: ۱۴۴/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۹۹۳)، (رقم الحدیث للبخاری: ۱۰۵۲)]۔[صحیح مسلم: کتاب الکسوف، باب ماعرض علی النبی فی صلوۃ الکسوف: ۲۹۶/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۵۱۲)، (رقم الحدیث للمسلم: ۲۱۰۹)]

﴿ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا، فَوَاللهِ جل جلالہ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ ، اِنِّیْ لَاَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ صرف اِس طرف ہے، پس اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارا رکوع اور خشوع پوشیدہ نہیں ہے، بے شک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔''

☆ اللہ کے نبی کی قوتِ سامعہ کا کمال ☆

حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر تین سو میل دور وادیٔ نمل سے گزر رہا تھا:

﴿ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''ایک چیونٹی بولی کہ اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ کہ کہیں تمہیں سلیمان علیہ السلام اور اُن کا لشکر بے خبری میں کچل نہ ڈالیں۔''

[اَلاِنْتِبَاہ]: حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین سو میل کے فاصلے سے چیونٹی کی آواز سن لی اور لشکر کو ٹھہر جانے کا حکم دیا تاکہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں گھس جائیں، آج کل سائنسی تحقیقات عروج پر ہے، خوردبین کے ذریعے باریک سے باریک چیز کو دیکھا جا سکتا ہے لیکن آج تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا جس سے چیونٹی کی آواز سنی جا سکے، یہ آواز سننا حضرت سلیمان علیہ السلام کا شاندار معجزہ ہے جہاں عقلِ انسانی عاجز ہے تو جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی قوتِ سامعہ کا یہ کمال ہے تو تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ سامعہ کا کتنا بڑا کمال ہوگا۔

---

(۱) ۔[صحیح بخاری : کتاب الصلوۃ ، باب عظة الامام الناس فی اتمام الصلوۃ : ۱/۵۹ (رقم الحدیث للتسجیل : ۴۰۱)، (رقم الحدیث للبخاری : ۴۱۸)]۔[صحیح مسلم : کتاب الصلوۃ ، باب الامر بتحسین الصلوۃ : ۱/۱۸۰ (رقم الحدیث للتسجیل : ۶۴۳)، (رقم الحدیث للمسلم : ۹۵۷)]

(۲) ۔[النمل : ۱۸]

☆ من دُونِ اللہ اور اَولیاءُ اللہ میں فرق کی دوسری وجہ ☆

اِس میں فرق کی آٹھ صورتیں بیان کی جائیں گی:

(۱): من دون اللہ خدا کے دشمن **جبکہ** اَولیاءُ اللہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوست.

(۲): من دون اللہ کو ماننے والا مشرک **جبکہ** اَولیاءُ اللہ کو ماننے والا مومن.

(۳): من دون اللہ اپنے ماننے والوں کو دوزخ میں لے کر جائیں گے:

﴿ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''بے شک تم اور جن کو تم اَللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجتے ہو، یہ سب جہنم کا ایندھن ہیں۔''

جبکہ اَولیاءُ اللہ اپنے ماننے والوں کو جنت میں لے کر جائیں گے:

جیسا کہ اِبنِ ماجہ کی روایت ہے، حضرت اَنس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ راوی ہیں:

﴿ يَصُفُّ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صُفُوْفًا وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ : اَهْلَ الْجَنَّةِ ، فَيَمُرُّ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ عَلَى الرَّجُلِ، فَيَقُوْلُ: يَافُلَانُ! اَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ اسْتَسْقَيْتَ فَسَقَيْتُكَ شَرْبَةً ، قَالَ ، فَيَشْفَعُ لَهُ وَيَمُرُّ الرَّجُلُ، فَيَقُوْلُ :اَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ نَاوَلْتُكَ طُهُوْرًا فَيَشْفَعُ لَهُ ، قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ : وَيَقُوْلُ : يَا فُلَانُ ! اَتَذْكُرُ يَوْمَ بَعَثْتَنِيْ فِيْ حَاجَةِ كَذَا وَكَذَا، فَذَهَبْتُ لَكَ، فَيَشْفَعُ لَهُ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''لوگ قیامت کے دن صف در صف کھڑے ہوں گے، حضرت اِبنِ نمیر فرماتے ہیں کہ یہ جنتی لوگ ہوں گے، پس ایک جہنمی شخص گزرے گا، پس وہ کہے گا کہ اے فلاں! کیا تجھے یاد نہیں وہ دن جب تُو نے مجھ سے پانی طلب کیا تھا تو میں نے تجھے پانی پلایا تھا، راوِی کہتے ہیں کہ وہ جنتی اُس کیلئے سفارش کرے گا، پھر ایک جہنمی گزرے گا اور کہے گا کہ کیا تجھے یاد نہیں وہ دن جب میں نے تجھے وضو کروایا تھا، پس وہ جنتی اُس کیلئے سفارش کرے گا، اِبنِ نمیر فرماتے ہیں کہ پھر ایک جہنمی کہے گا کہ اے فلاں! کیا تجھے یاد نہیں

---

(۱) ۔[الانبیاء:۹۸]

(۲) ۔[سنن ابن ماجه : كتاب الادب ، باب فضل الصدقة الماء : ۲۶۲ (رقم الحديث للتسجيل : ۳۶۷۵]

وہ دن جب تُو نے مجھے فلاں فلاں کام کیلئے بھیجا تھا تو میں تیرے لئے چلا گیا تھا، پس وہ جنتی بھی اُس کی سفارش کرے گا۔''

﴿۴﴾: **من دون اللہ کے ساتھ دشمنی کرنا لازم ہے اور دشمنی کرنے سے ایمان مضبوط ہوتا ہے:**

جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے:

﴿ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''اور جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو اُس نے بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی نہیں کھلنا۔''

جبکہ اولیاءُ اللہ کے ساتھ دشمنی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ اعلانِ جنگ فرماتا ہے:

﴿ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: مَنْ عَادٰى لِیْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی، پس میں اُس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔''

﴿۵﴾: **من دُونِ اللہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے:**

جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اور وہ ہرگز ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب جمع ہو جائیں۔''

جبکہ اولیاءُ اللہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بڑے بڑے پرندے بنا لیتے ہیں:

جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾

(۱)۔[البقرۃ:۲۵۶]

(۲)۔[صحیح بخاری: کتاب الرقاق، باب التواضع: ۹۶۳/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۶۰۲۱)]

(۳)۔[الحج:۷۳]

ترجمہ:''اور بے شک میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی طرح صورت بناؤں گا، پھر اُس میں پھونک ماروں گا تو وہ اَللہ ﷻ کے حکم سے فوراً زندہ ہو جائے گا۔'' (۱)

(۶): من دُونِ اللہ ایک ذرہ نہیں اُٹھا سکتے جبکہ اَولیاءُ اللہ کئی من وزنی تخت کو ملکِ سبا سے اُٹھا کر ملکِ شام میں ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لے آتے ہیں، قرآن گواہ ہے، اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ﴾ (۲)

ترجمہ:''میں اُس کو لاؤں گا آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے، پس جب اُس (حضرت سلیمان علیہ السلام) نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرے رب عزوجل کے فضل سے ہے۔''

(۷): من دُونِ اللہ ناکارہ اور نکمے ہوتے ہیں، وہ کچھ نہیں کر سکتے **جبکہ** اَللہ عزوجل کے دوست مردوں کو بھی زندہ کر دیتے ہیں، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ (۳)

ترجمہ:''اور میں اَللہ ﷻ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔''

(۸): من دُونِ اللہ کے ساتھ دوستی کی قرآن نے مذمت بیان کی ہے:

چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِیُّ ﴾ (۴)

ترجمہ:''کیا اُنہوں نے اَللہ کے علاوہ اور دوست بنا رکھے ہیں، پس اَللہ ہی دوست ہے۔''

---

(۱) ۔[ال عمران:۴۹]

(۲) ۔[النمل:۴۰]

(۳) ۔[ال عمران:۴۹]

(۴) ۔[الشوریٰ:۹]

جبکہ اولیاءُ اللہ کے ساتھ محبت کرنے کو اللہ ﷻ نے پسند فرمایا ہے:

چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اور جو اللہ ﷻ اور اُس کے رسول ﷺ اور مومنوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ﷻ کی جماعت ہی غالب ہے۔''

سوال: یہ ہے کہ ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ توحید یہ ہے کہ اُس کی ذات وصفات میں کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرایا جائے، اب علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اگر ہم یہ کسی دوسرے کیلئے ثابت کریں تو کیا یہ شرک ہوگا؟ سمیع وبصیر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، اگر ہم کسی دوسرے کیلئے سننے اور دیکھنے کی صفات ثابت کریں تو کیا یہ شرک ہوگا؟

جواب: یہ شرک نہیں ہے کیونکہ حیات کی صفت خدا اور بندوں دونوں میں ہے، بظاہر شرک نظر آ رہا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حیات اور بندوں کی حیات میں بہت فرق ہے، اللہ تعالیٰ کی حیات ذاتی، غیر محدود اور غیر فانی ہے، اَزلی اور اَبدی ہے جبکہ ہماری حیات محدود، فانی اور عارضی ہے تو جب اللہ تعالیٰ کی حیات اَزلی ہے اور ہماری فانی تو شرک ختم ہو گیا، یہی تصور تمام مسائل میں چلے گا۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے اِنسان کے اندر کوئی قوت پیدا نہیں کی، اگر کی ہے تو یہ شرک ہوگا اور اگر نہیں کی تو پھر پتھر اور اِنسان میں کیا فرق ہوگا؟

جواب: اللہ تعالیٰ قادر ومختار ہے اور اُس نے بندے میں بھی قدرت واِختیار پیدا کیا ہے مگر یہ شرک نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مختار ہونے میں کسی کا محتاج نہیں جبکہ بندے محتاج ہیں، جیسے علم، سمع اور بصر وغیرہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں مگر یہ بندوں میں بھی پائی جاتی ہیں مگر یہ شرک نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں جبکہ ہماری صفات اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔

---

(۳)۔[المائدۃ:۵٦]

اَب شرک کا مفہوم واضح ہوگیا کہ جو صفات اَللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں، وہی صفات کسی اور کے لئے ثابت کریں گے تو شرک ہوگا اور جو صفات اَللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا کی ہیں، اُن کو ثابت کرنے سے شرک لازم نہیں آئے گا، اگر ایسا نہ ہو تو پھر کوئی علم والا، سننے والا اور دیکھنے والا نہ ہو۔

محترم قارئین! آیئے قرآنِ پاک کی چند آیاتِ مبارکہ سے جائزہ لیں کہ کیا اَللہ تعالیٰ نے اپنی صفات علم، سمع، بصر اور رحمت وغیرہ کسی کو عطا کی ہیں یا نہیں؟

جائزہ:[۱] چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''بے شک اَللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان رحم کرنے والا ہے۔''

ایک اور مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اور وہ مومنوں پر رحم کرنے والا ہے۔''

جبکہ اِن آیاتِ کریمہ کے مقابلے میں یہ آیت پڑھیں، چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''بے شک تمہارے پاس تمہیں میں سے وہ رسول ﷺ تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مومنوں پر مہربان اور رحم کرنے والے ہیں۔''

جائزہ[۲]: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ (۴)

---

(۱)۔[الحج:۶۵]

(۲)۔[الاحزاب:۴۳]

(۳)۔[التوبہ:۱۲۸]

(۴)۔[البقرۃ:۲۵۷]

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے۔''

جبکہ اس کے مقابلے میں یہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ، اُس کا رسول ﷺ اور ایمان والے تمہارے مددگار ہیں۔''

جائزہ[۳]: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔''

جبکہ اس کے مقابلے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ پڑھیں:

﴿ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اور بے شک آپ ﷺ ضرور سیدھی راہ بتاتے ہیں۔''

جائزہ:[۴]: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ﴾ (۴)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے جو انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔''

جبکہ اس کے مقابلے میں یہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ﴾ (۵)

ترجمہ: ''ایک کتاب ہے جسے ہم نے آپ ﷺ کی طرف نازل کیا ہے تاکہ آپ ﷺ لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالیں۔''

---

(۱) ۔[المائدۃ: ۵۵]

(۲) ۔[البقرۃ: ۲۱۳]

(۳) ۔[الشوریٰ: ۵۲]

(۴) ۔[البقرۃ: ۲۵۷]

(۵) ۔[ابراھیم: ۱]

جائزہ:[۵]: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴾ (۱)

ترجمہ:''بے شک عزت تو تمام اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔''

جبکہ اِس کے مقابلے میں یہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (۲)

ترجمہ:''اور عزت تو اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور اِیمان والوں کیلئے ہے۔''

جائزہ:[٦]: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ (۳)

ترجمہ:''ہاں! لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے پاک کرتا ہے۔''

جبکہ اِس کے مقابلے میں یہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ﴾ (۴)

ترجمہ:''اور آپ ﷺ اِنہیں کتاب اور پختہ علم سکھائیں اور اِنہیں خوب ستھرا فرما دیں۔''

جائزہ:[۷]: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا ﴾ (۵)

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ جانوں کو وفات دیتا ہے اُن کی موت کے وقت۔''

جبکہ اِس کے مقابلے میں یہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ﴾ (٦)

---

(۱)۔[النساء: ۱۳۹]

(۲)۔[المنافقون: ۸]

(۳)۔[النور: ۲۱]

(۴)۔[البقرۃ: ۱۲۹]

(۵)۔[الزمر: ۴۲]

(٦)۔[السجدۃ: ۱۱]

ترجمہ: ''اے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم! فرمادیجئے کہ ملک الموت ہی تمہیں وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔''

جائزہ:[۸]: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''تم فرماؤ کہ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔''

جبکہ اِس کے مقابلے میں یہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا، اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''غیب تو جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔''

ایک دوسرے مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے، ہاں! اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔''

تیسرے مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴾ (۴)

ترجمہ: ''اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔''

اب ایک آیتِ کریمہ میں علمِ غیب نبوی کی نفی ہو رہی ہے جبکہ تین آیات میں اِثبات ہو

(۱) ۔[النمل: ۶۵]
(۲) ۔[الجن: ۲۶]
(۳) ۔[ال عمران: ۱۷۹]
(۴) ۔[التکویر: ۲۴]

ہا ہے تو دونوں نفی اور اِثبات حق ہیں کہ نفی علمِ ذاتی کی ہے جبکہ اِثبات علمِ عطائی کا ہے۔

جائزہ:[۹]: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''اللہ ﷻ کے علاوہ اُس کا کوئی حمایتی ہے، نہ سفارشی۔''

ایک اور مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اے حبیب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم ! آپ فرما دیجئے کہ شفاعت تو سب اللہ ﷻ کے ہاتھ میں ہے۔''

جبکہ اِس کے مقابلے میں یہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴾ (۳)

ترجمہ: ''لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمٰن کے پاس قرار رکھا ہے۔''

دوسرے مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴾ (۴)

ترجمہ: ''اُس دن کسی کی سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اُس کی جسے رحمٰن ﷻ نے اِجازت دی اور اُس کی بات پسند فرمائی۔''

تیسرے مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهُ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ﴾ (۵)

ترجمہ: ''جو اچھی سفارش کرے اُس کیلئے اُس میں سے حصہ ہے۔''

---

(۱)۔[الانعام:۷۰]

(۲)۔[الزمر:۴۴]

(۳)۔[مریم:۸۷]

(۴)۔[طٰہٰ:۱۰۹]

(۵)۔[النساء:۸۵]

جائزہ: (۱۰): اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اِس بات پر راضی ہوتے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے اُنہیں عطاء کیا۔''

جائزہ: (۱۱): اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اُنہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے اُنہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔''

جائزہ: (۱۲): اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اور اَے محبوب! یاد کرو جب تم فرماتے تھے اُس سے جسے اللہ ﷻ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔''

محترم قارئین! یہ چند آیاتِ کریمہ بطورِ نمونہ آپ کے سامنے پیش کی، اِن میں معمولی بھی غور و فکر کریں تو یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ جن اَوصاف و کمالات اور اَفعال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی ہے، بعینہٖ اُنہی اَلفاظ و مفہوم کے ساتھ اُن اَفعال وغیرہ کی نسبت تاجدارِ اَنبیاء ﷺ اور ملائک وغیرہ کی طرف کی گئی ہے، لہٰذا یہ بات صراحۃً ثابت ہو رہی ہے کہ

اللہ تعالیٰ بھی رؤوف اور رحیم.... رسولِ اَکرم ﷺ بھی رؤوف اور رحیم

اللہ تعالیٰ بھی مومنوں کا ولی..... رسولِ اَکرم ﷺ بھی مومنوں کے ولی

اللہ تعالیٰ بھی ہادی.... رسولِ اَکرم ﷺ بھی ہادی

اللہ تعالیٰ بھی ظلمتوں سے نکالنے والا..... رسولِ اَکرم ﷺ بھی ظلمتوں سے نکالنے والے

---

(۱)۔[توبہ: ۵۹]

(۲)۔[توبہ: ۷۴]

(۳)۔[الاحزاب: ۳۷]

اَللّٰہ تعالیٰ بھی عزت والا.... رَسولِ اَکرم ﷺ بھی عزت والے

اَللّٰہ تعالیٰ بھی پاک کرنے والا.... رَسولِ اَکرم ﷺ بھی پاک کرنے والے

اَللّٰہ تعالیٰ بھی عطا کرنے والا.... رَسولِ اَکرم ﷺ بھی عطا کرنے والے

اَللّٰہ تعالیٰ بھی غنی کرنے والا.... رَسولِ اَکرم ﷺ بھی غنی کرنے والے

اَللّٰہ تعالیٰ بھی اِنعام کرنے والا.... رَسولِ اَکرم ﷺ بھی اِنعام کرنے والے

اَللّٰہ تعالیٰ بھی غیب جاننے والا.... رَسولِ اَکرم ﷺ بھی غیب جاننے والے

اَللّٰہ تعالیٰ بھی موت دینے والا.... حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی موت دینے والے

محترم قارِئین! اب بتائیں کیا یہ شرک ہوگیا ہے؟ خارجیوں کی توحید کے مطابق تو یہ مکمل شرک ہے، تو پھر کیا قرآن خود شرک کی تعلیم دے رہا ہے؟ ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن تو شرک مٹانے آیا ہے، نہ کہ پھیلانے، تو پھر اِن آیات کا کیا مفہوم ہوگا جس سے قرآن شرک سے پاک ثابت ہوجائے تو یاد رکھیئے کہ ہر مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ اَللّٰہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، اُس کے تمام اَوصاف وکمالات اور اِختیارات ذاتی، غیر مخلوق اور لامحدود ہیں جبکہ رَسولِ اَکرم ﷺ اور دیگر اَولیاءِ صالحین وغیرہ کے اَوصاف وکمالات اَللّٰہ عزوجل کی طرف سے عطا کردہ ہیں، یہ کمالاتِ اَنبیاء واَولیاء مخلوق، حادِث اور محدود ہیں تو جب نسبت میں فرق ہوگیا تو شرک بھی ختم ہوگیا کیونکہ شرک تو تب ہو جب دونوں صورتیں مکمل برابر ہوں جبکہ یہاں برابری نہیں ہے بلکہ نسبت کے فرق کی وجہ سے دونوں علیحدہ علیحدہ صورتیں ہیں۔

سوال: اگر کوئی یہ کہے کہ مشرکینِ عرب بھی تو بتوں کو اَللّٰہ عزوجل کے برابر نہیں سمجھتے تھے بلکہ صرف اَللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کے حصول کا ذریعہ سمجھتے تھے اور اِس کے باوجود قرآنِ پاک نے اُنہیں مشرک کہا اور تم بھی اَنبیاء اور اَولیاء کے بارے یہی عقیدہ رکھتے ہو تو پھر بتوں اور ولیوں میں کوئی فرق نہ رہا

جواب: یہ بات درست نہیں کہ مشرکین بتوں کو خدا نہیں مانتے تھے بلکہ صرف اَللّٰہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے بلکہ وہ بتوں کو خدا کے برابر سمجھتے تھے، اِسی وجہ سے مشرک بھی قرار دیئے گئے اور اِس بات کا بھی خود قرآن گواہ ہے، چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ، اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾

ترجمہ: ''اللہ عزوجل کی قسم! بے شک ہم کھلی گمراہی میں تھے، جب ہم تمہیں ربُّ العالمین کے برابر قرار دیتے تھے۔'' (۱)

محترم قارئین! مشرکین بتوں کو مستحقِ عبادت سمجھ کر اُن کی عبادت کرتے تھے نیز اُن کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے بتوں کو پیدا کیا لیکن پیدا کرنے کے بعد اُلوہیت اُن کو عطاء کردی ہے، لہذا اب اللہ عزوجل کوئی کام نہیں کرتا بلکہ یہ بت ہی سب کچھ کرتے ہیں تو یہ عقیدہ درست نہیں جبکہ انبیاء و اولیاء کے بارے کسی بھی مومن کا یہ قطعاً عقیدہ نہیں کہ وہ خدا کے برابر ہیں یا وہ عبادت کے مستحق ہیں لہذا عبادت ہم صرف اللہ تعالیٰ کی کرتے ہیں جبکہ اِن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کی اِجازت سے اُس کے قرب کا ذریعہ بناتے ہیں۔

(۱)۔[الشعراء: ۹۷،۹۸]
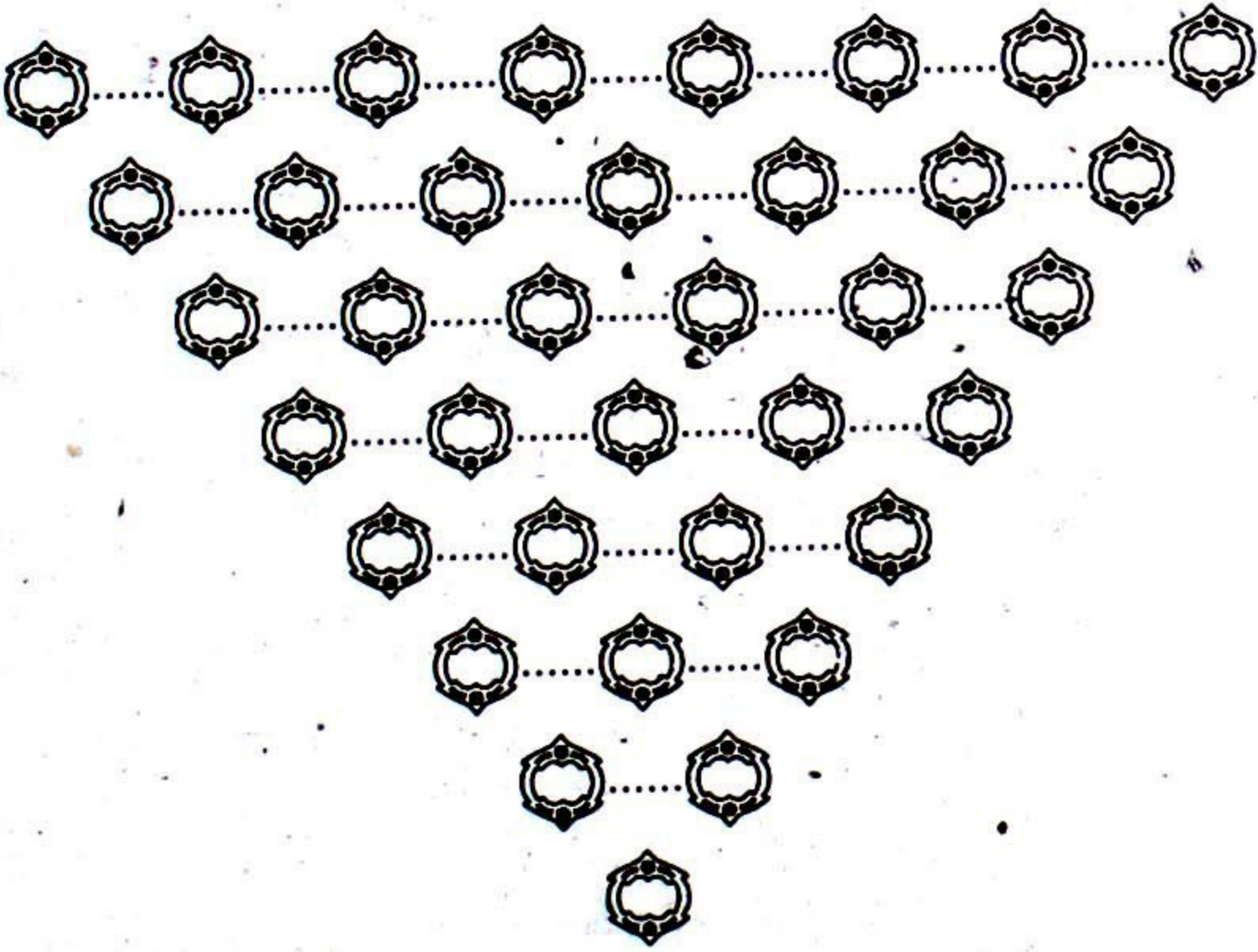
﴿ اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ عَشَرَ: فِیْ تَفَاوُتِ الْاِسْتِعَانَةِ الْحَقِیْقِیِّ وَالْمَجَازِیِّ ﴾

﴿چودھویں فصل: اِستعانتِ حقیقی اور مجازی میں فرق کے بارے﴾

یہ اَمر واضح ہے کہ حقیقی اِستمداد و اِستعانت خواہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ ہر طرح اَللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے، مستعانِ حقیقی (حقیقی مددگار)، فاعلِ حقیقی اور مؤثرِ حقیقی اَللہ تعالیٰ کی ذات ہے، باقی اَنبیاءِ کرام عَلَیْھِمُ السَّلَام واَولیاءِ عظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سب اَللہ تعالیٰ کی مدد کے مظہر ہیں، اَہلِ اِیمان کو چاہیے کہ وہ ہر چیز میں دستِ قدرت کو کارفرما سمجھیں اور کسی جگہ پر بھی مستعانِ حقیقی سے غافل نہ ہوں۔

آیتِ کریمہ ﴿ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ﴾ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ ہر معاملہ میں حقیقی اِستعانت صرف اَللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہے، خواہ مافوق الاسباب اُمور ہوں یا ماتحت الاسباب اُمور، ہر دو قسم کے کاموں میں خواہ وہ ظاہری اَسباب کے علاوہ ہوں یا ظاہری اَسباب کے تابع، عام لوگوں کی قدرت سے خارج ہوں یا اُن کی قدرت میں داخل، اِستعانت حقیقت میں اَللہ تعالیٰ کی ذات سے ہی مختص رہتی ہے، بندوں کے ذریعے جو مدد واِعانت صادر ہوتی ہے وہ کسب کہلاتی ہے یعنی بندوں کے ہاتھ پر اُمورِ عادیہ (جو عادت اور عقل کے مطابق ہوں) صادر ہوں یا غیر عادیہ، جو کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے، اِن تمام کا خالق اور موجد اَللہ تعالیٰ کی ذات ہے، کسی کی مدد کرنے والے بندے فقط فعلِ اِمداد کا سبب ہوتے ہیں، مدد، نصرت اور اِعانت کے خالق نہیں ہوتے، اِسلئے اِن سے اِستمداد اور اِستعانت بھی ظاہری اور مجازی ہوتی ہے، حقیقی نہیں۔

اور حقیقی اور مجازی کی تقسیم کی مثالیں عربی اور اردو محاورات میں کثیر پائی جاتی ہیں۔

عربی بلاغت کی مشہور کتب [مختصر المعانی]، [مطول] اور [تلخیص المفتاح] کے حوالے سے یہ بات پیش کرتا ہوں، اِن سب کتب میں لکھا ہے کہ فعل کی نسبت دو طرح کی ہوتی ہے۔
[ا]: حقیقی۔ [۲]: مجازی۔ (۱)

جیسے عربی کی مشہور مثال ہے: ﴿ اَنۡبَتَ الرَّبِيۡعُ الۡبَقۡلَ ﴾ ''موسم بہار نے سبزی اُگائی۔'' اَب سب اہلِ عرب جانتے ہیں کہ حقیقی طور پر سبزی اُگانے والا، فصل پیدا کرنے والا اَللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اِس مثال میں اُگانے کی نسبت جو موسمِ بہار کی طرف کی گئی ہے، وہ مجاز اور سبب کے طور پر ہے، لہٰذا مسلمان جب یہ جملہ کہے گا تو اِسے مجاز کہیں گے کیونکہ مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ حقیقی کارساز صرف اَللہ تعالیٰ ہے۔

اِسی طرح اُردو و عربی زبان میں یہ جملے بھی کثرت سے بولے جاتے ہیں کہ فلاں دوائی نے بیماری دور کر دی، فلاں ڈاکٹر نے شفاء دی، بادلوں نے پانی برسا دیا، بارش نے زمین کو سرسبز کر دیا۔

اِن سب مثالوں میں کسی بھی مسلمان کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ یہ اَلفاظ کفر و شرک ہیں اور ایسا بولنے والا مشرک ہے کیونکہ سب مسلمان جانتے ہیں کہ حقیقی شفاء دینے والا صرف اَللہ تعالیٰ ہی ہے، یہ اَفراد تو محض وسیلہ اور سبب ہیں، اِن کی طرف کام کرنے کی نسبت مجازی ہے۔

---

(۱)۔[مختصر المعانی: ۵۲]۔۔[مطول]

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ عَشَرَ : فِی الْاَدِلَّۃِ الْقُرْآنِیَّۃِ عَلٰی نِسْبَۃِ الْمَجَازِیِّ
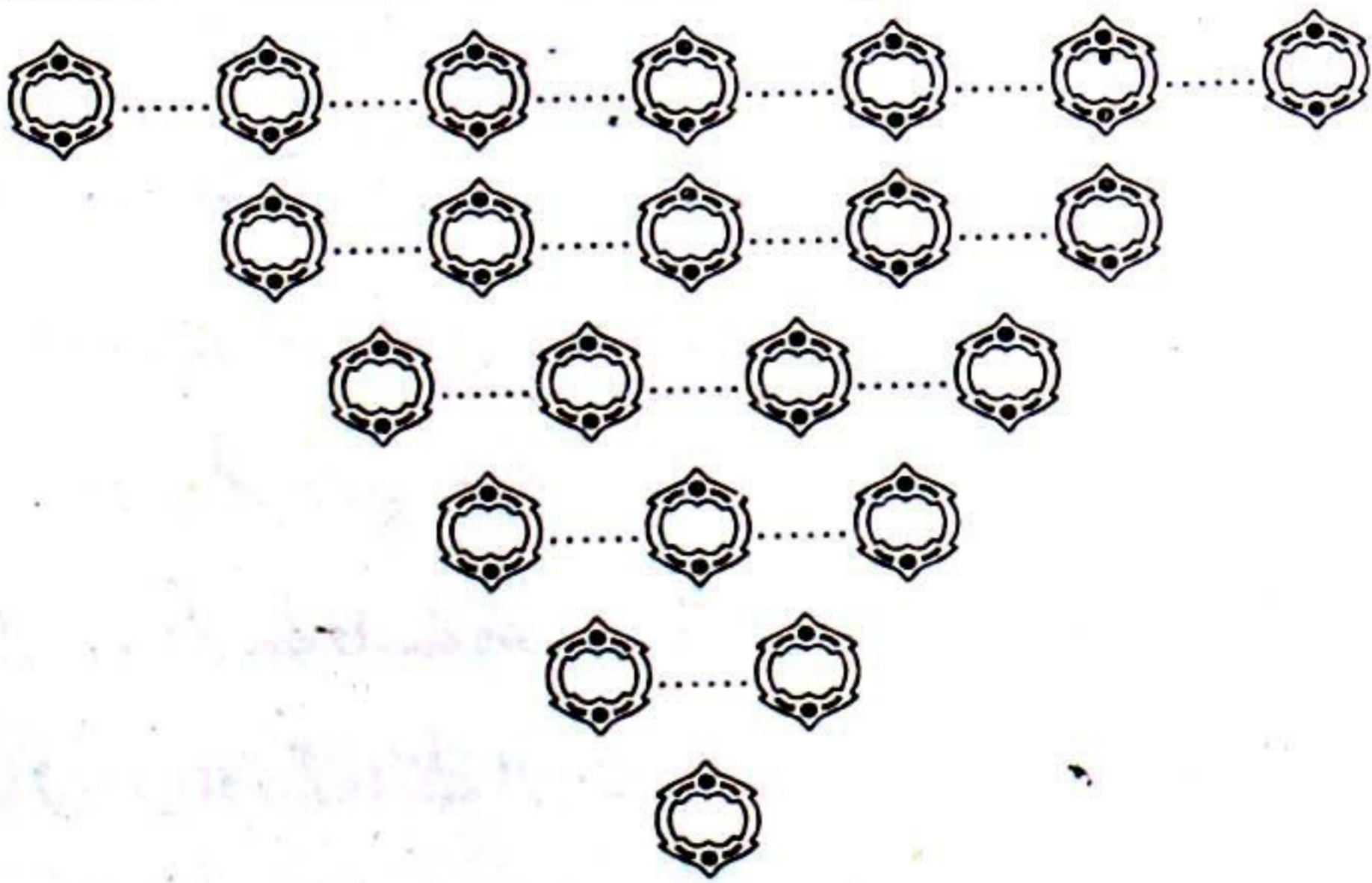
پندرہویں فصل: نسبتِ مجازی پر قرآنی دلائل کے بارے

قرآنِ کریم میں نسبتِ مجازی کی کثیر مثالیں موجود ہیں:

(۱): اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''آپ اپنے رب ﷻ سے دُعا کیجئے کہ زمین کی اُگائی ہوئی چیزیں ہمارے لئے نکالے، کچھ ساگ وغیرہ۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس آیتِ کریمہ میں زمین کو اُگانے والی کہا گیا حالانکہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ اُگانے والا ہے تو یہاں مجازاً زمین کو اُگانے والی کہا گیا ہے۔

(۲): اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اور جب اُن پر اُس کی آیتیں پڑھی جائیں تو وہ آیات اُن کا ایمان بڑھا دیتی ہیں۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: حقیقۃً اِیمان کی زیادتی کرنے والی اَللہ تعالیٰ کی ذات ہے مگر اِس آیتِ کریمہ میں آیات کی طرف زیادتی کی نسبت کرنا مجازی ہے۔

(۳): اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴾ (۳)

---

(۱)۔[البقرہ: ۶۱]

(۲)۔[الانفال: ۲]

(۳)۔[المزمل: ۱۷]

ترجمہ: ”وہ دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔“

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس آیتِ کریمہ میں یوم کی طرف فعلِ [جعل] کی نسبت مجازی ہے کیونکہ یوم تو اُن کو بوڑھا کرنے کا وقت ہے جبکہ حقیقت میں جاعل (بوڑھا کرنے والی) تو اَللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

﴿۴﴾: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا ﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: ”اے ہامان! میرے لیے اُونچا محل بنا۔“

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس آیتِ کریمہ میں ہامان کی طرف بنانے کی نسبت مجازی ہے کیونکہ وہ تو بنانے کا سبب ہے حالانکہ حقیقت میں بنانے والے تو معمار ہوتے ہیں۔

﴿۵﴾: ہر چیز کا خالق اور بنانے والا صرف اَللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: ”سن لو! اُسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا۔“

جبکہ اِس کے برخلاف سورۂ آلِ عمران میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: ”میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب عزوجل کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی طرح صورت بناتا ہوں، پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اَللہ عزوجل کے حکم سے۔“

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: پہلی آیتِ کریمہ میں تخلیق کی نسبت اَللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی جبکہ دوسری آیتِ کریمہ میں اُسی تخلیق کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی گئی، اب ظاہر ہے کہ دونوں

---

(۱)۔ [المومن: ۳۶]

(۲)۔ [الاعراف: ۵۴]

(۳)۔ [آل عمران: ۴۹]

آیات درست ہیں، لہذا ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت حقیقی ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مجازی ہے۔

(۶): اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ (۱)

ترجمہ : ''اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ جل جلالہ کے حکم سے۔''

[اَلاِنْتِبَاهُ]: اِس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیماروں کو شفاء دیتے تھے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے حالانکہ بیماروں کو شفاء دینا اور مردوں کو زندہ کرنا حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کے اِختیار میں ہے، لہذا یہاں مجازاً شفاء دینے اور زندہ کرنے کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی گئی۔

(۷): اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا ﴾ (۲)

ترجمہ : ''اللہ تعالیٰ روحیں قبض فرمالیتا ہے اُن کے مرنے کے وقت۔''

جبکہ دوسری آیتِ کریمہ میں یوں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ﴾ (۳)

ترجمہ : ''تم فرماؤ کہ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔''

[اَلاِنْتِبَاهُ]: دیکھئے دونوں آیات بظاہر متضاد ہیں اور اگر بنظرِ غائر (غور کے ساتھ) دیکھا جائے تو اِن میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ آیتِ اول یہ واضح کررہی ہے کہ دراصل مارنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اور دوسری آیت یہ بتاتی ہے کہ ملک الموت کو مارنے والا کہنا مجازی ہے۔

---

(۱)۔[ال عمران: ۴۹]

(۲)۔[الزمر : ۴۲]

(۳)۔[السجدۃ: ۱۱]

(۸): اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''پس بے شک تمام عزت اَللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔''

جبکہ دوسرے مقام پر اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اَللہ عزوجل اور اُس کے رسول ﷺ اور مؤمنین کیلئے عزت ہے۔''

[اَلْاِنْتِبَاهُ]: دیکھئے یہاں بھی دونوں آیات بظاہر متضاد ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اِن میں کوئی اِختلاف نہیں کیونکہ پہلی آیت میں اَللہ تعالیٰ کیلئے عزت کا ثبوت حقیقی ہے جبکہ دوسری آیت میں اَللہ تعالیٰ کے علاوہ رسول ﷺ اور مومنوں کیلئے عزت کا ثبوت مجازی ہے۔

(۹): اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اَللہ تعالیٰ اِیمان والوں کا مددگار ہے۔''

جبکہ دوسرے مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ (۴)

ترجمہ: ''بے شک اَللہ عزوجل اور اُس کا رسول ﷺ تمہارا مددگار ہے۔''

[اَلْاِنْتِبَاهُ]: اِن دونوں آیات میں بھی غور کریں کہ پہلی آیت میں بتایا گیا کہ اَللہ عزوجل ہی مومنوں کا مددگار ہے جبکہ دوسری آیت میں بتایا گیا کہ اَللہ عزوجل کے علاوہ اُس کا رسول ﷺ اور صالح مومن بھی مومنوں کے مددگار ہیں، اَب دونوں ہی قرآن مجید کی آیات ہیں، اِن دونوں پر اِیمان لانا ضروری ہے، اَب بظاہر تو اِن دونوں آیات میں اِختلاف نظر آ رہا ہے لیکن حقیقت میں

---

(۱)۔[النساء: ۱۳۹]

(۲)۔[المنافقون: ۸]

(۳)۔[البقرہ: ۲۵۷]

(۴)۔[المائدہ: ۵۵]

یہاں بھی کوئی اِختلاف نہیں کیونکہ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کا مددگار ہونا حقیقی طور پر ہے جبکہ دوسری آیت میں اللہ عزوجل کے علاوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نیک مومنوں کا مددگار ہونا مجازی ہے۔

(۱۰): کسی کو بیٹا دینا حقیقۃً اللہ تعالیٰ کی شان ہے جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''اُسی جگہ زکریا علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے دُعاء کی، عرض کیا: میرے مولا! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اَولاد عطا فرما، بیشک تو ہی دُعا کا سننے والا ہے۔

جبکہ اِس کے برخلاف سورۂ مریم میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کو کہا:

﴿ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴾ (۲)

ترجمہ: '' وہ بولے میں تو تیرے رب عزوجل کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: پہلی آیتِ کریمہ میں [وھب] کا لفظ اللہ تعالیٰ کیلئے اِستعمال ہوا جبکہ دوسری آیتِ کریمہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے لئے اِستعمال کیا، یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے صراحۃً [لاھب] کہا حالانکہ حقیقۃً بیٹا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

اَب سب مسلمان یہ بات یقین سے جانتے ہیں کہ بیٹے دینے والی ذات تو صرف اللہ عزوجل ہی ہے پھر جبرائیل علیہ السلام نے جو اپنی طرف بیٹا دینے کی نسبت کی، یہ مجازاً اور عطاءً ہے ورنہ اگر یہ فرق نہ کیا جائے اور یہی کہا جائے کہ اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی کسی کو کچھ نہیں دے سکتا اور اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی بھی کسی قسم کے نفع نقصان کا مالک نہیں ہے تو پھر معاذ اللہ جبرائیل علیہ السلام نے شرک کیا اور قرآنِ مجید نے خود شرک کی تعلیم دی حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآنِ کریم تو شرک کی مذمت کرتا ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ ذاتی عطا کرنے والی ذات صرف اور صرف اللہ عزوجل کی ہے جبکہ اللہ عزوجل کی عطا سے نبی، ولی اور نیک بندے بھی عطا کرتے ہیں، دوسروں کی مدد کرتے ہیں، اُن کی مشکلیں حل کرتے ہیں۔

---

(۱)۔[ال عمران: ۳۸]

(۲)۔[المریم: ۱۹]

﴿اَلْفَصْلُ السَّادِسُ عَشَرَ : فِی الْاَدِلَّۃِ الْقُرْاٰنِیَّۃِ عَلَی الْاِسْتِعَانَۃِ وَالْاِسْتِغَاثَۃِ﴾

﴿سولہویں فصل: قرآنِ کریم سے اِستعانت واِستغاثہ پر دلائل کے بارے﴾

(۱): ﴿قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰہِ ، قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ﴾ (۱)

ترجمہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ عزوجل کی طرف حواریوں نے کہا کہ ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔“

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس آیتِ کریمہ میں یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے مدد طلب کررہے ہیں، اگر غیرُ اللہ سے مدد مانگنا، غیرُ اللہ کو پکارنا مطلقاً شرک ہوتا تو پھر معاذَ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشرک ہوئے حالانکہ اِس بات کا کوئی بھی قائل نہیں کیونکہ نبی تو شرک مٹانے آتا ہے نہ کہ پھیلانے۔

(۲): ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (۲)

ترجمہ: ”اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔“

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: ذرا لفظ بِر اور تقوی پر غور کریں کہ کیا بِر اور تقوی خدا ہیں کہ جن سے مدد مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، عقلِ سلیم والا تو خود ہی فیصلہ کرے گا کہ واقعی بِر اور تقوی تو خدا نہیں لیکن

(۱)۔[آل عمران: ۵۲]

(۲)۔ [المائدۃ: ۲]

ہاں یہ اوصاف جس وجود پاک میں ہوں گے اُن میں ایک دوسرے کی مدد کی جائے گی نیز اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو، اگر غیر اللہ عزوجل سے مطلقاً مدد طلب کرنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی یہ حکم اِرشاد نہ فرماتا۔

(۳): ﴿ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''پس تم میری مدد کرو طاقت سے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس آیتِ کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے یاجوج ماجوج قوم کو قید کرنے کیلئے لوگوں سے کہا کہ تم طاقت کے ذریعے مدد کرو، اگر غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مطلقاً شرک ہوتا تو اللہ عزوجل کے نبی کبھی بھی اُس قوم کو یہ حکم نہ دیتے۔

(۴): ﴿ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ، هٰرُوْنَ اَخِی، اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ وَاَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر بنادے، وہ میرا بھائی ہارون، اُس سے میری کمر مضبوط کر اور اُسے میرے کام میں شریک کر۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کو اُن کا وزیر اور مددگار بنادے، اگر غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مطلقاً شرک ہوتا تو رَبّ ذُوالجلال اُن کی درخواست منظور نہ فرماتا بلکہ یہ فرماتا کہ تم نے میرے سوا سہارا کیوں لیا، کیا میں کافی نہیں ہوں حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔

(۵): ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اے اِیمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: کیا صبر خدا ہے جس سے اِستعانت کا حکم ہوا ہے، کیا نماز خدا ہے جس سے اِستعانت کا اِرشاد فرمایا گیا ہے؟ اگر غیرِ خدا سے مدد مانگنا مطلقاً شرک ومحال ہے تو اِس حکمِ اِلٰہی

(۱)۔[الکھف: ۹۵]

(۲)۔[طٰہٰ: ۲۹]

(۳)۔[البقرۃ: ۱۵۳]

کا کیا مطلب ہوگا؟ لہذا ہم یہ کہیں گے کہ غیرِ خدا سے مدد طلب کرنا مطلقاً محال و شرک نہیں بلکہ اللہ ﷻ کی عطاء سے غیرِ خدا یعنی اللہ ﷻ کے اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اَولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللہُ تعالٰی سے مدد طلب کی جاسکتی ہے۔

(۶): ﴿ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''(حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) میری یہ قمیض لے جاؤ، سو اسے میرے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے چہرے پر ڈال دینا، وہ بینا ہو جائیں گے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ﴾ (۲)

ترجمہ: ''پھر جب خوشخبری سنانے والا آ پہنچا تو اُس نے وہ قمیض یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دی تو اُسی وقت اُن کی بینائی لوٹ آئی۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس آیتِ کریمہ سے دو باتیں ثابت ہوئیں: (۱): جس چیز کو انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام وصلحاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللہُ تعالٰی سے نسبت ہو جائے اُس سے توسل کرنا توحید کے منافی نہیں کیونکہ قمیض کو بھیجنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور اُس وسیلہ سے فائدہ اٹھانے والے بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں اور بیان کرنے والا ماحی شرک (شرک کو مٹانے والا) یعنی قرآن ہے، (۲): جب نبی کی قمیض سے توسل جائز اَمر ہے تو خود اُس کی ذات سے توسل بھی از خود ثابت ہو جائے گا۔

(۷): ﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، پس اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا مطلقاً شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی مومنوں کو مددگار نہ فرماتا۔

---

(۱)۔ [یوسف: ۹۳]

(۲)۔ [یوسف: ۹۶]

(۳)۔ [التوبہ: ۷۱]

(۸): ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (۱)

ترجمہ: "اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی ﷺ)! اللہ عزوجل تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔"

[الانتباہ]: اِس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مومنین بھی رسول اللہ ﷺ کی مدد کیلئے کافی ہیں، اگر غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مطلقاً شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی یہ ارشاد نہ فرماتا۔

(۹): ﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ، قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ، قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا، قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾ (۲)

ترجمہ: "اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول ﷺ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہے تو تم ضرور ضرور اُس پر اِیمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا، فرمایا کہ کیا تم نے اِقرار کرلیا اور اِس پر بھاری ذمہ لے لیا، سب نے عرض کی کہ ہم نے اِقرار کیا، فرمایا کہ تم ایک دوسرے پر گواہ رہنا اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔"

[الانتباہ]: اِس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عالَمِ اَرواح میں سب نبیوں سے عہد لیا کہ اگر تمہارے زمانۂ نبوت میں میرا آخری نبی ﷺ تشریف لے آیا تو تم نے اُس پر اِیمان لانا ہے اور اُس کی مدد بھی کرنی ہے، اگر غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مطلقاً شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی نبیوں سے یہ عہد نہ لیتا۔

(۱۰): ﴿ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْۤ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (۳)

(۱)۔[الانفال: ۶۴]

(۲)۔[آل عمران: ۸۱]

(۳)۔[الانفال: ۶۲]

ترجمہ: ''پس بے شک اللہ ﷻ تمہیں کافی ہے، وہی ہے جس نے تمہیں طاقت دی اپنی مدد کے ساتھ اور مومنوں کی مدد کے ساتھ۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ اِرشاد فرمایا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ بھی تمہاری مدد فرماتا ہے اور مومن بھی تمہارے مددگار ہیں، اگر غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مطلقاً شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی یہ اِرشاد نہ فرماتا کہ مومن بھی تمہارے مددگار ہیں۔

(۱۱): ﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''پس بے شک اللہ ﷻ اُن کا مددگار ہے اور جبریل علیہ السلام اور نیک ایمان والے اور اُس کے بعد فرشتے مددگار ہیں۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ حضرت جبرئیل علیہ السلام صالح مومن اور فرشتے بھی حضور ﷺ کے مددگار ہیں، تو اب اگر اِن مددگاروں سے عوام ُالناس مدد طلب کریں تو یہ شرک کس طرح ہوسکتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ہے۔

(۱۲): ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اے اِیمان والو! اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے تو اللہ ﷻ تمہاری مدد کرے گا۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہمیں حکم دیا ہے کہ تم اللہ ﷻ کے دین کی مدد کرو اور جو اَیسا کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اُس کی مدد کرے گا، اگر غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مطلقاً شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی ہمیں یہ حکم اِرشاد نہ فرماتا۔

(۱۳): ﴿ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴾ (۳)

---

(۱)۔[التحریم : ۴]

(۲)۔[محمد : ۷]

(۳)۔[المائدۃ: ۵۵]

ترجمہ : ''تمہارے دوست نہیں مگر اللہ عزوجل اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اِیمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ عزوجل کے حضور جھکے ہوتے ہیں۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: دیکھئے اِس آیتِ کریمہ میں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ دوستی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو شریک کیا جو بظاہر خارجیوں کے نزدیک شرک ہوا، لیکن درحقیقت اِس معیّت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صالحین کی عزت وتوقیر ہے اور اِن سے اِمداد طلب کرنا اَصل میں اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگنا ہے، یہی ایک نکتہ ہے جو خارجیوں کی سمجھ میں نہیں آتا، اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے اِمداد طلب کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرنا ہے، جب اللہ تعالیٰ خود اِن کو اپنی معیّت میں شریک گردانتا ہے تو پھر اِن سے اِمداد طلب کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف ہی منسوب ہوگا اور یہ شرک نہیں ہوگا۔

(۳): ﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ (۱)

ترجمہ : ''اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اُس پر راضی ہوتے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دیا اور کہتے کہ ہمیں اللہ عزوجل کافی ہے، اب دیتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضل سے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صراحۃً فرمادیا کہ اگر منافق اِس پر راضی ہوجاتے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کیا ہے اور یہ کہتے کہ ہم کو اللہ عزوجل ہی کافی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہت زیادہ عطا فرمائے گا اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔

دیکھئے! اللہ تعالیٰ ہر ایک قسم کی نعمت دینے دِلانے میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شریک کررہا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح معطی اللہ تعالیٰ ہے، اُسی طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی معطی ہیں اب اِس لحاظ سے اگر کوئی انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے اِمداد طلب کرتا ہے تو وہ کس طرح مشرک ہوسکتا ہے جبکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے اِرشاد کے عین مطابق اِمداد طلب کررہا ہے۔

(۱)-[التوبہ: ۵۹]

(۱۵): ﴿ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ﴾ (۱)

ترجمہ: ”جو شخص سفارش کرے نیک کام میں تو اُس کو اُس میں سے حصہ ملے گا۔“

[اَلْاِنْتِبَاهُ]: اِس آیتِ کریمہ میں واضح طور پر بتایا گیا کہ جو شخص کسی بھائی کی نیک معاملے میں سفارش کرے گا، اُس پر خدا تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوں گی۔

(۱۶): ﴿ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ﴾ (۲)

ترجمہ: ”پس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد مانگی اُس نے جو اُن کی قوم میں سے تھا اُس دوسرے شخص پر جو دشمنوں میں سے تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس دشمن کو مکا مارا اور اُس کا کام تمام کر دیا۔“

[اَلْاِنْتِبَاهُ]: غور کریں کہ ایک اُمتی کا نبی سے مدد مانگنا اِس آیت میں صراحۃً پایا جاتا ہے اگر اِس قسم کی اِستعانت شرک ہوتی تو اَللہ تعالیٰ اِس مقام پر اُس کی تردید فرما دیتا کہ غیرُ اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں ہے، لیکن ایسا کوئی حکم نہیں آیا لہٰذا اِس سے ثابت ہو گیا کہ حقیقی طور پر مدد کرنے والا صرف اَللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اَللہ تعالیٰ کی عطا سے نبی و ولی بھی مددگار ہیں۔

---
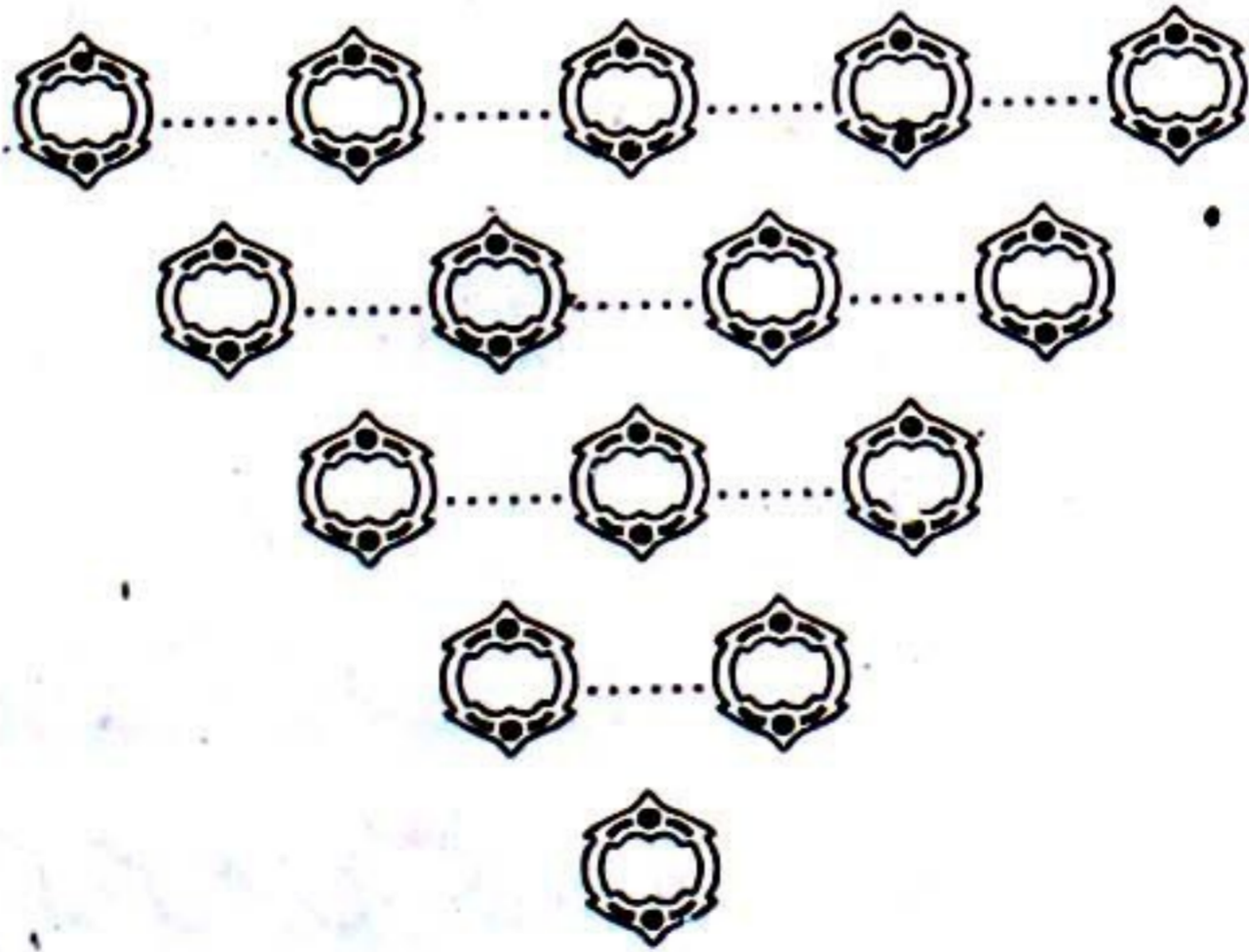
(۱) ۔ [النساء: ۸۵]

(۲) ۔ [القصص: ۱۵]

﴿اَلْفَصْلُ السَّابِعُ عَشَرَ : فِی اَدِلَّۃِ الْمُفَسِّرِیْنَ عَلَی الْاِسْتِعَانَۃِ وَالْاِسْتِغَاثَۃِ﴾

﴿سترہویں فصل: اِستعانت واِستغاثہ پر مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالیٰ کے دلائل کے بارے﴾

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

(۱): ﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ، قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ، قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا، قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہے تو تم ضرور ضرور اُس پر اِیمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا، فرمایا کہ کیا تم نے اِقرار کرلیا اور اِس پر بھاری ذمہ لے لیا، سب نے عرض کی کہ ہم نے اِقرار کیا، فرمایا کہ تم ایک دوسرے پر گواہ رہنا اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔''

[ا].. اِمام فخرالدین رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

﴿ فَالْمَعْنٰى ظَاهِرٌ : وَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ تَعَالٰى اَوْجَبَ الْاِيْمَانَ بِهٖ اَوَّلًا ، ثُمَّ الْاِشْتِغَالَ بِنُصْرَتِهٖ ثَانِيًا ، وَاللَّامُ فِيْ (لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ) لَامُ الْقَسَمِ ، كَاَنَّهٗ قِيْلَ : وَاللّٰهِ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ﴾ (۲)

(۱)۔ [اٰل عمران : ۸۱]

(۲)۔ [تفسیر کبیر : المجلد الرابع، ۸/۱۲۰]

ترجمہ: "اِس آیت کا معنی ظاہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حضور ﷺ پر ایمان لانے کو واجب قرار دیا، پھر حضور ﷺ کی مدد کرنے کا حکم دیا اور (لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ) میں لام قسم کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ﷻ کی قسم! تم ضرور بالضرور اُس نبی ﷺ پر ایمان لانا اور ضرور بالضرور اُس کی مدد کرنا۔"

[۲].. امام قرطبی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه اپنی تفسیر قرطبی میں فرماتے ہیں:

﴿ فَاَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ اَجْمَعِيْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَيَنْصُرُوْنَهٗ اِنْ اَدْرَكُوْهُ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّأْخُذُوْا بِذٰلِكَ الْمِيْثَاقَ عَلٰى اُمَمِ ﴾ (۱)

ترجمہ: "پس اللہ تعالیٰ نے سارے نبیوں سے یہ عہد لیا کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور اگر اُن کو وہ اپنے زمانے میں پائیں تو اُن کی مدد کریں اور اُن نبیوں کو حکم دیا کہ وہ تمام اُمتوں سے یہ عہد لیتے رہیں۔"

[۳].. علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں فرماتے ہیں:

﴿ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ اَیْ وَجَبَ عَلَيْكُمُ الْاِيْمَانُ بِهٖ وَنُصْرَتُهٗ ﴾ (۲)

ترجمہ: "یعنی تم پر واجب ہے اُس نبی ﷺ پر ایمان لانا اور اُس کی مدد کرنا۔"

[۴].. علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه تفسیر درمنثور میں فرماتے ہیں:

"امام ابنِ جریر اور ابنِ ابی حاتم حضرت سدی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نوح سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی بھی ایسا مبعوث نہیں کیا کہ جس سے یہ وعدہ نہ لیا ہو کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے گا اگر آپ ﷺ تشریف لائے ہوتے جب کہ وہ زندہ ہو تو وہ ضرور آپ ﷺ کی مدد کرے گا اور یہ وعدہ بھی لیا کہ وہ اپنی قوم سے وعدہ لے گا کہ وہ بھی حضور ﷺ پر ایمان لائے گی اور آپ ﷺ کی مدد کرے گی اگر حضور ﷺ تشریف لائیں جب کہ وہ قوم زندہ ہو۔" (۳)

---

(۱)۔[تفسیر جامع لاحکام القرآن للقرطبی: المجلد الثانی : ۸۱/۴]

(۲)۔[تفسیر کشاف : ۴۰۷/۱]

(۳)۔[تفسیر در منثور : ۱۳۴/۲]

(۲): ﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ (۱)

ترجمہ : ''اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔''

علامہ قرطبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه تفسیر قرطبی میں فرماتے ہیں:

﴿ وَهُوَ اَمْرٌ لِجَمِيعِ الْخَلْقِ بِالتَّعَاوُنِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى اَىْ لِيُعِنْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَتَحَاثُّوْا عَلٰى مَا اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَاعْمَلُوْا بِهٖ وَانْتَهُوْا عَمَّا نَهَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ وَامْتَنِعُوْا مِنْهُ ، هٰذَا مُوَافِقٌ لِمَا رُوِىَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم : اَنَّهُ قَالَ : اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ ، قَالَ ابْنُ خُوَيْزِ مِنْدَادُ فِىْ اَحْكَامِهٖ : وَالتَّعَاوُنُ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى يَكُوْنُ بِوُجُوْهٍ: فَوَاجِبٌ عَلَى الْعَالِمِ اَنْ يُعِيْنَ النَّاسَ بِعِلْمِهٖ فَيُعَلِّمُهُمْ وَيُعِيْنُهُمُ الْغَنِىُّ بِمَالِهٖ وَالشُّجَاعُ بِشُجَاعَتِهٖ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْ يَكُوْنَ الْمُسْلِمُوْنَ مُتَظَاهِرِيْنَ كَالْيَدِ الْوَاحِدَةِ ﴾ (۲)

ترجمہ : ''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو نیکی اور تقوی کے معاملے میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا یعنی تم ایک دوسرے کی مدد کرو اور ایک دوسرے کو اِس بات پر اُبھارو جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور اُس پر عمل کرو اور جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اُس سے رک جاؤ اور باز رہو، یہ آیت کریمہ اُس حدیث کے موافق ہے جو حضور نبی اُکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''کہ نیکی کی رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے'' حضرت ابنِ خویز منداد نے اَحکام القرآن میں لکھا ہے کہ نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کئی طرح سے ہے، پس عالم دین پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کی اپنے علم کے ذریعے مدد کرے اور مالدار پر لازم ہے کہ وہ اپنے مال کے ذریعے لوگوں کی مدد کرے اور بہادر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بہادری کے ذریعے جہاد میں لوگوں کی مدد کرے تاکہ تمام مسلمان ایک ملت کی طرح غالب آجائیں۔''

(۱)۔ [المائدۃ: ۲]

(۲)۔[تفسیر جامع لاحکام القرآن للقرطبی: ۳۳/۶]

(۳): ﴿ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''پس وہ جیل میں کئی سال تک ٹھہرے رہے۔''

اِس آیتِ کریمہ کے تحت تفسیرِ کبیر میں ہے:

﴿ اَلْاِسْتِعَانَةُ بِالنَّاسِ فِي دَفْعِ الظُّلْمِ جَائِزَةٌ فِي الشَّرِيْعَةِ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''ظلم کو دور کرنے کیلئے لوگوں سے مدد طلب کرنا شریعت میں جائز ہے۔''

(۴): ﴿ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''پس بے شک اللہ عزوجل تمہیں کافی ہے، وہی ہے جس نے تمہیں طاقت دی اپنی مدد کے ساتھ اور مومنوں کی مدد کے ساتھ۔''

اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

﴿ قُلْنَا التَّاْيِيْدُ لَيْسَ اِلَّا مِنَ اللّٰهِ عزوجل لٰكِنَّهٗ عَلٰى قِسْمَيْنِ: اَحَدُهُمَا: مَايَحْصُلُ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةِ اَسْبَابٍ مَعْلُوْمَةٍ مُعْتَادَةٍ، وَالثَّانِيْ: مَايَحْصُلُ بِوَاسِطَةِ اَسْبَابٍ مَعْلُوْمَةٍ مُعْتَادَةٍ. فَالْاَوَّلُ: هُوَ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهٖ: اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَالثَّانِيْ: هُوَ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهٖ: وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (۴)

ترجمہ: ''ہم کہتے ہیں کہ مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتی ہے مگر یہ دو قسموں پر ہے، ایک وہ ہے جو بغیر کسی مشہور و معروف سبب کے واسطے سے ہو اور دوسری وہ ہے جو کسی مشہور و معروف سبب کے واسطے سے ہو، پس پہلی قسم اللہ تعالیٰ کے قول [اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ] سے مراد ہے جبکہ دوسری قسم اللہ تعالیٰ کے قول [وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ] سے مراد ہے۔''

(۵): ﴿ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ (۵)

---

(۱)۔[یوسف: ۴۲]

(۲)۔ تفسیر کبیر: المجلد التاسع: ۱۸/ ۱۴۴]

(۳)۔[الانفال: ۶۲]

(۴)۔[تفسیر کبیر: المجلد الثامن: ۱۵/ ۱۸۹]

(۵)۔[البقرہ: ۲۴۸]

ترجمہ: اُس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب عزوجل کی طرف سے دلوں کا چین ہے۔"

اِس آیتِ کریمہ کے تحت **تفسیر جلالین** میں ہے۔

[۱].. ﴿ وَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِهٖ عَلٰى عَدُوِّهِمْ ﴾ (۱)

ترجمہ: "اور وہ لوگ تابوتِ سکینہ کے واسطے سے اپنے دشمنوں کے خلاف مدد طلب کرتے تھے۔"

[۲].. **اِمام فخر الدین رازی** رحمۃ اللہ علیہ **تفسیر کبیر** میں فرماتے ہیں:

﴿ وَاِذَا حَضَرُوا الْقِتَالَ قَدَّمُوْهُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ يَسْتَفْتِحُوْنَ بِهٖ عَلٰى عَدُوِّهِمْ ﴾ (۲)

ترجمہ: "اور جب وہ جنگ کیلئے حاضر ہوتے تو اُس تابوت کو اپنے سامنے رکھتے اور اُس کے وسیلے سے اپنے دشمنوں کے خلاف مدد حاصل کرتے۔"

[۳].. علامہ **محمد بن اِبراہیم بغدادی** رحمۃ اللہ علیہ **تفسیرِ خازن** میں فرماتے ہیں:

"کہ اُس تابوت میں نعلینِ موسیٰ علیہ السلام، عصا، عمامۂ ہارون علیہ السلام اور توراۃ کے نسخے تھے۔" (۳)

[۴].. علامہ **زمخشری** **تفسیر کشاف** میں فرماتے ہیں:

﴿ وَقِيْلَ كَانَ مَعَ مُوْسٰى وَمَعَ اَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ بَعْدَهٗ فَيَسْتَفْتِحُوْنَ بِهٖ ﴾ (۴)

ترجمہ: "کہا گیا ہے کہ وہ تابوت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے بعد کے دیگر بنی اِسرائیل کے اَنبیاء کے پاس ہوتا تھا، پس وہ اُس کے وسیلے سے مدد طلب کرتے تھے۔"

(۵): ﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴾ (۵)

---

(۱)۔[جلالین: ۳۸]

(۲)۔[تفسیر کبیر: المجلد الثالث: ۶/ ۱۷۶]

(۳)۔[تفسیر خازن: ۱/۱۸۸]

(۴)۔[الکشاف: ۱/۳۲۱]

(۵)۔[التحریم: ۴]

ترجمہ: ''پس بے شک اللہ عزوجل اُن کا مددگار ہے اور جبریل علیہ السلام اور نیک ایمان والے اور اُس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔''

[۱].. امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

﴿ مَوْلَاهُ : وَلِيُّهُ وَنَاصِرُهُ ، صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ : وَفِيْهِ اَقْوَالٌ : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ : اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ الضَّحَّاكُ رضی اللہ عنہ : خِيَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقِيْلَ : مَنْ صَلَحَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَىْ كُلُّ مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے قول [مَوْلَاهُ] کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ناصر و مددگار ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول [صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ] کے بارے کئی اقوال ہیں: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اِس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا ہیں، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اِس سے مراد اُمت کے بہترین لوگ ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اِس سے مراد ہر صالح مومن ہے یعنی ہر وہ شخص جو ایمان لایا اور اُس نے عملِ صالح کیا۔''

[۲].. علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر قرطبی میں فرماتے ہیں:

﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ : اَىْ وَلِيُّهُ وَنَاصِرُهُ ، وَقِيْلَ: صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ :وَقِيْلَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ : وَقِيْلَ خِيَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقِيْلَ : هُمُ الْاَنْبِيَاءُ ، قَالَ السُّدِّىُّ رضی اللہ عنہ :هُمْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے قول [فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ] کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ناصر و مددگار ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول [صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ] کے بارے کسی نے کہا ہے کہ اِس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور کسی نے کہا ہے کہ بہترین مومنین مراد ہیں اور کسی نے کہا ہے کہ انبیاءِ کرام مراد ہیں اور حضرت سدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اِس سے مراد حضور کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ہیں۔''

---

(۱)۔[تفسیر کبیر : المجلد الخامس عشر : ۴۴/۳۰]

(۲)۔[تفسیر جامع لاحکام القرآن : المجلد التاسع : ۱۲۴/۱۸]

[۳].. علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں فرماتے ہیں:

﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ : اَیْ وَلِیُّهٗ وَنَاصِرُهٗ ، صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ : یَعْنِیْ کُلَّ مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ، قِیْلَ : اَلْاَنْبِیَاءُ وَقِیْلَ : الصَّحَابَةُ وَقِیْلَ الْخُلَفَاءُ ﴾(۱)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے قول [فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ] کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ناصر و مددگار ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول [صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ] سے مراد ہر وہ شخص ہے جو حضور ﷺ پر ایمان لایا اور اُس نے عملِ صالح کیا اور بعض نے کہا ہے کہ اِس سے مراد حضرات انبیاءِ کرام علیہم السّلام ہیں، بعض نے کہا کہ اِس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور بعض نے کہا کہ اِس سے مراد خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم ہیں۔“

(۶): ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ ﴾(۲)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے تو اللہ عزوجل تمہاری مدد کرے گا۔“

اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

﴿ وَفِیْ نَصْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وُجُوْهٌ : اَلْاَوَّلُ: اِنْ تَنْصُرُوْا دِیْنَ اللّٰهِ وَطَرِیْقَهٗ ، وَالثَّانِیْ : اِنْ تَنْصُرُوْا حِزْبَ اللّٰهِ ، وَالثَّالِثُ : الْمُرَادُ ،نُصْرَةُ اللّٰهِ حَقِیْقَةً ﴾(۳)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے کی کئی صورتیں ہیں: پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دِین اور اُس کے راستے کی مدد کرو، دوسری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت کی مدد کرو، تیسری صورت یہ ہے کہ حقیقۃً اللہ تعالیٰ کی مدد مراد ہے۔“

(۷): ﴿ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴾(۴)

---

(۱)۔[تفسیر الکشاف: ۴/۵۷۰]

(۲)۔[محمد: ۷]

(۳)۔[تفسیر کبیر: المجلد الرابع عشر: ۲۸/۴۸]

(۴)۔[المائدہ: ۵۵]

ترجمہ: ''تمہارے دوست تو صرف اللہ عزوجل اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والے ہی ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ عزوجل کے حضور جھکے ہوتے ہیں۔''

[۱].. امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ **تفسیر کبیر** میں فرماتے ہیں:

﴿ وَجْهُ النَّظْمِ: اَنَّهُ تَعَالٰى لَمَّا نَهٰى فِي الْاٰيَاتِ الْمُتَقَدِّمَةِ عَنْ مُوَالَاةِ الْكُفَّارِ اَمَرَ فِي هٰذِهِ الْاٰيَةِ بِمُوَالَاةِ مَنْ يَّجِبُ مُوَالَاتُهُ، وَقَالَ اِنَّمَا وَلِيُّكُم .. الخ وَفِي قَوْلِهِ تَعَالٰى قَوْلَانِ: اَلْاَوَّلُ: اَنَّ الْمُرَادَ عَامَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ ..الخ، فَكُلُّ مَنْ كَانَ مُؤْمِنًا فَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَنَظِيْرُهُ: قَوْلُهُ تَعَالٰى: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ۔ اَلْقَوْلُ الثَّانِيْ: اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ، شَخْصٌ مُّعَيَّنٌ وَعَلٰى هٰذَا، فَفِيْهِ اَقْوَالٌ: اَلْاَوَّلُ: رَوٰى عِكْرِمَةُ رضی اللہ عنہ: اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، وَالثَّانِيْ: رَوٰى عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، رُوِيَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! اَنَا رَاَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ تَصَدَّقَ بِخَاتَمِهِ عَلٰى مُحْتَاجٍ وَهُوَ رَاكِعٌ، فَنَحْنُ نَتَوَلَّاهُ، رُوِيَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ: اَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمًا صَلٰوةَ الظُّهْرِ، فَسَاَلَ سَائِلٌ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمْ يُعْطِهِ اَحَدٌ، فَرَفَعَ السَّائِلُ يَدَهُ اِلَى السَّمَاۤءِ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَنِّيْ سَاَلْتُ فِيْ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَا اَعْطَانِيْ اَحَدٌ شَيْئًا وَعَلِيٌّ رضی اللہ عنہ كَانَ رَاكِعًا، فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ الْيُمْنٰى وَكَانَ فِيْهَا خَاتَمٌ فَاَقْبَلَ السَّائِلُ حَتّٰى اَخَذَ الْخَاتَمَ بِمَرْاَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ " اَللّٰهُمَّ اِنَّ اَخِيْ مُوْسٰى علیہ السلام سَاَلَكَ فَقَالَ: رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِي اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِيْ وَاَشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ، فَاَنْزَلْتَ قُرْاٰنًا نَاطِقًا: سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا، اَللّٰهُمَّ وَاَنَا مُحَمَّدٌ نَبِيُّكَ وَصَفِيُّكَ فَاشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ

اُشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ ، قَالَ اَبُوْذَرٍّ رضی اللہ عنہ : فَوَاللّٰهِ! مَا اَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذِهِ الْكَلِمَةَ حَتّٰی نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ علیہ السلام ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! اِقْرَأْ : اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (1)

ترجمہ : ''اِس آیتِ کریمہ کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ جب گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کی دوستی سے منع کیا تو اب اِس آیتِ کریمہ میں اُن لوگوں سے دوستی کرنے کا حکم دیا جن کی دوستی کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے، چنانچہ اِرشاد فرمایا: ''تمہارے دوست تو صرف اللہ عزوجل اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اِیمان والے ہیں:'' اور [اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا] کے بارے کئی اَقوال ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ عام مومنین مراد ہیں کیونکہ جو شخص بھی مومن ہے وہ تمام مومنوں کا مددگار ہے جیسا کہ اِس کی مثال قرآنِ پاک میں ہے: ''اور مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں:'' دوسرا قول یہ ہے کہ اِس آیتِ کریمہ سے مراد شخصِ معین ہے، پھر اِس بنیاد پر کئی اَقوال ہیں: پہلا قول حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیتِ کریمہ حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی ، دوسرا قول حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے حضرت اِبنِ عباس رضی اللہ عنہ سے رِوایت کیا ہے کہ یہ آیتِ کریمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی ہے اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ رکوع کی حالت میں ایک محتاج شخص کو انگوٹھی صدقہ کررہے تھے۔۔۔حضرت اَبوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک دن ظہر کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اَدا کی تو ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا، پس کسی نے اُسے کچھ عطا نہ کیا تو سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور کہا کہ اے اللہ جل جلالہٗ! میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سوال کیا اور مجھے کسی نے کچھ عطا نہ کیا، اُس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ رکوع کی حالت میں تھے، پس آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے اپنی چھوٹی اُنگلی کی طرف اِشارہ کیا اور اُس اُنگلی میں ایک اَنگوٹھی تھی، پس سائل آیا اور اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ انگوٹھی لے لی۔

(1)۔[تفسیر کبیر : المجلد السادس: ۱۲/ ۲۵]

پس حضور ﷺ نے کہا کہ اے اللہ جلّ جلالُہٗ! بے شک میرے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجھ سے سوال کیا تھا اور یوں کہا تھا کہ اے رب جلّ جلالُہٗ! میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا معاملہ آسان فرمادے اور میری زبان کی رُکاوٹ دور کردے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں، میرے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے ذریعے میری پیٹھ مضبوط فرما اور اور اُسے میرے معاملات میں شریک بنا۔"

پس تو نے قرآن کو ناطق بنا کر نازل کیا کہ "ہم عنقریب تیرے بازوؤں کو تیرے بھائی کے ذریعے تقویت دیں گے اور ہم تمہارے لئے بادشاہ مقرر کریں گے:" اے اللہ جلّ جلالُہٗ ! میں تیرا پسندیدہ نبی محمد ہوں، تو میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا معاملہ آسان فرمادے اور میرے اہل میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میرا وزیر بنادے اور اِس کے ذریعے میری کمر مضبوط کر، پس حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزّوجلّ کی قسم! حضور ﷺ نے ابھی یہ کلمات مکمل ہی نہیں کئے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم! یہ آیت کریمہ پڑھئے:"تمہارے دوست تو صرف اللہ عزّوجلّ اور اُس کا رسول ﷺ اور ایمان والے ہیں۔"

[۲].. علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں فرماتے ہیں:

﴿ فَجُعِلَتِ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ عَلٰى طَرِيْقَةِ الْاِصَالَةِ ، ثُمَّ نُظِمَ فِيْ سِلْكِ اِثْبَاتِهَا لَهٗ اِثْبَاتُهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سَبِيْلِ التَّبَعِ ﴾ (۱)

ترجمہ: "پس اللہ تعالیٰ کے لئے وِلایت کو بطورِ اَصل ذکر کیا گیا ہے، پھر اِس وِلایت کو رسول اللہ ﷺ اور مومنین کیلئے بطورِ تابع (مجاز) کے ثابت کیا گیا ہے۔"

[۳].. علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ عَلِيٍّ حِيْنَ سَأَلَهٗ سَائِلٌ وَهُوَ رَاكِعٌ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَطَرَحَ لَهٗ خَاتِمَهٗ ﴾ (۲)

(۱)۔[تفسیر الکشاف: ۱/۶۸۱]

(۲)۔[تفسیر الکشاف: ۱/۶۸۲]

ترجمہ: ''بے شک یہ آیت کریمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی جب آپ رضی اللہ عنہ سے ایک سائل نے سوال کیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اُس وقت نماز میں رکوع کی حالت میں تھے، پس آپ رضی اللہ عنہ نے اُس کیلئے اپنی انگوٹھی پیش کی تھی۔''

[۴].. علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

﴿ وَالَّذِیْنَ : عَامٌّ فِیْ جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''[وَالَّذِیْنَ] سے مراد عام یعنی تمام مومنین ہیں۔''

(۸): ﴿ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اور اِس سے پہلے وہ اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔''

اِس آیتِ کریمہ کے تحت تفسیر جلالین اور خازن میں ہے۔

[۱].. ﴿ اَیْ یَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَیْهِمْ بِالنَّبِیِّ الْمَبْعُوْثِ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِیْ نَجِدُ صِفَتَهٗ فِی التَّوْرَاةِ فَكَانُوْا یُنْصَرُوْنَ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''یعنی وہ لوگ کہتے تھے کہ اے اللہ عزوجل! تو ہماری مدد فرما اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو آخری زمانے میں مبعوث ہونے والا ہے، جس کی صفات ہم توراۃ میں پاتے ہیں، پس اُن کی مدد کر دی جاتی تھی۔''

[۲].. امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

﴿ فِیْ سَبَبِ النُّزُوْلِ وُجُوْهٌ : اَحَدُهَا : اَنَّ الْیَهُوْدَ مِنْ قَبْلِ مَبْعَثِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَنُزُوْلِ الْقُرْاٰنِ كَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ اَیْ یَسْاَلُوْنَ الْفَتْحَ وَالنُّصْرَةَ وَكَانُوْا یَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ،وَثَانِیْهَا: كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ لِمُخَالِفِیْهِمْ عِنْدَ الْقِتَالِ، هٰذَا نَبِیٌّ قَدْ اَظَلَّ زَمَانُهٗ یَنْصُرُنَا عَلَیْكُمْ ، وَثَالِثُهَا : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: كَانُوْا یَسْاَلُوْنَ الْعَرَبَ عَنْ مَوْلِدِهٖ وَیَصِفُوْنَهٗ بِاَنَّهٗ نَبِیٌّ مِنْ صِفَتِهٖ

(۱)۔[جامع لاحکام القرآن للقرطبی : المجلد الثالث : ۶/ ۱۴۳]

(۲)۔[البقرۃ: ۸۹]

(۳)۔[تفسیر خازن : ۱/ ۶۹]....[تفسیر جلالین : ۱۴]

كَذَا كَذَا ، وَرَابِعُهَا : عَنْ اَبِي مُسْلِمٍ رضی اللہ عنہ : نَزَلَتْ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ ، كَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ بِرَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ الْمَبْعَثِ ، وَخَامِسُهَا: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَتَادَةَ رضی اللہ عنہما: نَزَلَتْ فِي اَحْبَارِ الْيَهُوْدِ كَانُوْا اِذَا قَرَءُوْا وَذَكَرُوْا مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم فِي التَّوْرَاةِ وَاَنَّهُ مَبْعُوْثٌ وَاَنَّهُ مِنَ الْعَرَبِ سَاَلُوْا مُشْرِكِي الْعَرَبِ عَنْ تِلْكَ الصِّفَاتِ لِيَعْلَمُوْا اَنَّهُ هَلْ وُلِدَ فِيْهِمْ مَنْ يُوَافِقُ حَالُهُ حَالَ هٰذَا الْمَبْعُوْثِ ﴾ (1)

ترجمہ : ''اِس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول کے بارے میں کئی صورتیں ہیں: **پہلی** یہ ہے کہ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور نزولِ قرآن سے پہلے فتح اور مدد حاصل کرتے تھے اور یوں کہتے تھے: اے اللہ جَلَّ جَلَالُكَ ! ہمیں فتح عطا فرما اور ہماری مدد کر نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے: **دوسری صورت** یہ ہے کہ یہودی جنگ کے وقت اپنے مخالفین کو کہتے تھے کہ یہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا زمانہ مبارک ہم پر سایہ فگن ہے، یہ تمہارے خلاف ہماری مدد کریں گے: **تیسرا قول**: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودی عرب والوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے سوال کرتے تھے اور یہ بتاتے تھے کہ اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ یہ صفت ہوگی: **چوتھا قول**: حضرت ابو مسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیتِ کریمہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے بارے نازل ہوئی کہ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اَوس اور خزرج کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مدد طلب کرتے تھے: **پانچواں قول**: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے بارے مروی ہے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے نازل ہوئی کیونکہ وہ جب توراۃ شریف پڑھتے اور اُس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے پڑھتے کہ وہ نبی مبعوث ہونے والا ہے اور وہ عرب میں سے ہوگا تو یہودی مشرکینِ عرب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے بارے پوچھتے تاکہ وہ یہ جان سکیں کیا عرب والوں میں وہی نبی مبعوث ہوا جس کی صفات اُس کی بعثت سے پہلے کی صفات سے ملتی ہیں۔''

(1) -[تفسیر کبیر : المجلد الثانی : 1/ 180]

[۳].. علامہ قرطبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه تفسیر احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

﴿ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ اَىْ يَسْتَنْصِرُوْنَ وَالْاِسْتِفْتَاحُ : الْاِنْتِصَارُ ، اِسْتَفْتَحْتُ : اِسْتَنْصَرْتُ ، وَفِي الْحَدِيْثِ : كَانَ النَّبِى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَىْ يَسْتَنْصِرُ بِدُعَائِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ ، وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ: اِنَّمَا نَصَرَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِضُعَفَائِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَاِخْلَاصِهِمْ وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُوْلُ : اُبْغُوْنِي الضَّعِيْفَ فَاِنَّكُمْ اِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : كَانَتْ يَهُوْدُ خَيْبَرَ تُقَاتِلُ غَطْفَانَ ، فَلَمَّا الْتَقَوْا هُزِمَتْ يَهُوْدُ فَعَادَتْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ وَقَالُوْا: اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ وَعَدْتَنَا اَنْ تُخْرِجَهُ لَنَا فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ اَلَا تَنْصُرْنَا عَلَيْهِمْ ،قَالَ : فَكَانُوْا اِذَا الْتَقَوْا دَعَوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ فَهَزَمُوْا غَطْفَانَ ﴾ (۱)

ترجمہ :''اور اللہ تعالیٰ کا قول (يَسْتَفْتِحُوْن) (يَسْتَنْصِرُوْن) ''وہ مدد طلب کرتے ہیں'' کے معنی میں ہے اور (اَلْاِسْتِفْتَاحُ) کا معنی (اَلْاِنْتِصَارُ) ''مدد کرنا'' ہے اور (اِسْتَفْتَحْتُ) کا معنی (اِسْتَنْصَرْتُ) ''میں نے مدد طلب کی'' اور حدیثِ مبارک میں ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مہاجرین کی دُعا اور نماز کے وسیلے سے مدد طلب کرتے تھے اور امام نسائی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے حضرت ابو سعید رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے رِوایت کی ہے کہ رَسولِ اَکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اِس اُمت کے کمزوروں کی دُعا، نماز اور اِخلاص کے وسیلے سے اِس اُمت کی مدد فرماتا ہے، امام نسائی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے حضرت ابوالدرداء رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے رِوایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رَسولِ اَکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے کمزوروں میں تلاش کرو کیونکہ تم میں سے کمزور لوگوں کے وسیلے سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے، حضرت اِبنِ عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان سے لڑائی کرتے تھے، جب اُن کی جنگ ہوتی تو یہودیوں کو شکست ہو جاتی، پھر وہ یہ دُعا پڑھ کر دوبارہ حملہ

(۱)۔[تفسیر جامع لاحکام القرآن للقرطبی : المجلد الاول : ۲/۲۰]

کرتے، وہ دُعا یہ ہے: اے اللہ جلّ جلالہٗ ! ہم تجھ سے اُس نبی کے وسیلے سے جس کے بارے تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ تو آخری زمانے میں ہم میں مبعوث فرمائے گا، سوال کرتے ہیں کہ تو اِن کے خلاف ہماری مدد فرما، راوِی کہتے کہ وہ جب بھی جنگ کرتے تو یہ دُعاء پڑھتے، تو وہ قبیلہ غطفان کو شکست دے دیتے۔"

[۴].. علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں فرماتے ہیں:

﴿ يَسْتَنْصِرُوْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ إِذَا قَاتَلُوْهُمْ، قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِيْ نَجِدُ نَعْتَهٗ وَصِفَتَهٗ فِي التَّوْرَاةِ وَيَقُوْلُوْنَ لِاَعْدَائِهِمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ: قَدْ اَظَلَّ زَمَانُ نَبِيٍّ يُخْرَجُ بِتَصْدِيْقِ مَاقُلْنَا ﴾ (۱)

ترجمہ: "وہ جب بھی مشرکین سے لڑتے تو اُن کے خلاف اِن الفاظ کے ساتھ مدد طلب کرتے: وہ کہتے کہ اے اللہ جلّ جلالہٗ ! تو ہماری مدد فرما اُس نبی ﷺ کے وسیلے سے جو آخری زمانہ میں مبعوث ہوگا اور جس کی صفت ہم توراۃ شریف میں پاتے ہیں اور وہ یہودی اپنے دشمن مشرکین کو کہتے کہ بے شک ہم پر اُس نبی ﷺ کا زمانہ سایہ فگن ہے جو مبعوث کیا جائے گا اور وہ ہماری باتوں کی تصدیق کرے گا۔"

(۹): ﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴾ (۲)

ترجمہ: "اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو (اے حبیب ﷺ) آپ کے پاس آئیں، پس اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں اور رسول ﷺ بھی اُن کیلئے بخشش کی دُعاء کریں تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

[۱].. علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں فرماتے ہیں:

﴿ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ : اى بَالَغُوْا فِي الْاِعْتِزَارِ اِلَيْكَ بِرَدِّ قَضَائِكَ حَتّٰى

(۱)۔ [تفسیر الکشاف: ۱/۱۹۰]

(۲)۔[النساء: ۶۴]

اِنْتَصَبْتَ شَفِيْعًا لَهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَمُسْتَغْفِرًا ﴾ (1)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے قول (فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ) کا مطلب یہ ہے کہ وہ تیری بارگاہ میں تیری قضاء کو لوٹانے کیلئے عذر پیش کرنے میں مبالغہ کریں یہاں تک کہ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُن کا سفارشی اور گناہوں کی بخشش طلب کرنے والا ہو جا۔''

[۲].. علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

﴿ وَلَمْ يَقُلْ وَاسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ وَعَدَلَ عَنْهُ اِلٰى طَرِيْقِ الْاِلْتِفَاتِ، تَفْخِيْمًا لِشَأْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَعْظِيْمًا لِاسْتِغْفَارِهٖ وَتَنْبِيْهًا عَلٰى اَنَّ شَفَاعَةَ مِنْ اِسْمِ الرَّسُوْلِ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ ﴾ (2)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے (وَاسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ) نہیں فرمایا اور اِس طریقے سے اسلئے عدول فرمایا تاکہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت و شان بلند ہو اور حضور ﷺ کے استغفار کی عظمت بلند ہو اور اِس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے نام کی سفارش حضور ﷺ کے مرتبے کی وجہ سے ہے۔''

[۳].. علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ابنِ کثیر میں فرماتے ہیں:

﴿ وَقَدْ ذَكَرَ جَمَاعَةٌ مِّنْهُمُ الشَّيْخُ اَبُوْ مَنْصُوْرِ الصَّبَّاغُ فِيْ كِتَابِ الشَّامِلِ، الْحِكَايَةَ الْمَشْهُوْرَةَ عَنِ الْعُتْبِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَجَآءَ اِعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! سَمِعْتُ اللّٰهَ عزوجل يَقُوْلُ: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُوْكَ الخ: وَقَدْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا لِذَنْبِيْ مُسْتَشْفِعًا بِكَ اِلٰى رَبِّيْ عزوجل، ثُمَّ اَنْشَاَ يَقُوْلُ:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ..... فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ..... فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ثُمَّ انْصَرَفَ الْاِعْرَابِيُّ، فَغَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي النَّوْمِ فَقَالَ:

---

(۱)۔[تفسیر الکشاف: ۱/ ۵۳۹]

(۲)۔[تفسیر الکشاف: ۱/ ۵۵۹]

قُمْ یَا عَتَبِی اِلْحَقِ الْاِعْرَابِیَّ فَبَشِّرْہُ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَہٗ ﴾ (۱)

ترجمہ: "تحقیق ایک کثیر جماعت نے **امام عتبی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی مشہور حکایت کو نقل کیا، حضرت شیخ **ابو منصور صباغ** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے " **کتاب الشامل** " میں نقل کیا ہے کہ **امام عتبی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ میں **حضور** ﷺ کی قبرِ مبارک کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک **اَعرابی روضہ رسول** ﷺ پر آیا اور اُس نے کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ! میں نے **اَللّٰہ تعالیٰ** کا یہ اِرشادِ گرامی سنا ہے۔" اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو (اے حبیب ﷺ) **آپ کے پاس آئیں، پس اَللّٰہ تعالیٰ** سے بخشش طلب کریں اور **رسول** ﷺ بھی اُن کیلئے بخشش کی دعا کریں تو وہ ضرور **اَللّٰہ تعالیٰ** کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔" اِسلئے میں اپنے گناہوں کی معافی کیلئے **آپ** کو **اَللّٰہ تعالیٰ** کی بارگاہ میں سفارشی پیش کرنے آیا ہوں، اِس کے بعد اُس نے دردِ دل سے چند اَشعار پڑھے: "اے بہترین ذات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ! جہاں **آپ** دفن کئے گئے، وہ جگہ خوشبو سے معطر ہوگئی، میری جان **آپ** ﷺ کی قبرِ اَنور پر قربان، کیونکہ اُس میں پاکیزگی، سخاوت اور سراپا کرم ہے۔" اور پھر جذبہ محبت کے پھول نچھاور کر کے چلا گیا۔

اِسی واقعہ کے آخر میں مذکور ہے کہ **امام عتبی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ پر نیند کا غلبہ ہوا، پس **امام عتبی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کو خواب میں **حضور** ﷺ ملے اور فرمایا:

﴿ قُمْ یَا عَتَبِیُّ! وَالْحَقِ الْاِعْرَابِیَّ فَبَشِّرْہُ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَہٗ ﴾ (۱)

ترجمہ: "اے **عتبی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ! جا کر اُس اِعرابی سے کہہ دو کہ **اَللّٰہ تعالیٰ** نے اُس کی مغفرت کردی ہے۔"

جبکہ **تفسیر قرطبی** اور **تفسیر معارف القرآن** میں اِعرابی کا واقعہ یوں مذکور ہے:

﴿ رَوٰی اَبُوْ صَادِقٍ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمَ عَلَیْنَا اِعْرَابِیٌّ بَعْدَ مَا دَفَنَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بِثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ، فَرَمٰی بِنَفْسِہٖ عَلٰی قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَحَثَا

---

(۱)۔[تفسیر ابن کثیر : ۱/۴۷۱]

(۲)۔[تفسیر ابن کثیر : ۱/۵۲۰]

عَلٰى رَأْسِهٖ مِنْ تُرَابِهٖ ، فَقَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم ، فَسَمِعْنَا قَوْلَكَ وَوَعَيْتَ عَنِ اللّٰهِ ﷻ فَوَعَيْنَا عَنْكَ وَكَانَ فِيْمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ ﷻ عَلَيْكَ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ.. اَلْآيَة : وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَجِئْتُكَ ، تَسْتَغْفِرْلِيْ ، فَنُوْدِيَ مِنَ الْقَبْرِ اَنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ ﴾ (۱)

ترجمہ : ''ابوصادق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دفن کر دیا تو اُس کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا اور اُس نے اپنے جسم کو رسول اللہ ﷺ کی قبرِ انور پر پیش کر دیا اور حضور ﷺ کی قبرِ انور کی مٹی اُٹھا کر اپنے سر میں ڈالنے لگا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم! ہم نے آپ کی بات سنی اور قرآن میں جو کچھ نازل ہوا، اُس میں یہ بھی ہے کہ (وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ) اور بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں، آپ میرے لئے بخشش طلب کریں، پس قبرِ انور سے آواز آئی کہ تیرے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: ذرا غور کیجئے کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے آپ نہیں بخش سکتا تھا، پھر یہ کیوں فرمایا کہ اے نبی! تیرے پاس حاضر ہوں اور تو اللہ تعالیٰ سے اُن کیلئے بخشش چاہو تو یہ دولت ونعمت پائیں گے، اگر آیت (اِیَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) میں مطلق اِستعانت کا ذاتِ اِلٰہی میں حصر مقصود ہو تو کیا صرف اَنبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام اور اَولیاءِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی سے ہی اِستعانت شرک ہو گی؟ کیا یہی غیر خدا ہیں اور سب اَشخاص واَشیاء جن سے مدد لینا متعارف ہے وہ خدا نہیں؟ ایسا ہر گز نہیں تو پھر کیسی ہی اِستعانت کسی غیر خدا سے کی جائے، ہمیشہ ہر طرح شرک ہو گی، اِنسان ہوں یا جمادات، اَموات ہوں یا احیاء، ذوات ہوں یا صفات، اَفعال ہوں یا حالات، غیرِ خدا میں سب داخل ہیں تو اَب اِس آیت کا کیا جواب ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ﴾ (۲)

ترجمہ : ''اے اِیمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔''

---

(۱)۔[تفسیر جامع لاحکام القرآن للقرطبی : ۵ / ۱۷۲]....[تفسیر معارف القرآن : ۲ / ۴۶۰]

اَلْبَابُ الثَّانِیُ:
فِی الْاَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا

دوسرا باب : چالیس اَحادیث کے بارے

وَفِیْهِ خَمْسَةُ فُصُوْلٍ

اور اِس میں پانچ فصلیں ہیں

﴿ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ : فِی بَیَانِ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ مُخْتَارَةٌ عَلَی الْاِسْتِعَانَةِ بِالْعِبَادِ ﴾

﴿ پہلی فصل: اِس بارے کہ اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام بندوں کی مدد کرنے کا اِختیار رکھتے ہیں ﴾

آیئے پہلے اِس بارے چند اَحادیثِ کریمہ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث: [۱]

☆ حضور ﷺ سب کچھ عطا کرتے ہیں ☆

﴿ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ: قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَھْبٍ: عَنْ یُوْنُسَ: عَنِ ابْنِ شِھَابٍ: قَالَ قَالَ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ مُعَاوِیَةَ رضی اللہ عنہ خَطِیْبًا یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ یُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ یُعْطِیْ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا اِرادہ فرماتا ہے، اُسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ (مجھے خزانے) عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔''

منبعِ جود و سخا ہیں میرے سرکارِ اَنور
مانگنے والوں کو حاجت سے سوا دیتے ہیں

(۱)۔ [صحیح بخاری: کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ: ۱/۱۶ (رقم الحدیث للتسجیل: ۶۹)، (رقم الحدیث للبخاری: ۷۱]، [صحیح مسلم: کتاب الزکوۃ، باب النھی عن المسئلۃ: ۱/۳۳۳ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۷۲۱)، (رقم الحدیث للمسلم: ۲۳۸۹)]، [مشکوۃ المصابیح: کتاب العلم، الفصل الاول: ۳۲]

{ اَلتَّوْضِیْحُ }

[۱].. امامِ نووی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

﴿ مَعْنَاہُ: اَنَّ الْمُعْطِیَ حَقِیْقَۃً ھُوَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَسْتُ اَنَا مُعْطِیًا وَاِنَّمَا اَنَا خَازِنٌ عَلٰی مَاعِنْدِیْ، ثُمَّ اُقْسِمُ مَا اُمِرْتُ بِقِسْمَتِہٖ عَلٰی حَسْبِ مَا اُمِرْتُ بِہٖ، فَالْاُمُوْرُ کُلُّھَا بِمَشِیَّۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَتَقْدِیْرِہٖ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حدیث کا معنی یہ ہے کہ حقیقت میں اَللہ تعالیٰ ہی عطاء کرنے والا ہے، میں حقیقتاً عطا کرنے والا نہیں ہوں بلکہ میں تو صرف خازن ہوں، پھر جیسے مجھے تقسیم کا حکم دیا جاتا ہے، میں اُسے تقسیم کر دیتا ہوں، لہذا تمام اُمور اَللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر کے مطابق ہیں۔

[۲].. حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

﴿ فَالْمَالُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَالْعِبَادُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَنَا قَاسِمٌ بِاِذْنِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَالَہٗ بَیْنَ عِبَادِہٖ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یُعْطِیْ لَا مُحَالَۃَ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''پس مال بھی اَللہ تعالیٰ کا ہے اور سب بندے بھی اَللہ تعالیٰ کے ہیں اور میں اَللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کا مال اُس کے بندوں کے درمیان تقسیم کرتا ہوں، اَللہ تعالیٰ یقینی طور پر عطا فرماتا ہے۔''

[۳].. شیخ الحدیث غلام رسول رِضوی صاحب فرماتے ہیں:

''کہ اِس کی شرح میں بعض محدثین فرماتے ہیں کہ اَللہ تعالیٰ نے خزانے اور جنت سیدِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دستِ اِقتدار میں دیئے ہیں، جسے چاہیں، جتنا چاہیں، جو چاہیں اَللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے عطا فرماتے ہیں: [صحیح بخاری: ۲/ ۸۵] میں ہے: (اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ) کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں، اِسی طرح ایک اور مقام پر [صحیح بخاری: ۱/ ۴۳۹] میں ہے: (اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ) کہ میں قاسم ہوں اور اَللہ تعالیٰ کا وزیرِ خزانہ

---

(۱)۔ [شرح النووی علی المسلم: ۱/ ۳۳۳]

(۲)۔ [عمدۃ القاری شرح بخاری: ۲/ ۷۷]

ہوں اور وہ عطا کرتا ہے، [صحیح بخاری: کتاب الزکوۃ، باب التحریض علی الصدقۃ] میں ہے کہ (یَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ مَا یَشَآءُ) کہ اَللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبان پر جو چاہے جاری فرما دیتا ہے۔'' (۱)

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تمہی حاکمِ برایا، تمہی قاسمِ عطایا تمہی دافعِ بلایا، تمہی شافعِ خطایا
کنجی تمہیں دی اَپنے خزانوں کی خدا نے محبوب کیا، مالک و مختار بنایا
بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

[۴].. حضرت ملا علی قاری حنفی رَحمۃُ اللہِ عَلَیہِ فرماتے ہیں:

﴿ وَالْاَظْھَرُ اَنْ لَّا مَنْعَ مِنَ الْجَمْعِ وَاِنْ کَانَ الْمَقَامُ یَقْتَضِی الْعِلْمَ ﴾

ترجمہ: ''کہ ظاہر ترین یہ کہ اِس بات سے کوئی مانع نہیں کہ آپ ﷺ مال وعلم دونوں تقسیم کرتے ہیں اگرچہ یہ مقام صرف علم کا تقاضا کرتا ہے۔'' (۲)

[۵].. شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب فرماتے ہیں:

''کہ حقیقت میں دینے والا بھی اَللہ تعالیٰ ہے اور تقسیم کرنے والا بھی اَللہ تعالیٰ ہے اور ظاہراً اور صورۃً دینے والے بھی رسول اللہ ﷺ اور تقسیم کرنے والے بھی رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہاں ظاہر ہی مراد ہے کیونکہ تمام لوگوں کی نظر حقیقت کی طرف منتقل نہیں ہوتی اور عُرف میں بھی ظاہر کا اِعتبار کیا جاتا ہے۔'' اَب سوال یہ ہے کہ جب ظاہر کے اِعتبار سے دینے والے رسول اللہ ﷺ اور تقسیم کرنے والے بھی رسول اللہ ﷺ ہیں تو آپ ﷺ نے عطا کرنے کی نسبت اَللہ تعالیٰ کی طرف اور تقسیم کرنے کی نسبت اپنی طرف کیوں کی؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ عطا کا مرتبہ تقسیم سے بلند ہوتا ہے اِسلئے رسول اللہ ﷺ نے تواضعاً اَللہ کی طرف عطا کی نسبت کی اور تقسیم کی نسبت اَپنی طرف کی۔''

---

(۱)۔ [تفھیم البخاری شرح بخاری: ۲۵۵/۱]

(۲)۔ [مرقاۃ شرح مشکوۃ: ۲۶۷/۱]

رہا یہ مسئلہ کہ آپ ﷺ کیا چیز تقسیم کرتے ہیں؟

[٦].. **علامہ عینی** رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں طویل بحث کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ علم اور مال دونوں چیزیں اَللہ تعالیٰ دیتا ہے اور رسول اللہ ﷺ تقسیم کرتے ہیں اور لوگوں میں علم اور مال کے اعتبار سے جو کمی بیشی ہے وہ اَللہ تعالیٰ کی عطاء کی جہت سے ہے کیونکہ آپ ﷺ تو صرف تقسیم کرنے والے ہیں۔" (۱)

[٧].. اور یہ بھی بعید نہیں کہ عزت وشرف، مال ودولت اور علم وحکمت غرضیکہ ہر نعمت اَللہ تعالیٰ دیتا ہے اور رسول اللہ ﷺ تقسیم کرتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ ہر نعمت کے حصول میں واسطہ عظمیٰ ہیں: جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ اَیِ الْعِلْمُ وَالْغَنِیْمَۃُ وَلِنَحْوِھِمَا وَقِیْلَ الْبَشَارَۃُ لِلصَّالِحِ وَالنَّذَارَۃُ لِلطَّالِحِ وَیُمْکِنُ اَنْ تَکُوْنَ قِسْمَۃُ الدَّرَجَاتِ وَالدَّرَکَاتِ مُفَوَّضَۃً اِلَیْہِ ﷺ وَلَا مَنْعَ مِنَ الْجَمْعِ کَمَا یَدُلُّ عَلَیْہِ حَذْفُ الْمَفْعُوْلِ لِتَذْھَبَ اَنْفُسُھُمْ کُلَّ الْمَذْھَبِ وَیَشْرَبَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْ ذٰلِکَ الْمَشْرَبِ ﴾ (۲)

ترجمہ: "آپ ﷺ علم اور مال غنیمت اور اِس جیسی چیزیں تقسیم فرماتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ نیک لوگوں کو بشارت اور بدکاروں کو وعید کی تقسیم فرماتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بلندیوں اور پستیوں کی تقسیم بھی آپ ﷺ کے سپرد ہو اور اِن تمام معانی کے مراد لینے سے کوئی مانع بھی نہیں جیسا کہ اِس بات پر مفعول کا محذوف کرنا دلالت کرتا ہے تاکہ ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق کہہ سکے کہ اَللہ تعالیٰ ہر چیز دیتا ہے اور آپ ﷺ ہر چیز تقسیم کرتے ہیں۔"

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

(۱)۔[عمدۃ القاری شرح بخاری: ۲/۷۸]
(۲)۔[مرقات شرح مشکوۃ: ۹/۱۰۵]

تخت ہے اُن کا تاج ہے اُن کا　　دونوں جہاں میں راج ہے اُن کا
جتنا میرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز　　کونین میں کسی کو نہ ہو گا کوئی عزیز
کونین دے دیئے تیرے اِختیار میں　　اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تیری عزیز
منگتے تو ہیں منگتے کوئی شاہوں میں دکھا دو　　جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
خدا ہے اُن کا مالک وہ خدائی بھر کے مالک　　خدا ہے اُن کا مولیٰ وہ خدائی بھر کے مولیٰ

[۸].. نزہۃُ القاری شرح بخاری میں ہے:

''صحیح مسلم میں صرف قاسم کا لفظ ہے جبکہ (صحیح بخاری: کتاب الجہاد) میں تعلیقاً قاسم کے ساتھ خازن بھی ہے، اَہلِ معانی کا قاعدہ ہے کہ جس فعل کا متعلق یعنی مفعول محذوف ہو، وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے تو یہاں قاسم، خازن اور یعطی تینوں کا مفعول محذوف ہے تو اِس سے عموم پر دلالت ہوئی یعنی مطلب یہ ہوا کہ مخلوقات میں جس کسی کو اَب تک جو کچھ ملا یا آئندہ ملے گا، اُن سب کا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور تقسیم کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کے مُعْطِی ہونے میں کسی قسم کی کوئی تخصیص نہیں، اِسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاسم وخازن ہونے میں کسی قسم کی کوئی تخصیص نہیں، جس طرح مسلمانوں کا یہ اِعتقاد ہے کہ عالَم کی ہر نوع، ہر فرد خواہ فرشتے ہوں یا اِنسان یا جن یا اِن کے علاوہ، سب کو سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ملا اور ملے گا، اِسی طرح یہ اِعتقاد بھی واجب ہے کہ سب کو بلا اِستثناء جو کچھ ملا یا ملے گا، وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دینے سے ملا۔

اِسلئے جن لوگوں نے اِسے علم کے ساتھ خاص کیا ہے تو یہ درست نہیں اور حیات بھی اَز قسمِ عطا ہے تو سب کو حیات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہی ملی اور اِس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ ہر ذی حیات (جاندار) سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق سب سے پہلے ہوئی۔'' (1)

[۹].. مفتی اَحمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(1)- [نزھۃ القاری شرح بخاری: 1/425]

''کہ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین و دنیا کی ساری نعمتیں علم، اِیمان، مال اور اَولاد وغیرہ اَللہ تعالیٰ دیتا ہے اور حضور ﷺ بانٹتے ہیں، جسے جو ملا، حضور ﷺ کے ہاتھوں ملا کیونکہ یہاں نہ اَللہ تعالیٰ کے دینے میں کوئی قید ہے اور نہ حضور ﷺ کی تقسیم میں، لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ آپ ﷺ صرف علم بانٹتے ہیں ورنہ پھر لازم آئے گا کہ خدا بھی صرف علم دیتا ہے۔ (۱)

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا ‏ یوسف کو تیرا طالب دِیدار بنایا
کونین بنائے سرکار کی خاطر ‏ کونین کی خاطر تجھے سرکار بنایا
یہ اِکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا ‏ کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا
منبعِ جُود و سخا ہیں میرے سرکارِ اَنور ‏ مانگنے والوں کو حاجت سے سوا دیتے ہیں
مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں ‏ دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِن تمام حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اَللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو ہر قسم کے خزانوں کا قاسم بنایا ہے، آپ ﷺ اِن خزانوں کو اَللہ ﷻ کی عطا سے تقسیم کرتے ہیں، لہٰذا اِس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب غیر اللہ یعنی اَللہ ﷻ کے نبی ﷺ رب کے خزانوں کے قاسم ہیں تو پھر اِن خزانوں میں سے جو چاہیں اپنے غلاموں کو عطا کر کے اُن کی مدد وغیرہ کر سکتے ہیں۔

حدیث:[۲]

☆ حضور ﷺ کو تمام خزانوں کا مالک بنا دیا گیا ہے ☆

﴿حَدَّثَنِیْ اَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ: قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: قَالَ حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ﴾

(۱)۔ [مرأۃ المناجیح: ۱۸۷/۱]

ترجمہ : ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جامع ترین باتوں کے ساتھ مبعوث کیا گیا اور میری رعب کے ذریعے مدد کی گئی اور ایک روز میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں، پھر وہ میرے قبضے میں دے دی گئیں۔'' (۱)

{ اَلتَّوْضِیْحُ }

[۱].. حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ اَلْمُرَادُ مِنْهُ: مَعَادِنُ الْاَرْضِ الَّتِیْ فِیْهَا الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَسَائِرُ الْفِلِزَّاتِ ﴾ (۲)

ترجمہ : ''اِس سے مراد زمین کے وہ خزانے ہیں جن میں سونا، چاندی اور دیگر زمین کے خزانے ہوتے ہیں۔''

[۲].. حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ قَالَ ابْنُ التِّیْنِ : یَحْتَمِلُ اَنْ یُّرِیْدَ بِهٰذَا مَافَتَحَ اللّٰهُ لِاُمَّتِهٖ بَعْدَهٗ فَغَنَمُوْهُ وَاسْتَبَاحُوْا خَزَائِنَ الْمُلُوْكِ الْمُدَّخِرَةِ ، قَالَ: یَحْتَمِلُ اَنْ یُّرِیْدَ الْاَرْضَ الَّتِیْ فِیْهَا الْمَعَادِنُ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''علامہ ابنِ تین کہتے ہیں کہ اِس میں یہ اِحتمال ہے کہ اِس سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اُمت کو فتوحات عطا کیں، پس اُنہوں نے مالِ غنیمت لیا اور اُنہوں نے بادشاہوں کے ذخیرہ شدہ خزانوں کو مباح جانا اور اِبنِ تین کہتے کہ اِس میں یہ بھی احتمال ہے کہ وہ زمین مراد ہو جس میں معدنیات ہوتی ہیں۔

---

(۱)۔ [صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ (من الاول): ۱/۱۹۹ (رقم الحدیث للتسجیل: ۸۱۳)، (رقم الحدیث للمسلم: ۱۱۶۸)] ...... [صحیح بخاری: کتاب الجهاد والسیر، باب قول النبی "نصرت بالرعب: ۱/۴۱۸ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۷۵۵)، (رقم الحدیث للبخاری: ۲۹۷۷)] ...... [سنن نسائی: کتاب الجهاد، باب وجوب الجهاد: ۲/۵۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۳۰۳۷)] ...... [مشکوۃ المصابیح: باب فضائل سید المرسلین: الفصل الاول: ۵۱۲]

(۲)۔ [مرقات شرح مشکوۃ: ۱۱/۵۰]

(۳)۔ [عمدۃ القاری شرح بخاری: ۱۴/۳۲۷]

[۳].. مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کے سارے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں، خیال رہے کہ تمام زمینی اور دریائی پیداواریں زمینی خزانے ہیں، اِن کی چابیاں آپ ﷺ کو دیئے جانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کو اِن سب کا مالک بنادیا اور مالک بھی اِختیار والا کہ آپ ﷺ لوگوں کو اَپنے اِختیار سے تقسیم فرمائیں۔ (۱)

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے سرکار بنایا تمہیں مختار بنایا
بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیثِ مبارک سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو ہر قسم کے خزانوں کا اِس طرح مالک بنایا ہے کہ وہ خزانے حضور ﷺ کے قبضہ میں بھی دے دیئے گئے ہیں، آپ ﷺ اُن خزانوں کو اللہ عزوجل کی عطا سے تقسیم کرتے ہیں، اُس میں سے جسے چاہیں، جتنا چاہیں عطا کر سکتے ہیں، لہذا جب یہ ثابت ہوا کہ غیر اللہ یعنی اللہ عزوجل کے نبی ﷺ اللہ عزوجل کی عطا سے اُس کے خزانوں کے مالک ہیں تو پھر اُن خزانوں کو اپنے غلاموں پر تقسیم کر کے اُن کی مدد کرنے پر بھی قادر ہیں۔

یہ اِکرام ہے مصطفٰی پر خدا کا کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفٰی کا
منبعِ جود و سخا ہیں میرے سرکارِ انور مانگنے والوں کو حاجت سے سوا دیتے ہیں
کونین دے دیئے تیرے اِختیار میں اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تیری عزیز

حدیث: [۴]

☆ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے جو چاہو پوچھو ☆

﴿حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ: قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ: عَنِ الزُّهْرِيِّ: قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ حِیْنَ زَاغَتِ

(۱)۔ [مرأۃ المناجیح: ۱۱/۸]

الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا اُمُوْرًا عِظَامًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْاَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْاَلْ عَنْهُ، فَوَاللهِ لَا تَسْاَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَادُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا، قَالَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ: فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يَّقُوْلَ: سَلُوْنِيْ، قَالَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ: فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ اَيْنَ مَدْخَلِيْ؟ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! قَالَ: النَّارُ، فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: مَنْ اَبِيْ؟ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! قَالَ: اَبُوْكَ حُذَافَةُ، قَالَ: ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ سَلُوْنِيْ، فَبَرَكَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: رَضِيْنَا بِاللهِ عزوجل رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم رَسُوْلًا، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ وَاَنَا اُصَلِّيْ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ﴾(1)

ترجمہ :''حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورج ڈھل گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ ظہر ادا کی، پھر سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہوگئے اور قیامت کا ذکر کیا نیز قیامت سے پہلے واقع ہونے والے بڑے بڑے اُمور کا ذکر کیا، پھر فرمایا کہ جو شخص کسی بھی چیز کے بارے سوال پوچھنا چاہتا ہے تو وہ پوچھے، پس اللہ عزوجل کی قسم! تم جس چیز کے متعلق بھی سوال کروگے، میں اُس کا جواب دوں گا جب تک میں اس جگہ کھڑا ہوں، حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ زاروقطار رونے لگ پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرمارہے تھے کہ مجھ سے پوچھو، پس حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا، یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم، پھر حضرت عبدُ اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ

---

(1)۔ [صحیح بخاری: کتاب الاعتصام، باب مایکرہ من کثرۃ السوال: ۱۰۸۳/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۶۷۵۰)، (رقم الحدیث للبخاری: ۷۲۹۴)]...... [صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب توقیرہ: ۲۶۳/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۴۳۵۳)، (رقم الحدیث للمسلم: ۲۱۲۱)]

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم ! میرا باپ کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا باپ حذافہ ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ پھر بار بار فرمانے لگے کہ مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو، پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ عرض کی تو حضور ﷺ خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا کہ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ابھی ابھی جب میں نماز پڑھ رہا تھا تو اس دیوار کی طرف مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئی، پس میں نے آج کے دن کی طرح اچھا اور برا دن کوئی نہیں دیکھا۔"

بندہ مٹ جائے نہ آقا پر وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

{ اَلتَّوْضِيْحُ }

[۱]: تفہیم البخاری شرح بخاری میں ہے:

کہ سرورِ کائنات ﷺ نے غصہ کی حالت میں ایسے دو اہم فیصلے کئے جن کی مثال احاطۂ امکان سے باہر ہے، یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے، نسب کی پاکیزگی، نطفہ کی تحقیق پر مبنی ہے، اگر نطفہ ناجائز ہو تو نسب میں نزاہیت (پاکی) نہیں ہوتی، مذکورہ حدیث میں دونوں شخصوں کے جواب میں آپ ﷺ نے اُن کے حقیقی آباء کے نام بتائے جو غامض (مشکل) امر ہے، پھر اس میں [مَا فِي الْاَرْحَامْ] کے علم پر دلالت واضح ہے، اِن شخصوں کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے [سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ] میں لفظِ [مَا] سے عموم سمجھا تھا، اگر بالفرض اِس حالت میں کوئی شخص قیامت سے متعلق پوچھ لیتا تو یقیناً آپ ﷺ اُس کی تسلی فرماتے ورنہ دعوی کے عموم میں نقص آتا، معلوم ہوا کہ "جو چاہو پوچھو" جبھی فرمایا کہ آپ ﷺ کو ہر شیء کا علم تھا جو خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔

سرورِ کونین ﷺ کے اِس ارشاد [سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ] سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کو ہر

شی ءکا علم ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ وقتی طور پر آپ ﷺ کو کشف ہوا تھا، پھر جاتا رہا کیونکہ مکاشفہ کے زائل ہو جانیکا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کو نسیان ہو گیا حالانکہ یہ بات **مُسَلَّمُ الثبوت** ہے کہ سیدِ عالم ﷺ پر نسیان طاری نہیں ہوتا، علاوہ ازیں اگر ساری کائنات کا علم نبی اکرم ﷺ کیلئے ماننا شرک ہو تو وقتی طور پر یہ شرک کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ شرک کرنا چشمِ زدن (پلک جھپکنے) کے وقت میں بھی حرام ہے۔ (1)

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شیء نہیں جو تجھ پر عیاں نہیں

[۲].. اِمامِ اَہلسنّت الشاہ اِمام اَحمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْتُ: وَاَيْمُ اللهِ! لَوْ سَأَلُوا اللهَ ﷻ إِذْ ذٰلِكَ عَنْ حَقِيْقَةِ الرُّوْحِ لَأَنْبَأَهُمْ أَوْ عَنْ مَعَانِي الْمُقَطَّعَاتِ أَوْ عَنْ وَقْتِ السَّاعَةِ لَأَخْبَرَهُمْ وَلٰكِنَّ اللهَ تَعَالٰى صَرَفَهُمْ عَنْهَا وَإِنَّمَا وَقَعُوْا فِي مِثْلِ أَيْنَ أَنَا وَأَيْنَ أَبِيْ؟ وَمَنْ أَبِيْ؟ مَعَ أَنَّهُمْ قَدْ كَانُوْا يَسْأَلُوْنَ عَنِ السَّاعَةِ قَبْلَ هٰذَا وَسَأَلُوْا عَنْهَا بَعْدَ هٰذَا وَلَمْ يَخْطُرْ بِبَالِهِمْ سُؤَالُهَا فِي مَقَامِهِ هٰذَا ﴾ (2)

ترجمہ: "میں کہتا ہوں کہ اللہ ﷻ کی قسم! اگر وہ لوگ اُس وقت اللہ تعالیٰ سے حقیقتِ روح کے بارے پوچھتے تو آپ ﷺ اُنہیں ضرور خبر دیتے یا حروفِ مقطعات کے بارے پوچھتے اور قیامت کے وقت کے بارے پوچھتے تو آپ ﷺ ضرور اُنہیں خبر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو ایسے سوالات کرنے سے پھیرے رکھا اور وہ صرف اَیْنَ اَنَا ؟ [میں کہاں ہوں گا؟] اور اَیْنَ اَبِیْ؟ [میرے باپ کا ٹھکانہ کہاں ہے؟] اور مَنْ اَبِیْ ؟ [میرا باپ کون ہے؟] وغیرہ سوالات میں پڑے رہے باوجود اِس کے کہ اُن لوگوں نے قیامت کے بارے اِس سے پہلے بھی سوال کیا اور اِس کے بعد بھی سوالات کئے لیکن اُس دن اُن کے دِل میں یہ بات بالکل نہ آئی۔"

---

(۱)- [تفهيم البخاری: ۱/۲۹۷]

(۲)- [انباء الحی حاشية الدولة المكية:۲۵۶]

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شیء نہیں جو تجھ پر عیاں نہیں

[۳].. شیخ الحدیث علامہ شریف الحق امجدی فرماتے ہیں :

''کہ اِس اِرشاد کا مطلب ہے کہ تم لوگوں کا جو جی چاہے پوچھو خواہ وہ دُنیا کی بات ہو یا دین کی، میں سب بتاؤں گا، یہ وہی کہہ سکتا ہے جو دین و دنیا کے تمام علوم رکھتا ہو تو اِس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو دِین و دنیا کے جملہ علوم بھی حاصل ہیں، اِسی سے اُن لوگوں کی غلطی بھی واضح ہوگئی جو یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ صرف دِین کے جملہ علوم رکھتے ہیں جبکہ دُنیا کے علوم میں یہ حال کہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (۱)

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اِس قدر اِختیار دیا تھا کہ آپ ﷺ بار بار فرماتے تھے کہ تم میں سے جو بھی مجھ سے کوئی سوال کرے گا میں تمہیں اُس کا جواب دوں گا، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو دین و دنیا کے علوم عطا کئے، لہذا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ میرا کونسا اُمتی مشکل میں ہے تو پھر آپ ﷺ اسکی دادرسی بھی فرماتے ہیں کیونکہ اُمتی کی مدد کرنے کیلئے اُس کے تمام اَحوال جاننا ضروری ہے تو اِس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر شیء کا علم رکھتے ہیں۔

حدیث : [٤]

☆حضور ﷺ نے صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو تین ۳۰۰ بکریاں عطا کیں☆

﴿حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: غَزَا رَسُولُ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ، ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَاقْتَتَلُوا بِحُنَيْنٍ، فَنَصَرَ اللهُ دِينَهُ وَالْمُسْلِمِينَ وَأَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ

(۱)۔ [نزہۃ القاری شرح بخاری: ۱/۴۴۰]

صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ مِائَةً مِّنَ النَّعَمِ ، ثُمَّ مِائَةً ، ثُمَّ مِائَةً ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ رضی اللہ عنہ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ مُسَيَّبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ صَفْوَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ اَعْطَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَعْطَانِي وَاِنَّهُ لَاَبْغَضُ النَّاسِ اِلَيَّ، فَمَا بَرِحَ يُعْطِيْنِي حَتّٰى اَنَّهُ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ ﴾

ترجمہ : ''حضرت ابنِ شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسولِ اُکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ فتح مکہ کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ نکلے ، پس حنین میں جنگ میں حصہ لیا، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور مسلمانوں کی مدد کی اور رسولِ اُکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس دن صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو سو (۱۰۰) بکریاں عطا کیں، پھر سو، پھر سو، ابنِ شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے سعید بن میتب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ بے شک صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اِتنا عطا کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے پہلے میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخصیت تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ اَب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہیں۔'' (1)

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا ۔۔۔ دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں
کس کے جلوے کی جھلک ہے یہ اُجالا کیا ہے ۔۔۔ ہرطرف دیدۂ حیرت تکتا کیا ہے
منگتے تو ہیں منگتے کوئی شاہوں میں دکھادو ۔۔۔ جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
اُن کا کرم پھر اُن کا کرم ہے اُن کے کرم کی بات نہ پوچھو

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیثِ مبارک سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو تین سو بکریاں عطا کیں، لہذا ثابت ہوا کہ غیر اللہ یعنی اللہ عزوجل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدد کرنے پر قادر ہیں۔

---

(۱)۔[صحیح مسلم : کتاب الفضائل ، باب ما سئل رسول اللہ شیئا: ۲۵۳/۲ (رقم الحدیث للتسجیل:۴۲۷۷)، (رقم الحدیث للمسلم: ۲۰۱۲)]......[سنن ترمذی : ابواب الزکوۃ،باب ماجاء فی اعطاء المؤلفۃ قلوبھم: ۸۴/۱ (رقم الحدیث للتسجیل:۶۰۲]

حدیث : [۵]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر میں ابوطالب کو نفع دیا ☆

﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰ عَنْ سُفْيٰنَ :قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ : قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ : قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم : مَا اَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَاِنَّهُ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضِبُ لَكَ، قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم : هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ [وَ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ: لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ] (۱)

ترجمہ: "حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم ! کیا آپ نے اپنے چچا ابوطالب کو کوئی نفع پہنچایا کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر لوگوں سے ناراضگی اِختیار کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! اب وہ صرف ٹخنوں تک آگ میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوتے۔"

{اَلتَّوْضِيْحُ}

علامہ اِبنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

﴿وَاسْتَشْكَلَ قَوْلُهُ: تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ ، بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ [المدثر: ۴۸]: وَوَجْهُهُ عِنْدِيْ : اَنَّ الشَّفَاعَةَ فِي الْكُفَّارِ اِنَّمَا امْتَنَعَتْ لِوُجُوْدِ الْمُخْبِرِ الصَّادِقِ فِيْ اَنَّهُ لَا يَشْفَعُ فِيْهِمْ اَحَدٌ وَهُوَ عَامٌّ فِيْ حَقِّ كُلِّ كَافِرٍ، فَيَجُوْزُ اَنْ يُّخَصَّ مِنْهُ مَنْ ثَبَتَ الْخَبَرُ بِتَخْصِيْصِهٖ﴾ (۲)

---

(۱)۔[صحیح بخاری :کتاب المناقب، باب بنیان الکعبة ، باب قصة ابی طالب : ۵۴۸/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۳۵۹۴) ، (رقم الحدیث للبخاری: ۳۸۸۳)] ......[صحیح مسلم : کتاب الایمان ، باب شفاعة النبی لابی طالب : ۱۱۵/۱ ، رقم الحدیث للتسجیل:۳۰۸]

(۲) ۔[فتح الباری : ۵۲۵/۱۱]

ترجمہ: ''حضور ﷺ کے قول [تنفعہٗ شفاعتی] ''اِس کو میری شفاعت فائدہ دے گی'' سے قرآنِ پاک کی یہ آیتِ کریمہ [فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ] ''پس ان کو کسی سفارش کرنے والے کی سفارش فائدہ نہ دے گی'' سمجھنا مشکل ہے، اور میرے نزدیک اِس کی وجہ یہ ہے کہ بے شک کفار کے بارے شفاعت ممتنع ہے کیونکہ مخبرِ صادق ﷺ نے اِس بات کی خبر دی ہے کہ اِن کفار کے بارے کوئی شفاعت نہ کی جائے گی اور یہ حکم ہر کافر کے بارے عام ہے، لیکن یہ جائز ہے کہ اِس حکم سے اُس کافر کو خاص کرلیا جائے جس کی تخصیص حدیث سے ثابت ہو جائے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیثِ مبارک میں ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے قبر میں ابوطالب کی مدد کی، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ مدد کرنے پر قادر ہے۔

حدیث : [٦]

☆ حضور ﷺ کی وجہ سے قبر منور ہو گئی ☆

﴿ حَدَّثَنِی اَبُوالرَّبِیْعِ الزَّهْرَانِیُّ وَاَبُوْکَامِلٍ فُضَیْلُ بْنُ حُسَیْنٍ الْجَحْدَرِیُّ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ کَامِلٍ : قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَیْدٍ: عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِیِّ : عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ : اَنَّ اِمْرَاَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابًّا، فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَ عَنْهَا اَوْ عَنْهُ، فَقَالُوْا: مَاتَ، قَالَ ﷺ : اَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ، قَالَ: فَكَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا اَوْاَمْرَهٗ، فَقَالَ ﷺ : دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهٖ اَوْ قَبْرِهَا فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰی عَلَیْهَا، ثُمَّ قَالَ ﷺ :اِنَّ هٰذِهٖ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰی اَهْلِهَا وَاَنَّ اللّٰهَ یُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلٰوتِیْ عَلَیْهِمْ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رِوایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت یا ایک جوان مسجد کی صفائی کرتا تھا، ایک دن رسولِ اکرم ﷺ نے اُسے نہ پایا تو اُس کے بارے

(۱)۔[صحیح مسلم : کتاب الجنائز ، فصل فی الصلوۃ علی القبر : ۱/۳۰۹(رقم الحدیث للتسجیل:۱۵۸۸)، (رقم الحدیث للمسلم : ۹۵۵)]

پوچھا، تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ فوت ہوگئی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مجھے خبر کیوں نہ دی؟ راوی کہتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ نے اِس کو معمولی مسئلہ سمجھا تھا، پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اُس کی قبر کے بارے بتاؤ، پس اُنہوں نے حضور ﷺ کو اُس کی قبر بتائی، پس آپ ﷺ نے اُس کی قبر پر نماز ادا کی، پھر فرمایا کہ بے شک یہ قبریں قبروں والوں پر اَندھیروں سے بھری ہوتی ہیں اور بے شک میرے اِن قبروں پر نماز پڑھنے کی وجہ سے اَللہ تعالیٰ اِن کو روشن کر دیتا ہے۔

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ یعنی رَسولِ اَکرم ﷺ کی وجہ سے مومنوں کی قبر میں مدد کی جاتی ہے اور حضور ﷺ کی وجہ سے مومنوں کی قبر روشن ہوتی ہے۔

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے
جگمگا اُٹھی مری گور کی خاک تیرے قربان چمکنے والے
عاصیو! تھام لو دَامن اُن کا وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے
سنیو! اُن سے مدد مانگے جاؤ پڑے بکتے رہیں بکنے والے

حدیث : [۷]

☆حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں حضور ﷺ نے درست فرما دیں☆

﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ: قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ : قَالَ :اَخْبَرَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحِ اللّٰهُ عزوجل عَلٰى يَدَيْهِ ، يُحِبُّ اللّٰهَ عزوجل وَرَسُوْلَهُ ﷺ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ عزوجل وَرَسُوْلُهُ ﷺ ، قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا ؟ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ ﷺ : اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ؟ فَقَالُوْا هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ، قَالَ ﷺ : فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ، فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ

اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ عَیْنَیْہِ وَدَعَا لَہٗ فَبَرَأَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجْعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ”حضرت **ابو حازِم** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے **سہل بن سعد** رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ **رسولِ اَکرم** صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن اِرشاد فرمایا کہ میں کل یہ جھنڈا اُس شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھوں سے **اللہ تعالیٰ** فتح عطا فرمائے گا، وہ **اللہ** سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے **رسول** صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور **اللہ** سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے **رسول** صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص سے محبت کرتے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے وہ رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ دیکھیں جھنڈا کس کو عطا کی جاتا ہے، جب صبح ہوئی تو تمام **صحابۂ کرام** رضی اللہ عنہم **حضور** صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سب یہی اُمید رکھتے تھے کہ فتح کا جھنڈا اُسے ہی دیا جائے گا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **حضرت علی بن اَبی طالب** رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ **صحابۂ کرام** رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: **یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ! اُن کی آنکھیں دکھتی ہیں، **حضور** صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُنہیں بلاؤ، پس **حضرت علی** رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، تو **آپ** صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دَہن اُن کی آنکھوں میں لگایا اور برکت کی دُعا کی تو وہ فوراً ٹھیک ہوگئیں، گویا کہ انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی، پس **حضور** صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جھنڈا عطا کیا۔

[**اَلْاِنْتِبَاہ**]: اِس **حدیثِ مبارک** سے ثابت ہوا کہ **غیر اللہ** یعنی **رسولِ اَکرم** صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی **حضرت علی** رضی اللہ عنہ کی مدد اِس طرح کی کہ اُن کی آنکھوں کی بیماری کو لعابِ دَہن لگا کر درست فرمادیا جو اِس بات کی دلیل ہے کہ **غیر اللہ** کا مدد کرنا شرک نہیں ہے۔

کس کے جلوے کی جھلک ہے یہ اُجالا کیا ہے
ہر طرف دیدۂ حیرت تکتا کیا ہے
مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں نہ ہے نہ منگتے سے یہ کہنا کیا ہے

---

(۱)۔[صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر: ۲/۶۰۵ (رقم الحدیث للتسجیل: ۳۸۸۸)، (رقم الحدیث للبخاری: ۴۲۱۰)]...... [صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابہ، باب فضل علی بن ابی طالب: ۲/۲۷۹ (رقم الحدیث للتجسیل: ۴۴۲۳)، (رقم الحدیث للمسلم: ۶۲۲۳)]

﴿ خلاصۂ بحث ﴾

اِن تمام اَحادِیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے غیر اللہ یعنی اَللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی رَسولِ اَکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بندوں کی مدد کرنے پر قادر ہیں اور کئی مواقع پر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے غلاموں کی مدد بھی فرمائی جو اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ غیر اللہ کا مدد کرنا اَحادیث کی روشنی میں شرک نہیں اور اگر یہ شرک ہوتا تو کبھی بھی رَسولِ اَکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ایسی اَحادیث نہ بیان فرماتے کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تو قاطعِ شرک (شرک کو مٹانے والے) تھے، لہٰذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جس کا نام محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم یا علی ہو تو وہ کسی کی مدد کرنے پر قادر نہیں ہے، یہ محض جھوٹ ہے اور دِینِ اِسلام کی صحیح تعلیمات کے منافی ہے۔
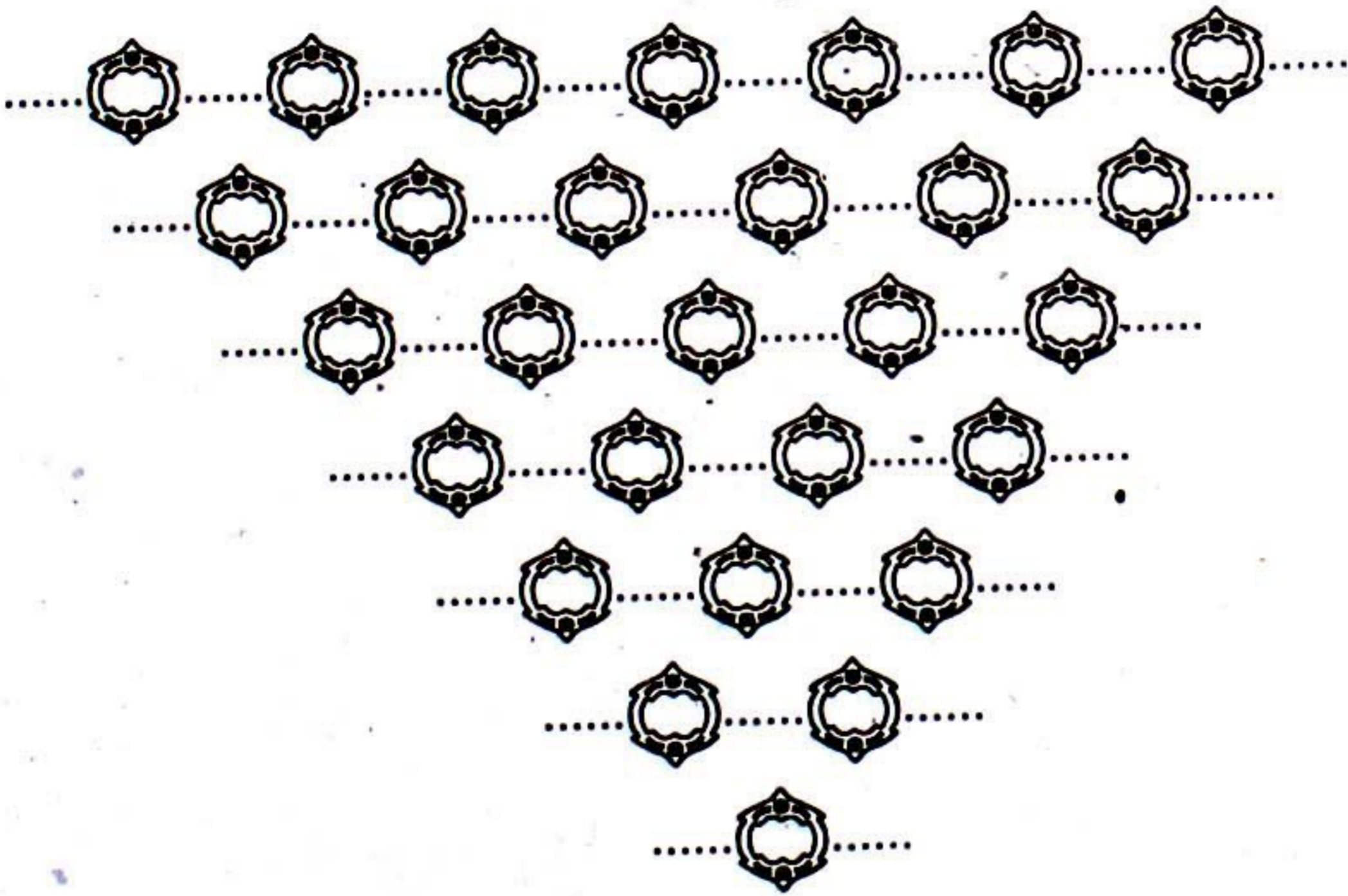
﴿اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ: فِیْ بَیَانِ اَنَّ الْاَوْلِیَآءَ مُخْتَارَۃٌ عَلَی الْاِسْتِمْدَادِ بِالْعِبَادِ﴾

﴿دوسری فصل : اِس بارے ہے کہ اَللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ولی بندوں کی مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں﴾

اَللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں اور نیک بندوں کو یہ طاقت وقدرت عطا فرمائی ہے کہ بندوں کو نفع پہنچا سکتے ہیں، اُن کی مشکلیں دور کر سکتے ہیں:

آیئے اِس بارے چند اَحادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ اَللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ولی بندوں کی مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں ☆

مشہور حدیثِ قدسی کے مطابق بندہ فرائض کی اَدائیگی اور نوافل پر ہمیشگی کے ذریعے ایسے مقامِ قرب پر فائز ہو جاتا ہے کہ وہ اَللہ تعالیٰ کی قوتوں اور قدرتوں کا مظہر بن جاتا ہے، پھر اَللہ تعالیٰ کی رضا و ناراضگی اُس سے وابستہ ہو جاتی ہے، اس مقامِ قرب میں بندۂ مومن کے مشاہدات اور تصرفات میں جو غیر معمولی اِضافہ ہوتا ہے، اس کا فیض بعد اَز وِصال بھی جاری وساری رہتا ہے، اَولیاء اللہ جو اِس مقامِ رفیع پر فائز ہوں، اُن سے دعائیں کروانا، اُن سے اِستعانت و اِستغاثہ گویا اَللہ ربُّ العزت سے اِستعانت ہوتی ہے۔

حدیث: [۸]

﴿حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ: قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: قَالَ حَدَّثَنَا شَرِیْكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ: عَنْ عَطَاءٍ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ: مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهُ ﴾ (1)

ترجمہ : ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو میں اُس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں، پس میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسے ضرور بالضرور عطاء کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور بالضرور اُسے پناہ دیتا ہوں۔“

{ اَلتَّوْضِیْحُ }

[۱].. امام ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اور دیگر ائمہ حدیث سے مروی حدیث مبارکہ میں یہ کلمات بھی منقول ہیں:

﴿ وَلِسَانَهُ الَّذِیْ یَتَكَلَّمُ بِهٖ وَفُؤَادَهُ الَّذِیْ یَعْقِلُ بِهٖ ﴾ (2)

ترجمہ : ”اور اُس کی زبان بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ کلام کرتا ہے اور اُس کا دل بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ فہم و شعور حاصل کرتا ہے۔“

---

(۱)۔ [صحیح بخاری :کتاب الرقاق ، باب التواضع:۹۶۳/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۶۰۲۱)، (رقم الحدیث للبخاری: ۶۵۰۲)]......[مشکوۃ المصابیح :کتاب الدعوات ، باب ذکر اللہ والتقرب الیہ ، الفصل الاول: ۱۹۷]

(۲)۔ [فتح الباری شرح بخاری : ۴۱۸/۱۱]

[۲].. حضرت ملا علی قاری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

﴿ قِيْلَ: كُنْتُ لَهُ فِي النُّصْرَةِ كَسَمْعِهٖ وَبَصَرِهٖ وَيَدِهٖ وَرِجْلِهٖ فِي الْمُعَاوَنَةِ عَلٰى عَدُوِّهٖ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''کہا گیا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں اُس کے دشمن کے مقابلے میں مدد کرنے کے معاملے میں اُس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں۔''

[۳].. حضرت ملا علی قاری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

﴿ وَقِيْلَ: مَعْنَاهُ: كُنْتُ اَسْرَعَ اِلٰى قَضَاءِ حَوَائِجِهٖ مِنْ سَمْعِهٖ فِي الْاِسْتِمَاعِ وَبَصَرِهٖ فِي النَّظْرِ وَيَدِهٖ فِي اللَّمْسِ وَرِجْلِهٖ فِي الْمَشْيِ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اور کہا گیا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں اُس کے کانوں کے سننے، اُس کی آنکھوں کے دیکھنے، اُس کے ہاتھوں کے چھونے اور اُس کے پاؤں کے چلنے کے معاملے میں اُس کی حاجتوں کو جلدی پورا کرتا ہوں۔''

[۴].. امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

﴿ فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَّهٗ سَمِعَ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَصِيْرًا لَّهٗ رَاٰى الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ يَدًا لَّهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيْدِ وَالْقَرِيْبِ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''پس جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اُس ولی کے کان ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آواز کو سنتا ہے اور جب یہی نور اُس کی آنکھ ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور جب یہی نورِ جلال اُس کا ہاتھ بن جاتا ہے تو یہ بندہ مشکل اور آسان، دور اور قریب کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوتا ہے۔''

---

(۱)۔ [عمدۃ القاری شرح بخاری: ۱۳۸/۲۲]

(۲)۔ [مرقات شرح مشکوۃ: ۵۵/۵]

(۳)۔ [تفسیر کبیر زیر آیت ام حسبت ان اصحاب کہف: المجلد الحادی عشر: ۹۱/۲۱]

[۵]... پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب فرماتے ہیں:

''کہ اِس حدیثِ قدسی سے یہ اَمر واضح ہوا کہ نوافل و مستحبات کی کثرت سے بندہ مقامِ محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے، وہ اَللہ تعالیٰ کے اَنوار و تجلیات اور فیوض و برکات سے منوّر ہو جاتا ہے اور وہی اَنوار اُس بندۂ محبوب کے حواس و اَعضاء بن جاتے ہیں، اِسلئے بندۂ محبوب کا دیکھنا، سننا، چلنا، پکڑنا، بولنا اور سوچنا عام لوگوں سے مختلف ہو جاتا ہے، چونکہ یہ اَنوار و برکات مقام محبوبیت کا ثمر اور نتیجہ ہیں اور بندۂ محبوب بعد اَز وِصال بھی محبوب و مقرب رہتا ہے، اِسلئے اپنے وِصال کے بعد اُس کے علوم و معارف، شعور و اِدراکات، اِحساسات اور تدبیر و تصرف کی طاقتیں اور قوتیں عام اَہلِ اِیمان سے قوی تر اور مؤثر ترین ہوتی ہیں، جب اِن کی اَرواحِ مقدسہ سے توسل اور اِستمداد و اِستعانت کی جاتی ہے تو وہ بندۂ محبوب اپنے چاہنے والوں کی مدد کرتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیثِ قدسی کا ائمہ محدثین کے نزدیک معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ عبادت و ریاضت، فرائض کی پابندی اور نوافل کی کثرت و فراوانی سے بندۂ مومن اپنی جسمانی کثافت اور نفسانی ظلمات سے خلاصی حاصل کر لیتا ہے، جب اُسے علم و عمل اور تقوی کا نور حاصل ہو جاتا ہے اور اُس کی روحانیت پوری طرح نکھر جاتی ہے تو وہ پیکرِ نور بن جاتا ہے، پھر وہ زندگی میں بھی اور بعد اَز وِصال بھی بعطائے اِلٰہی اپنے متوسلین کی مدد و اِعانت کرنے پر قادِر ہو جاتا ہے۔'' (۱)

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیثِ قدسی سے معلوم ہوا کہ اَللہ تعالیٰ کے ولی بھی بندوں کی مدد کرنے پر قادِر ہیں کیونکہ اَللہ تعالیٰ کے ولی اَللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اُس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ اُن کے اَعضاء بھی قدرتِ اِلٰہی کے مظہر ہوتے ہیں اور اُن میں طاقتیں اور قدرتیں عام مومنوں سے بڑھ کر ہوتی ہیں، اِسلئے اَگر اَللہ تعالیٰ کے بندے اُن سے مدد مانگیں تو یہ اُن بندوں کی مدد کرنے پر قادِر ہوتے ہیں۔

مظہرِ اَوصافِ حق ہیں اَولیاء
اِن کی اِمداد اِمدادِ خدا ہے

(۱)۔[عقیدۂ توحید (حصہ دوم): ۵۲۱]

حدیث :[۹]

☆ اللہ کے ولی اور نیک مؤمن مددگار ہیں ☆

﴿ حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ عَبَّاسٍ : قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ : عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ : اَنَّ عَمْرَوبْنَ عَاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ: اِنَّ اٰلَ اَبِیْ لَيْسُوْا بِاَوْلِيَائِیْ اِنَّمَا وَلِيِّیَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾(۱)

ترجمہ : ”حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح طور یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سنو! بے شک الِ ابی یعنی فلاں قبیلے والے میرے ولی نہیں ہیں، بے شک میرا ولی تو اللہ تعالیٰ اور نیک مؤمن ہیں۔“

{اَلتَّوْضِيْحُ}

علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ قَالَ النَّوَوِیُّ رحمۃ اللہ علیہ: مَعْنَى الْحَدِيْثِ اَنَّ وَلِيِّیَ مَنْ كَانَ صَالِحًا وَاِنْ بَعُدَ مِنِّیْ نَسَبُهُ وَلَيْسَ وَلِيِّیْ مَنْ كَانَ غَيْرَ صَالِحٍ وَاِنْ كَانَ قَرُبَ مِنِّیْ نَسَبُهُ : (وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ) عَلٰی اَقْوَالٍ : اَحَدُهَا : اَلْاَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَام ،اَخْرَجَهُ الطَّبَرِیُّ وَابْنُ اَبِی حَاتِمٍ عَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ : اَلثَّانِیْ: اَلصَّحَابَةُ رضی اللہ عنہم: اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ السُّدِّیِّ وَنَحْوِهِ فِیْ تَفْسِيْرِ الْكَلْبِیِّ ، قَالَ : هُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ رضی اللہ عنہم وَاَشْبَاهُهُمْ مِمَّنْ لَيْسَ بِمُنَافِقٍ : اَلثَّالِثُ : خِيَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ : اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ الضَّحَاكِ رضی اللہ عنہ :اَلرَّابِعُ : اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہم :اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِیْ

---

(۱)۔ [صحیح مسلم :کتاب الایمان (من الآخر) ، باب اثبات الشفاعة ، باب ادنی اهل الجنة: ۱/۱۱۵ (رقم الحدیث للتسجیل: ۳۱۶)].....[صحیح بخاری: کتاب الادب ، باب تَبُلُّ رَحِمٌ بِبلالها: ۲/۸۸۶ (رقم الحدیث للتسجیل: ۵۵۳۱) ، (رقم الحدیث للبخاری : ۵۹۹۰)]

حَاتِمٍ مِنَ الْحَسَنِ الْبَصَرِیِّ رضی اللہ عنہ: اَلْخَامِسُ : اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہما: اَخْرَجَهُ الطَّبْرِیُّ : اَلسَّادِسُ : اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ خَاصَّةً، ذَكَرَهُ الْقُرْطَبِیُّ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ شَرِيْكٍ رضی اللہ عنہ : اَلسَّابِعُ : عُمَرُ رضی اللہ عنہ خَاصَّةً ، اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِی حَاتِمٍ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ رضی اللہ عنہ : اَلثَّامِنُ : عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ خَاصَّةً : اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِی حَاتِمٍ بِسَنَدٍ مُنْقَطِعٍ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ نَفْسِهٖ مَرْفُوْعًا ﴾ (۱)

ترجمہ: "امام نووی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ **حدیث کا معنی** یہ ہے کہ میرا ولی ہر وہ شخص ہے جو صالح ہے اگر چہ وہ نسب کے لحاظ سے مجھ سے دُور ہے اور جو صالح نہیں ہے وہ میرا ولی نہیں ہے اگر چہ وہ نسب کے لحاظ سے میرا قریبی ہے اور صالح مومنین کے بارے کئی اَقوال ہیں: **پہلا قول** یہ ہے کہ اِس سے **انبیاءِ کرام** عَلَيْهِمُ السَّلام مراد ہیں، اِس قول کو **امام طبری** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اور **ابنِ اَبی حاتم** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے حضرت **قتادہ** رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، **دوسرا قول** یہ ہے کہ اِس سے مراد **صحابۂ کرام** رضی اللہ عنہ ہیں، اِس قول کو **ابنِ اَبی حاتم** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے **سدی** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه وغیرہ سے **تفسیر کلبی** میں ذکر کیا ہے اور یہ فرمایا کہ **صحابۂ کرام** رضی اللہ عنہ سے مراد حضرت **ابوبکر صدیق**، حضرت **عمر فاروق**، حضرت **عثمان غنی**، حضرت **علی** رضی اللہ عنہ اور وہ **صحابۂ کرام** ہیں جو منافق نہیں ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اِس سے مراد **بہتر مومنین** ہیں، اِس قول کو **ابنِ اَبی حاتم** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے **ضحاک** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے نقل کیا ہے، **چوتھا قول** یہ ہے کہ اِس سے مراد حضرت **ابوبکر صدیق**، حضرت **عمر فاروق** اور حضرت **عثمان غنی** رضی اللہ عنہ ہیں، اِس قول کو **ابنِ اَبی حاتم** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے حضرت **حسن بصری** رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

پانچواں قول یہ ہے کہ اِس سے مراد حضرت **ابوبکر** رضی اللہ عنہ اور حضرت **عمر فاروق** رضی اللہ عنہ ہیں اِس قول کو **امام طبری** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے نقل کیا ہے، **چھٹا قول** یہ ہے کہ اِس سے مراد صرف حضرت **ابوبکر صدیق** رضی اللہ عنہ ہیں، اِس قول کو **امام قرطبی** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے حضرت مسیّب بن شریک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، **ساتواں قول** یہ ہے کہ اِس سے مراد صرف حضرت

---

(۱) ۔[فتح الباری شرح بخاری : ۱۰/ ۵۱۷]

عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، اِس قول کو اِبنِ اَبی حاتم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے سندِ صحیح کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، آٹھواں قول یہ ہے کہ اِس سے مراد صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، اِس قول کو اِبن اَبی حاتم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے سندِ منقطع کے ساتھ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ اَللہ تعالیٰ کے ولی اور نیک مومن بھی دوسروں کی مدد کرنے پر قادر ہیں۔

حدیث : [۱۰]

☆ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا مشکل کُشا ہے ☆

﴿ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ: عَنْ عُقَیْلٍ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: اَنَّ سَالِمًا اَخْبَرَهُ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ رضی اللہ عنہ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اَلْمُسْلِمُ اَخُوا الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهُ وَلَا یُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ كَانَ اللّٰهُ عزوجل فِیْ حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عزوجل عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ﴾ (۱)

ترجمہ : " حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رِوایت کی ہے کہ رسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اُس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اُسے بے سہارا چھوڑتا ہے، پس جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پورا کرنے میں مصروف رہتا ہے تو اَللہ تعالیٰ بھی اُس کی ضرورت پورا کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے اور جو کسی مسلمان کی

---

(۱)۔ [صحیح بخاری: ابواب المظالم والمناقب ، باب لایظلم المسلمُ المسلمَ : ۱/ ۳۳۰(رقم الحدیث للتسجیل: ۲۲۶۲) ، (رقم الحدیث للبخاری : ۲۴۴۲)]...... [صحیح مسلم : کتاب البر ، باب تحریم الظلم ۲/ ۳۲۰(رقم الحدیث للتسجیل ۴۶۷۷) ، (رقم الحدیث للمسلم : ۶۵۴۱)]...... [سنن ترمذی : کتاب الحدود ، باب ماجاء فی الستر علی المسلم: ۱/ ۱۷۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۳۴۶]...... [سنن ابو داؤد : کتاب الادب ، باب المؤاخات: ۲/ ۳۲۲(رقم الحدیث للتسجیل: ۴۲۴۸)]...... [مشکوۃ المصابیح : کتاب الادب ، باب الشفقة والرحمة ، الفصل الاول: ۴۲۲]

ایک تکلیف دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور فرما دیتا ہے۔"

{ اَلتَّوْضِیْحُ }

[۱].. اِمام نوَوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

﴿ فِیْ ھٰذَا فَضْلُ اِعَانَۃِ الْمُسْلِمِ وَتَفْرِیْجِ الْکُرْبِ عَنْہُ وَغَیْرِہٖ ﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ:" کہ اِس حدیث مبارک میں مسلمانوں کی مدد کرنے اور اُن سے تکلیف وغیرہ دور کرنے کی فضیلت ہے۔"

[۲].. علامہ اِبنِ حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

﴿ قَوْلُہٗ: لَا یُسْلِمُہٗ : اَیْ لَا یَتْرُکُہٗ بَلْ یَنْصُرُہٗ وَیَدْفَعُ عَنْہُ وَفِی الْحَدِیْثِ حَضٌّ عَلَی التَّعَاوُنِ وَحُسْنِ الْمُعَاشَرَۃِ وَالْاُلْفَۃِ ﴾ ⁽²⁾

ترجمہ:"حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قول [لَا یُسْلِمُہٗ] کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو تنہا نہیں چھوڑتا بلکہ اُس کی مدد کرتا ہے اور اُس سے تکلیف دور کرتا ہے اور اِس حدیثِ مبارک میں رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک دوسرے کی مدد کرنے اور رہن سہن میں اچھے برتاؤ اور محبت کرنے پر اُبھارا ہے۔"

[۳].. حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

﴿ وَفِی الْحَدِیْثِ حَضٌّ عَلَی التَّعَاوُنِ وَحُسْنِ الْمُعَاشَرَۃِ وَالْاُلْفَۃِ وَالسَّتْرِ عَلَی الْمُؤْمِنِ ﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: "اور اِس حدیثِ مبارک میں رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک دوسرے کی مدد کرنے اور رہن سہن میں اچھے برتاؤ، محبت کرنے اور مسلمان کی پردہ پوشی کرنے پر اُبھارا ہے۔"

---

(۱)۔ [شرح نووی للمسلم: ۲/۳۲۰]

(۲)۔ [فتح الباری شرح بخاری: ۵/۱۲۱، ۱۲۲]

(۳)۔ [عمدۃ القاری شرح بخاری: ۱۲/۴۰۶]

[۴].. حضرت ملا علی قاری رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ فرماتے ہیں:

﴿ فِیْهِ تَنْبِیْهُ نَبِیِّهٖ عَلٰی فَضِیْلَةِ عَوْنِ الْاَخِ عَلٰی اُمُوْرِهٖ ﴾ (۱)

ترجمہ : "اِس حدیثِ مبارک میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اُمور میں بندوں کی مدد کرنے کی فضیلت پر تنبیہ کی ہے۔

[۵].. نزہۃ القاری شرح بخاری میں ہے:

"کہ مسلمان کی مدد، مدد کرنے والے کے حال کے اِعتبار سے کبھی فرض ہوتی ہے، کبھی واجب اور کبھی مستحب۔ (۲)

[۶].. حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ فرماتے ہیں:

"سبحان اللہ! کیسا پیارا وعدہ ہے کہ مسلمان بھائی کی تم مدد کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا، مسلمان کی حاجت رَوائی تم کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حاجت رَوائی کرے گا، معلوم ہوا کہ بندہ بندہ کی حاجت رَوائی کر سکتا ہے، یہ شرک نہیں، بندہ بندہ کا حاجت روا، مشکل کشا ہے۔" (۳)

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیثِ مبارک سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ یعنی ایک مسلمان بھی دوسرے مسلمان کا مشکل کشا ہے لیکن یہ حقیقتاً نہیں بلکہ مجازاً اور عطاءً ہے۔

حدیث : [۱۱]

☆مومن بندہ ناصر و مددگار☆

﴿ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی التَّمِیْمِیُّ وَاَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِیُّ وَاللَّفْظُ لِیَحْیٰی : قَالَ یَحْیٰی: اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ: اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ : عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ :عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :

---

(۱)۔ [مرقات شرح مشکوۃ: ۲۱۶/۹]

(۲)۔ [نزہۃ القاری شرح بخاری : ۲۶۵/۳]

(۳)۔ [مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۵۵۱/۶]

﴿ وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَاکَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ ﴾ (۱)

ترجمہ : ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس وقت تک بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا رہے۔“

{ اَلتَّوْضِیْحُ }

[۱].. **امام نووی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ فِیْهِ فَضْلُ قَضَاءِ حَوَائِجِ الْمُسْلِمِیْنَ وَنَفْعِهِمْ بِمَا تَیَسَّرَ مِنْ عِلْمٍ اَوْ مَالٍ اَوْ مُعَاوَنَةٍ اَوْ اِشَارَةٍ بِمَصْلِحَةٍ اَوْ نَصِیْحَةٍ وَغَیْرِ ذٰلِكَ ﴾ (۲)

ترجمہ : ”امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں مسلمانوں کی حاجتوں کو پورا کرنے اور اُن کو اپنی طاقت کے مطابق نفع پہنچانے کی فضیلت کا بیان ہے، وہ نفع علم کے ذریعے ہو یا مال کے ذریعے یا کسی قسم کی مدد کے ذریعے یا کسی مصلحت یا نصیحت کی طرف اشارہ کرنے کے ذریعے ہو۔

[۲].. حضرت **ملا علی قاری** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ وَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی فَضِیْلَةِ عَوْنِ الْاَخِ عَلٰی اُمُوْرِهٖ ﴾ (۳)

[۳].. حضرت علامہ مفتی **احمد یار خان نعیمی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

(۱)۔[صحیح مسلم : کتاب الذکر ، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن : ۳۴۵/۲ (رقم الحدیث للتسجیل:۲۸۶۷] ...... [سنن ترمذی : کتاب الحدود ، باب ماجاء فی الستر : ۱۷۱/۱ (رقم الحدیث للتسجیل:۱۳۴۵] ...... [سنن ابوداؤد کتاب الادب ، باب فی المعونة للمسلم : ۳۲۸/۲ (رقم الحدیث للتسجیل:۴۲۹۵] ...... [سنن ابن ماجه : کتاب المقدمه ، باب فضل العلماء: ۲۰ (رقم الحدیث للتسجیل:۲۲۱] ...... [مشکوٰة المصابیح : کتاب العلم ، الفصل الاول: ۳۳]

(۲)۔[شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۴۵/۲]

(۳)۔[... شرح مشکوٰة : ۲۷۰/۱]

''یہ الفاظ بہت جامع ہیں جس میں دین و دنیا کی ساری امدادیں شامل ہیں، امداد بدن سے
یاعلم یا مال وغیرہ سے۔'' (1)

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ یعنی بندۂ مومن دوسرے مومن کی مدد
کرنے پر قادِر ہے اور ایسا کرنے کی حدیث میں فضیلت بھی بیان کی کہ جو بندہ اپنے مسلمان
بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اُس بندے کی مدد کرتا ہے۔

(1)۔[مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۱۸۹/۱]
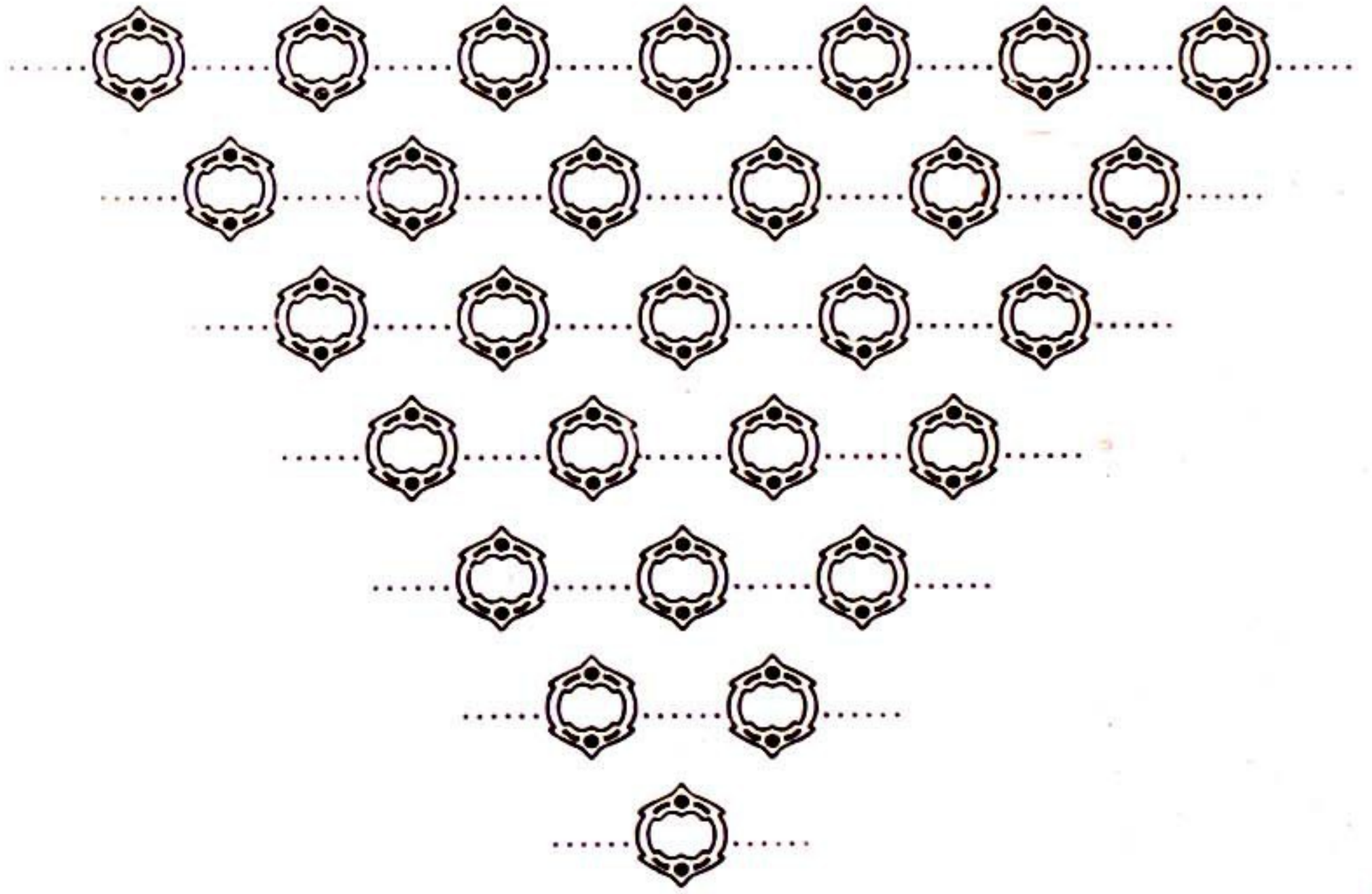
اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ: فِیْ نَظْرِیَۃِ الصَّحَابَۃِ لِلْاِسْتِمْدَادِ

تیسری فصل: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ اِستمداد کے بارے

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِستغاثہ کرنا

اَحادیثِ مبارکہ میں جگہ جگہ مذکور ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اِستغاثہ واِستمداد کرتے تھے، اَپنے اَحوالِ فقر، مرض، مصیبت، حاجت، قرض اور عجز وغیرہ کو بیان کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اپنی پریشانیوں کا مُداوا اور مسائلِ حیات کا اِزالہ کرتے تھے، پس نبیٔ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یہ نہیں فرمایا کہ تم نے شرک کیا اور کفر کیا کیونکہ مجھ سے مانگنا اور دُعا کرانا جائز نہیں بلکہ تم لوگ جاؤ اور خود اَللہ تعالیٰ سے مانگو کیونکہ اَللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تمہارے قریب ہے، نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کی درخواست پر کھڑے ہو جاتے اور رب تعالیٰ سے مانگنا شروع کر دیتے۔ اِسلئے کہ اِس عمل میں اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ نفع ونقصان میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک واسطہ اور سبب ہیں جبکہ حقیقی فاعل تو صرف اَللہ جل جلالہ ہی کی ذات ہے، تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مدد طلب کرنا اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ اَللہ جل جلالہ کی عطا سے غیر اللہ یعنی اَنبیاءِ کرام کو مددگار سمجھنا شرک نہیں بلکہ یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کا اِجماعی عقیدہ ہے۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
اُن کا کرم پھر اُن کا کرم ہے اُن کے کرم کی بات نہ پوچھو

حدیث :[۱۲]

☆ صحابۂ کرام وتابعینِ عظام رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے فتح ☆

﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ : عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ : عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: يَاْتِيْ زَمَانٌ يَغْزُوْ فِيْهِ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم ، فَيُقَالُ: نَعَمْ ! فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ،ثُمَّ يَاْتِيْ زَمَانٌ، فَيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ ! فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَاْتِيْ زَمَانٌ ، فَيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ فَيُقَالُ : نَعَمْ ! فَيُفْتَحُ ﴾ (۱)

ترجمہ : ”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اِس میں لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی ،پس وہ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی صحابیِ رسول ہے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ ہاں! تو اُنہیں اِس صحابی کی وجہ سے فتح دے دی جائے گی ، پھر ایک زمانہ آئے گا ، پس وہ پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی تابعی رسول ہے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ ہاں ! تو اُنہیں اُس تابعی رسول کی وجہ سے فتح دے دی جائے گی ، پھر ایک زمانہ آئے گا ، پس وہ پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی تبع تابعی رسول ہے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ ہاں ! تو اُنہیں اُس تبع تابعی رسول کی وجہ سے فتح دے دی جائے گی۔“

{ اَلتَّوْضِيْحُ }

[۱].. حضرت ملا علی قاری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

﴿ مُطَابَقَتُهُ لِلتَّرْجُمَةِ مِنْ حَيْثُ اَنَّ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَنْ صَحِبَ

(۱)۔[صحیح بخاری: کتاب الجهاد،باب من استعان بالضعفاء والصالحين : ۴۰۶/۱(رقم الحديث للتسجيل: ۲۶۸۲) ، (رقم الحديث للبخاری:۲۸۹۷)]......[صحيح مسلم : كتاب فضائل الصحابة:باب ثم الذين يلونهم : ۳۰۸/۲(رقم الحديث للتسجيل:۴۵۹۷) ، (رقم الحديث للمسلم :۲۴۶۷)]

صَاحِبَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ، هُمْ ثَلَاثَةٌ : اَلصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ وَاَتْبَاعُ التَّابِعِيْنَ رضی اللہ عنہ حَصَلَتْ بِهِمُ النُّصْرَةُ لِكَوْنِهِمْ ضُعَفَاءَ فِيْمَا يَتَعَلَّقُ بِاَمْرِ الدُّنْيَا اَقْوِيَاءَ فِيْمَا يَتَعَلَّقُ بِاَمْرِ الْاٰخِرَةِ ﴾ (۱)

ترجمہ: "اِس حدیث کی عنوان سے مطابقت اِس طرح ہے کہ حضور ﷺ کی صحبت میں رہنے والے اور حضور ﷺ کے صحابی کی صحبت میں رہنے اور حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہ کے دوستوں کی صحبت میں رہنے والے تین گروہ ہیں، صحابۂ کرام، تابعینِ عظام اور تبع تابعین رضی اللہ عنہ اِن کی وجہ سے مدد کی جاتی ہے اِسلئے کہ یہ لوگ دنیا کے معاملے میں کمزور لوگ ہیں اور آخرت کے معاملے میں مضبوط لوگ ہیں۔"

[۲].. علامہ اِبنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ: هُوَ كَقَوْلِهِ فِي الْحَدِيْثِ الْاٰخِرِ: خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ .... لِاَنَّهُ يُنْفَعُ لِلصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہ لِفَضْلِهِمْ ، ثُمَّ لِلتَّابِعِيْنَ رضی اللہ عنہ لِفَضْلِهِمْ ثُمَّ لِتَابِعِيْهِمْ رضی اللہ عنہ لِفَضْلِهِمْ ﴾ (۲)

ترجمہ: "حضرت ابن بطال فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضور ﷺ کی دوسری حدیث کی طرح ہے (جس میں آپ ﷺ نے فرمایا) تم میں سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا زمانہ اور پھر تابعین رضی اللہ عنہ کا زمانہ، اسلئے کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی وجہ سے نفع دیا جاتا ہے۔"

[۳].. شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رِضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کہ ایک زمانہ آئے گا کہ مسلمان کافروں سے جنگ لڑیں گے تو اُن کو صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہ کی برکت اور اِن کے وسیلے سے فتح حاصل ہوگی کیونکہ یہ حضرات دُنیاوی اُمور میں ضعیف اور کمزور ہیں اور اُمورِ آخرت میں قوی تر ہیں۔" (۳)

---

(۱)۔[عمدۃ القاری شرح بخاری: ۲۵۲/۱۴]

(۲)۔[فتح الباری شرح بخاری: ۱۰۹/۶]

(۳)۔[تفہیم البخاری: ۴۴۸/۴]

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ یعنی صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے جنگوں میں مسلمانوں کی مدد کی جاتی ہے، لہٰذا اگر غیر اللہ کی مدد شرک ہوتی تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی ایسا نہ فرماتے جیسا کہ اِس حدیثِ پاک میں فرمایا گیا۔

حدیث :[۱۳]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا کہ مجھ سے مانگو اور صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی ☆

﴿ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰى اَبُوْصَالِحٍ : قَالَ :حَدَّثَنَا هِقْلُ بْنُ زِيَادٍ : قَالَ سَمِعْتُ الْاَوْزَاعِيَّ: قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ : قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلْمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيُّ رضی اللہ عنہ قَالَ :كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاٰتِيْهِ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ ، فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم لِيْ: سَلْ ، فَقُلْتُ: اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ ، فَقَالَ: اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ ، قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ ، قَالَ: فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ﴾ (۱)

ترجمہ : " حضرت ربیعہ بن کعب اَسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، پس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قضائے حاجت اور وضوء کرنے کیلئے پانی لے کر آیا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانگ! پس میں نے کہا کہ میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس چاہتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، کیا اِس کے علاوہ بھی (کچھ چاہیے) تو میں نے عرض کیا کہ صرف یہی چاہیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کثرتِ سجود سے اپنے نفس کے خلاف میری مدد کر یعنی اپنے مطلب کے حصول کیلئے سجدوں کی کثرت کر۔"

---

(۱) ۔ [صحیح مسلم :کتاب الصلوٰۃ ، باب فضل السجود: ۱/۱۹۳ (رقم الحدیث للتسجیل: ۷۵۴)، (رقم الحدیث للمسلم:۱۰۹۴)]......[سنن نسائی:کتاب الافتتاح ، باب فضل السجود: ۱/۱۷۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۱۲۶)]......[سنن ابی داؤد:کتاب الصلوٰۃ ، باب وقت قیام النبی من اللیل : ۱/۱۹۴ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۱۲۵)]......[مشکوۃ المصابیح:کتاب الصلوٰۃ، باب السجود وفضلہ ،الفصل الاول : ۸۴]

{ اَلتَّوْضِیْحُ }

[۱].. حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

''ایک شب شانِ کریمی کی جلوہ گری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آ گیا، مجھے اِنعام دینے کا اِرادہ فرمایا، اِس جگہ مرقات اور لمعات وغیرہ میں ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ نہ فرمایا کہ یہ چیز مانگو، معلوم ہوا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باذنِ اِلٰہی اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے مالک ہیں، دِین و دُنیا کی جو نعمت جسے چاہیں دیں بلکہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَحکامِ شرعیہ کے بھی مالک ہیں جس پر جو اَحکام چاہیں نافذ کر دیں جیسے حضرت خزیمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی گواہی دو گواہوں کی مثل قرار دی [بخاری]، اُمّ عطیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو ایک مرتبہ نوحہ کی اِجازت دی [مسلم]، اللہ تعالیٰ نے جنت کی زمین کا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مالک کیا ہے، جسے چاہیں دیں۔'' (۱)

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحاء تیرا نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

یہ اِکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے محبوب کیا ، مالک و مختار بنایا

بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

جتنا میرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز کونین میں کسی کو نہ ہو گا کوئی عزیز

[۲].. مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ مزید ایک جگہ فرماتے ہیں:

''خیال رہے کہ اِس جگہ حضرت ربیعہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے حسب ذیل چیزیں مانگی: زندگی میں اِیمان پر اِستقامت، نیکیوں کی توفیق، گناہوں سے کنارہ کشی، مرتے وقت اِیمان پر خاتمہ، حشر کے حساب میں کامیابی، حشر میں اَعمال کی قبولیت، پلِ صراط سے بخیریت گزر، جنت میں رب تعالیٰ کا فضل و بلندئ مراتب، یہ سب چیزیں صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مانگی اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو بخشیں، لہٰذا ہم بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اِیمان، مال، اَولاد، عزت اور جنت

(۱) - [مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ : ۲/۸۴، ۸۳]

سب کچھ مانگ سکتے ہیں اور یہ مانگنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کی سنت ہے اور حضور ﷺ کے لنگر سے یہ سب کچھ قیامت تک بٹتا رہے گا اور ہم بھکاری لیتے رہیں گے۔'' (۱)

ہم بھکاری اُن کا خدا اُن سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

مالک ہیں خزانۂ قدرت کے جو جس کو چاہیں دے ڈالیں
دی خلد جنابِ ربیعہ کو بگڑی لاکھوں کی بنائی ہے

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا ۔۔۔ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنَا فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ ۔۔۔ خُذْ اَیْدِیْنَا سَهِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اختیار اور عطا کی وُسعت ☆

[۳].. شرح صحیح مسلم میں ہے کہ مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مانگ کیا مانگتا ہے'' تو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''مانگ کیا مانگتا ہے'' اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اَللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ ﷺ کی ملک اور اِختیار میں دے دی تھیں کہ جس کو چاہیں، جتنا چاہیں (بشرطِ موافقتِ تقدیر) عطاء کر دیں، علامہ سنوسی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ [اُطْلُبْ هٰذَا اَوْغَیْرَهٗ مِمَّاشِئْتَ] یعنی رَفاقتِ جنت یا اِس کے علاوہ جو کچھ چاہو طلب کرو۔ (۲)

سخی ہے کون جو منگتوں کا یوں خیال کرے ۔۔۔ عطا کی بارشیں کر دے جو بھی سوال کرے
ہو اِس کے بعد نہ دستِ طلب دراز کہیں ۔۔۔ وہ اپنے مانگنے والوں کو یوں نہال کرے
جو کچھ تیری رضا ہے خدا کی وہی خوشی ۔۔۔ جو کچھ تیری خوشی ہے خدا کو ہے وہی عزیز
کونین دے دیئے تیرے اِختیار میں ۔۔۔ اَللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تیری عزیز
محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ ۔۔۔ میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

(۱)۔[مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ : ۲/۸۴]
(۲)۔[شرح صحیح مسلم : ۱/۱۲۸۵]

[۴].. حضرت ملا علی قاری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه لکھتے ہیں:

﴿ وَيُؤْخَذُ مِنْ اِطْلَاقِهٖ ﷺ الْاَمْرُ بِالسُّؤَالِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَكَّنَهٗ مِنْ اِعْطَآءِ كُلِّ مَا اَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ وَمِنْ ثَمَّ عَدَّ اَئِمَّتُنَا مِنْ خَصَائِصِهٖ ﷺ اَنَّهٗ يَخُصُّ مَنْ شَآءَ بِمَا شَآءَ كَجَعْلِهٖ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِشَهَادَتَيْنِ [رواه البخاری] وَفِيْ كَتَرْخِيْصِهٖ فِي النِّيَاحَةِ لِاُمِّ عَطِيَّةَ فِيْ اٰلِ فُلَانٍ خَاصَّةً [رواه مسلم]، قَالَ النَّوَوِيُّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه : لِلشَّارِعِ اَنْ يَّخُصَّ مِنَ الْعُمُوْمِ مَاشَآءَ وَبِالتَّضْحِيَّةِ بِالْعِنَاقِ لِاَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ نَيَّارٍ وَغَيْرِهٖ وَذَكَرَ ابْنُ سَبْعٍ فِيْ خَصَائِصِهٖ ﷺ وَغَيْرُهٗ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَقْطَعَهٗ اَرْضَ الْجَنَّةِ يُعْطِيْ مِنْهَا مَاشَآءَ لِمَنْ شَآءَ ﴾ (۱)

ترجمہ : "رسول اللہ ﷺ نے جو مطلقاً فرمایا "مانگو جو مانگنا ہے" اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خزائنِ حق سے جو چاہیں عطا کرنے پر قادر فرمادیا ہے، اِسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ جس شخص کو جس حکم کے ساتھ چاہیں، خاص فرمادیں: جیسے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ایک شہادت کو آپ ﷺ نے دو شہادتوں کے برابر کردیا (صحیح بخاری) نیز آپ ﷺ نے اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا کو ایک خاص خاندان کے بارے نوحہ کی اِجازت دی (صحیح مسلم) علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شارِع عام اَحکام سے جس کو چاہے خاص کردے: جیسے ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ اور اِن کے علاوہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے چھ ماہ کا بکرا قربانی کے لیے جائز کردیا اور ابنِ سبع نے حضور ﷺ کی خصوصیات میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی زمین کا مالک بنادیا ہے کہ آپ ﷺ اُس میں سے جو چاہیں، جس کو چاہیں، عطا فرمادیں۔

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِن تمام حوالوں سے ثابت ہوا کہ اَساطینِ علماءِ اِسلام کا اِس حدیث شریف کی روشنی میں یہ مسلک ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ آپ

---

(۱)۔[مرقات شرح مشکوۃ : ۲/۳۲۳]

ﷺ جس کو چاہیں، جو چاہیں (بشرطِ موافقتِ تقدیر) عطا فرمادیں اور چونکہ آپ ﷺ کا یہ عطا فرمانا قضاءِ الٰہی کی موافقت کے ساتھ مقید ہے، اِس لیے یہ اِعتراض وارِد نہیں ہوگا کہ پھر آپ ﷺ نے مکہ کے تمام مشرکین کو مسلمان کیوں نہ کر دیا، خاص کر اپنے چچا اَبو طالب کو کیوں نہ مسلمان کر دیا کیونکہ حضور ﷺ تو بیشک یہی چاہتے تھے کہ ساری دنیا کے مشرک مسلمان ہو جائیں لیکن یہ قضائے اِلٰہی نہیں تھا اور رسول اللہ ﷺ کا ہر کام مشیتِ ایزدی کے مطابق اور قضائے اِلٰہی کے مطابق ہوتا ہے، یہ صرف اَللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے کہ وہ جو چاہے کرے، وہ کسی کی مرضی، مشیت اور اِجازت کا پابند نہیں۔

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے خود حکم دیا کہ مجھ سے جو چاہو مانگو اور پھر صحابی نے سوال بھی کیا، اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا مطلقاً شرک ہوتا تو نبی اَکرم ﷺ کبھی بھی اَیسا حکم نہ فرماتے اور نہ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے کوئی سوال کرتے تو حضور ﷺ کا کہنا کہ مجھ سے مانگو، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ یعنی اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے مانگنا شرک نہیں کیونکہ حضور ﷺ تو شرک مٹانے آئے ہیں نہ کہ شرک پھیلانے اور حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کا مانگنے کیلئے سوال کرنا یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ یعنی نبیُّ اَکرم ﷺ سے مانگنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے، شرک و بدعت نہیں ہے۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا

حدیث: [۱۴]

☆ صحابی رسول نے حضور ﷺ سے مدد طلب کی اور حضور ﷺ نے اُس کی مدد فرمائی ☆

﴿حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ: قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ: عَنْ حَ

بْنِ سَلْمَةَ: عَنْ ثَابِتٍ: عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاهُ اِیَّاهُ فَاَتٰی قَوْمَهٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ! اَسْلِمُوْا، فَوَاللّٰهِ! اِنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم لَیُعْطِیْ عَطَآءً مَّا یَخَافُ الْفَقْرَ ﴾ (1)

ترجمہ: " حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان ایک بکریوں کے ریوڑ کا سوال کیا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے عطا فرما دیا، پس وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ اے میری قوم! تم اِسلام لے آؤ، پس **اللہ** جل جلالہ کی قسم! بے شک **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم اِتنا زیادہ عطا کرتے ہیں کہ محتاجی کا خوف نہیں رہتا۔"

سخی ہے کون جو منگتوں کا یوں خیال کرے
عطا کی بارشیں کر دے جو بھی سوال کرے

[اَلْاِنْتِبَاهُ]: اِس حدیثِ پاک سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صحابیٔ رسول نے غیر اللہ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی حاجت کیلئے سوال کیا اور اگر یہ کام شرک ہوتا تو کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ مانگتے بلکہ ڈائیریکٹ **اللہ تعالیٰ** سے ہی سوال کرتے اور پھر صحابیٔ رسول کے سوال کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس کی حاجت کو پوری فرما دینا اور اُس کے مانگنے پر کوئی اِعتراض نہ کرنا، یہ اِس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہ عمل شرک نہیں بلکہ یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ وہ ہر مشکل میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرتے تھے۔

بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے — یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا
یا غرض سے چھٹ کے محض ذکر کو — نامِ پاک اُن کا جپا پھر تجھ کو کیا
اُن کو تملیک ملیک الملک سے — مالکِ عالم کہا پھر تجھ کو کیا
نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی — یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

---

(1)۔[صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب ما سئل رسول اللہ شیئا: ۲/۲۵۳ (رقم الحدیث للتسجیل: ۴۲۷۶)، (رقم الحدیث للمسلم: ۲۲۲۱)]

حدیث :[۱۵]

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حافظہ طلب کیا ☆

﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ :حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ :عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ : عَنِ الْمَقْبُرِیِّ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ ! اِنِّیْ سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا فَاَنْسَاهُ، قَالَ: اُبْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُهُ، فَغَرَفَ بِيَدِهٖ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ضُمَّهُ ، فَضَمَمْتُهُ ، فَمَا نَسِيْتُ حَدِيْثًا بَعْدَهُ ﴾ (۱)

ترجمہ : ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ ! میں آپ سے بہت سی اَحادیث سنتا ہوں اور پھر بھول جاتا ہوں، حضور نبیٔ اَکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ، پس میں نے چادر پھیلائی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے مٹھی بھر کر اُس چادر میں ڈالی، پھر فرمایا کہ اِسے اپنے ساتھ ملالو پس میں نے ملالیا تو اُس کے بعد مجھے کوئی حدیث نہیں بھولی۔''

عاصیو! تھام لو دَامن اُن کا   وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے
سنیو! اُن سے مدد مانگے جاؤ   پڑے بکتے رہیں بکنے والے
کس کے جلوے کی جھلک ہے یہ اُجالا کیا ہے   ہر طرف دیدۂ حیرت تکتا کیا ہے
مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا   نہ یہاں نہ ہے نہ منگتے سے یہ کہنا کیا ہے
سخی ہے کون جو منگتوں کا یوں خیال کرے   عطا کی بارشیں کردے جو بھی سوال کرے

{ اَلتَّوْضِيْحُ }

نزہۃ القاری شرح بخاری میں ہے:

(۱)۔[صحیح بخاری: کتاب المناقب ، باب سؤال المشرکین ان یریھم النبی الایة : ۵۱۴/۱ (رقم الحدیث للتسجیل:۱۱۰۶) ، (رقم الحدیث للبخاری: ۳۶۴۸)]......[صحیح مسلم : کتاب فضائل الصحابة ، باب من فضائل ابی ھریرة: ۳۰۱/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۴۵۴۹) ، (رقم الحدیث للمسلم : ۲۴۹۷)]

''اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور اَقدس ﷺ کو یہ اِختیار رہے کہ جسے جو چاہیں عطا فرمائیں اور یہاں صرف اَبوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تخصیص نہیں تھی بلکہ ''صحیح بخاری: کتاب البیوع'' میں واضح اَلفاظ ہیں [لَنْ یَّبْسُطَ اَحَدٌ رِدَائَهٗ] یعنی ''جو بھی چادر پھیلائے گا'' اُسے یہ سعادت ملے گی، وہ علیحدہ بات ہے کہ چادر صرف اَبوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہی پھیلائی اور اُنہیں یہ نعمت ملی۔'' (۱)

اِس کی تائید صحیح مسلم کی رِوایت سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ اَلفاظ ہیں:

﴿مَنْ یَّبْسُطْ ثَوْبَهٗ فَلَنْ یَّنْسٰی شَیْئًا سَمِعَهٗ مِنِّیْ فَبَسَطْتُ ثَوْبِیْ﴾ (۲)

ترجمہ: ''حضرت اَبوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی اپنی چادر پھیلائے گا، وہ کبھی بھی میری سنی ہوئی حدیث نہیں بھولے گا، پس میں نے ہی اپنی چادر پھیلائی۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیثِ مبارک سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہر مشکل کے حل کیلئے رَسولِ اَکرم ﷺ سے اِستغاثت واِستغاثہ کرتے تھے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کون توحید پرست ہوسکتا ہے؟ اور نبیٔ اَکرم ﷺ سے بڑھ کر کون دَاعی اِلی التوحید ہو سکتا ہے؟ مگر اِس کے باوجود سیدنا اَبوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے اِستغاثہ واِستمداد کیا اور آپ ﷺ نے اِنکار کی بجائے اُن کا مسئلہ زندگی بھر کیلئے حل فرمادیا۔

اِس کا سبب یہ ہے کہ ہر مُوَحِّد یہ جانتا ہے کہ مُستعانِ حقیقی (حقیقی مددگار) فقط اَللہ جل جلالہ کی ذات ہے، اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلام، اَولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللہُ تعالٰی اور پاکانِ اُمت جن سے مدد طلب کی جاتی ہے، وہ تو حلِ مشکلات میں صرف سبب اور ذریعہ ہیں۔

ہر ذِی شعور یہ جانتا ہے کہ قضائے حاجات اور مطلب براری کیلئے دُعا اور مدد حقیقی طور پر صرف اُسی سے مانگی جاتی ہے جس کے قبضۂ قدرت میں کل اِختیاراتِ عالم ہوں، جب کہ طالبِ وسیلہ کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وسیلہ بننے اور شفاعت کرنے والا اَللہ ربُّ العزت کی بارگاہ میں مجھ گناہ گار کی نسبت زیادہ قربت رکھتا ہے اور اُس کا مرتبہ اِستغاثہ کرنے والے کی نسبت

(۱)-[نزہۃ القاری شرح بخاری: ۱/۴۶۷]

(۲)-[صحیح مسلم: ۲/۳۰۲]

بارگاہِ ایزدی میں زیادہ ہے، لہذا سائل اُسے مستغاثِ مجازی کے علاوہ کچھ اور نہیں جانتا کیونکہ وہ اِس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ مستغاثِ حقیقی فقط اللہ تعالیٰ ہے۔

حدیث :[١٦]

☆ صحابیہ کا حضور ﷺ سے مدد طلب کرنا ☆

﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰ، عَنْ عِمْرَانَ اَبِیْ بَكْرٍ: قَالَ حَدَّثَنِیْ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ : قَالَ قَالَ لِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَلَا اُرِيْكَ اِمْرَاَةً مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ بَلٰى !قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ : اِنِّیْ اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ لِیْ، قَالَ: اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَكِ ، فَقَالَتْ: اَصْبِرُ، فَقَالَتْ: اِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَلَّا اَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا ﴾ (١)

ترجمہ : ”حضرت عطاءِ بنِ اَبی رِباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں ؟ میں (حضرت عطاء رضی اللہ عنہ) نے کہا : ہاں! کیوں نہیں! تو فرمایا کہ یہ سیاہ رنگ کی عورت نبیِٔ اکرم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرا ستر کھل جاتا ہے، پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دُعا فرمادیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تُو چاہے تو صبر کر اور تجھے (اِس کے بدلے) جنت ملے گی اور اگر تُو چاہتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کر دیتا ہوں کہ وہ تجھے تندرستی عطا فرمائے، پس اُس عورت نے عرض کیا کہ میں صبر کرتی ہوں، پھر اُس نے عرض کیا کہ میرا ستر کھل جاتا ہے، پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا فرمادیں کہ میرا ستر نہ کھلے تو آپ ﷺ نے اُس کیلئے دُعا فرمادی۔“

---

(١) ۔ [صحیح بخاری :کتاب المرضیٰ ، باب فضل من یصرع من الریح: ٢/٨٤٤(رقم الحدیث للتسجیل: ٥٢٢٠) ، (رقم الحدیث للبخاری: ٥٦٥٢)]......[صحیح مسلم: کتاب البر والصلہ ، باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ من مرض اوحزن اونحو ذلک: ٢/٣١٩(رقم الحدیث للتسجیل: ٤٦٧٣)]

آتا ہے فقیروں سے اُنہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دَریا بہا دِیئے ہیں دُرّ بے بہا دیئے

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیثِ مبارک میں مذکور ہے کہ صحابیہ نے اپنی بیماری کی درستگی کیلئے حضور ﷺ سے مدد طلب کی جو اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ غیراللہ یعنی نبیٔ اکرم ﷺ سے اپنی مشکل اور مصیبت میں مدد طلب کرنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا۔

حدیث :[۱۷]

☆ غیرُ اللہ کی پناہ لینا جائز اور یہ صحابۂ کرام کا طریقہ ہے ☆

﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ : قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعْدُ بْنُ عُبَیْدَۃَ :عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ :عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ : قَالَ: بَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ سَرِیَّۃً فَاسْتَعْمَلَ عَلَیْھِمْ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاَمَرَھُمْ اَنْ یُّطِیْعُوْہُ فَغَضِبَ : قَالَ: اَلَیْسَ اَمَرَکُمُ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ تُطِیْعُوْنِیْ ؟ قَالُوْا ، بَلٰی! قَالَ : فَاجْمَعُوْا لِیْ حَطَبًا فَجَمَعُوْا، فَقَالَ: اَوْقِدُوْا نَارًا فَاَوْقَدُوْھَا ، فَقَالَ ادْخُلُوْھَا، فَھَمُّوْا وَجَعَلَ بَعْضُھُمْ یُمْسِکُ بَعْضًاوَیَقُوْلُوْنَ ، فَرَرْنَا اِلَی النَّبِیِّ مِنَ النَّارِ ﴾ (۱)

ترجمہ :" حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اُن پر ایک انصاری شخص کو اَمیر بنایا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اِس اَمیر کی اِطاعت

---

(۱)۔[صحیح بخاری : کتاب المغازی ، باب سریة عبد اللّٰہ بن حذافة: ۶۲۲/۲ (رقم الحدیث للتسجیل:۳۹۹۵) ، (رقم الحدیث للبخاری: ۴۳۴۰)] ...... [صحیح مسلم :کتاب الامارہ ، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة: ۱۲۵/۲ (رقم الحدیث للتسجیل:۳۴۲۵) ، (رقم الحدیث للمسلم: ۴۷۶۶)]...... [سنن نسائی : کتاب البیعہ ، باب جزاء من امر بمعصیة فاطاع: ۱۸۶/۲ (رقم الحدیث للتسجیل:۴۱۳۴)]...... [سنن ابوداؤد : کتاب الجهاد ، باب فی الطاعة : ۳۶۰/۱ (رقم الحدیث للتسجیل :۲۲۵۶)]

کریں، پس وہ امیر کسی وجہ سے ناراض ہوگیا تو اُس (امیر) نے کہا کہ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم نہیں دیا تھا کہ تم نے میری فرمانبرداری کرنی ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہاں! تو اُس (امیر) نے کہا کہ میرے لیے لکڑیاں جمع کرو، پس جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے لکڑیاں جمع کرلیں، تو اُس (امیر) نے کہا کہ اِن میں آگ جلاؤ، پس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اُس میں آگ جلالی، پھر اُمیر نے کہا کہ تم سب اِس آگ میں داخل ہو جاؤ، راوی کہتے ہیں کہ سب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تیار ہو گئے لیکن ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگ پڑے، پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آگ سے بچنے کیلئے تو آئے ہیں۔

ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپے

[اَلاِنْتِبَـاہ]: اِس حدیثِ مبارک میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ اَلفاظ اِستعمال کیے ہیں ہم نے آگ سے بچنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی پناہ لی ہے) اِن اَلفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ غیرُ اللہ یعنی نبی رم ﷺ کی پناہ لینا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ مبارکہ ہے۔

حدیث: [۱۸]

☆صحابیٔ رسول کا بارش کیلئے حضور ﷺ سے مدد طلب کرنا☆

﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوضَمْرَةَ اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: قَالَ: حَدَّثَنَاشَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِىْ نَمِرٍ: اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَذْكُرُ اَنَّ رَجُلًادَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ وِجَاهَ الْمِنْبَرِ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَائِمًا، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ اَنْ يُّغِيْثَنَا: قَالَ: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا، قَالَ اَنَسٌ: فَلَا وَاللهِ جل جلالہ! مَانَرٰى فِى السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَلَا شَيْئًا وَلَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ

مِّنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ، قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَآئِهِ سَحَابَةٌ مِّثْلُ التُّرْسِ، فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ اِنْتَشَرَتْ، ثُمَّ اَمْطَرَتْ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ ﷻ! مَارَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا، ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّمْسِكَهَا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ، قَالَ: فَانْقَطَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ ﴾ (1)

ترجمہ: ''حضرت شریک بن عبداللہ بن اَبی نمرانہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص جمعہ کے دن حضور ﷺ کے منبر کے سامنے والے دروازے سے داخل ہوا، اُس وقت رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوکر خطبہ اِرشاد فرما رہے تھے، پس وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور عرض کی، یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! مال ہلاک ہوچکے ہیں اور راستے بند ہوچکے ہیں، پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ بارش برسا دے، راوی کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور یوں دُعا کی: اے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ! ہم پر بارش برسا اے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ! ہم پر بارش برسا، اے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ! ہم پر بارش برسا، حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! اُس وقت ہم نے آسمان میں مکمل بادل یا بادل کا کوئی ٹکڑا نہیں دیکھا اور نہ ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی گھر یا عمارت تھی، پس اُس پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال کے برابر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا، پس جب وہ آسمان کے درمیان میں آیا تو وہ پھیل گیا اور پھر بارش برسنا شروع ہوگئی، حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی قسم! ہم نے

---

(۱)۔ [صحیح بخاری: ابواب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المسجد: ۱/۱۳۷ (رقم الحدیث للتسجیل: ۹۵۷)، (رقم الحدیث للبخاری: ۱۰۱۳)]...... [صحیح مسلم: کتاب صلوۃ الاستسقاء، باب الدعاء فی الاستسقاء: ۱/۲۹۳ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۴۹۳)، (رقم الحدیث للمسلم: ۲۰۷۸)]...... [سنن نسائی: کتاب الاستسقاء، باب متی یستسقی الامام: ۱/۲۲۴]...... [سنن ابی داؤد: کتاب الصلوۃ، باب رفع الیدین فی الاستسقاء: ۱/۱۷۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۹۹۳)]

ایک ہفتہ تک سورج نہیں دیکھا، پھر آنے والے جمعہ میں وہی شخص اُسی دروازے سے داخل ہوا، رَسولُ اللہ ﷺ کھڑے ہوکر خطبہ اِرشاد فرما رہے تھے، پس وہ شخص حضور ﷺ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور عرض کی: یارَسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ! مال مویشی ہلاک ہوچکے ہیں اور سب راستے بند ہوچکے ہیں، پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ وہ بارش کو روک دے، حضرت اَنس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رَسولِ اَکرم ﷺ نے پھر (دُعا کیلئے) اپنے ہاتھ اُٹھائے اور پھر عرض کی: اے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ! ہمارے اِردگرد برسا، ہم پر نہ برسا اے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ! ٹیلوں، بڑے پہاڑوں، چھوٹی پہاڑیوں، وادیوں اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر برسا، حضرت اَنس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ بارش فوراً رُک گئی اور ہم سورج کی روشنی میں چلتے ہوئے گھر گئے۔''

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
اُن کا کرم پھر اُن کا کرم ہے اُن کے کرم کی بات نہ پوچھو
وَاللہ! وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اِتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دِل سے

{اَلتَّوْضِیْحُ}

مفتی اَحمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

''کہ حضورِ اَنور ﷺ نے دُعا کے بعد اپنے اِختیارِ خداداد کا اِظہار بھی کیا کہ ایک بار اُسی کے اِشارے سے چاند کو چیر دیا تھا، اُسی اِشارہ سے ڈوبا ہوا سورج خیبر میں واپس لوٹایا تھا، اُنگلی کے اِشارہ سے جما ہوا بادل پھاڑ دیا تھا اور اُسے واپس لوٹا دیا تھا، حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں صرف ہوا دی گئی جبکہ حضور ﷺ کے قبضہ میں ساری خدائی دے دی گئی۔'' (1)

تخت ہے اُن کا تاج ہے اُن کا دونوں جہاں میں راج ہے اُن کا
کونین دے دیئے تیرے اِختیار میں اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تیری عزیز

---

(1)-[مرأة المناجیح شرح مشکوٰة: ۸/۲۱۰]

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اِشارے سے ہو چاک
اَندھے نجدی دیکھ لے قدرت رَسولُ اللہ کی
اپنے مولا کی ہے بس شانِ عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں اَدب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے نزولِ باراں ☆

حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں جب بھی بارش نہ ہوتی اور قحط کے آثار پیدا ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارگاہِ خداوندی میں دُعاء کی اِلتجاء کرتے، اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ شرک ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جو ہم سے زیادہ دین کا فہم رکھنے والے تھے، کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آتے بلکہ براہِ رَاست اللہ جل جلالہ سے دُعا کرتے مگر وہ جانتے تھے کہ جو بندہ اللہ جل جلالہ کا مقرب ومحبوب ہوجائے تو وہ اس بندے کی دُعا کو فوری شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے۔

[الاِنتِباہ]: اِس حدیثِ مبارک سے واضح طور ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُعا کی درخواست کیا کرتے تھے، یہ دُعاء کسی ضرورت کے حصول کیلئے بھی ہوتی تھی اور کسی مصیبت سے نجات کے لئے بھی ہوتی تھی، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام دعاؤں کا سننے والا ہے، تم خود اُس کی بارگاہ میں دُعا کرو، وہ تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے بلکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی دعاؤں کی درخواست سن کر بارگاہِ اِلٰہی میں دُعا بھی کرتے تھے جیسا کہ اِس مذکورہ حدیث سے ثابت ہے، لہذا ثابت ہوا کہ غیر اللہ یعنی نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دُعاؤں کی درخواست لے کر جانا، یہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا ہے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا معمول تھا، یہ شرک وبدعت کیسے ہوسکتا ہے؟

حدیث: [۱۹]

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا غیرُ اللہ سے مدد طلب کرنا ☆

﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ الْجُمَحِيُّ : قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ :عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِیْ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ ! اُدْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ اٰخَرُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ ! اُدْعُ اللهَ لِیْ اَنْ يَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ، قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ﴾ (1)

ترجمہ : ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ ! آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ میں بھی اُن افراد میں سے ہو جاؤں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اے اللہ عزوجل ! تو اِس صحابی کو بھی اُن میں سے کردے، پھر ایک دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ ! میرے لئے بھی دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اُن میں سے کردے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ تم پر سبقت لے چکا ہے۔''

{ اَلتَّوْضِيْحُ }

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ فِيْهِ اَكْرَمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى بِهِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاُمَّتَهُ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فَضْلًا وَشَرَفًا وَقَدْ جَآءَ فِیْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ: سَبْعُوْنَ اَلْفًا مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَقَوْلُهُ: سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ : فَقَالَ الْقَاضِیْ: قِيْلَ: اِنَّ الرَّجُلَ الثَّانِیْ لَمْ

(۱) ۔ [صحیح مسلم :کتاب الایمان (من الآخر) ، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب: ۱/۱۱٦ (رقم الحدیث للتسجیل:۳۱۷) ، (رقم الحدیث للمسلم: ۵۲۰)]......[صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب البرود والحبرة: ۲/۸٦۵ (رقم الحدیث للتسجیل: ۵۳٦۴) ، (رقم الحدیث للبخاری: ۵۸۱۱)]

يَكُنْ مِمَّنْ يَسْتَحِقُّ تِلْكَ الْمَنْزِلَةَ وَلَا كَانَ بِصِفَةِ اَهْلِهَا بِخِلَافِ عُكَاشَةَ ﴾ ⓵

ترجمہ : ''اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیٔ اکرم ﷺ اور آپ کی اُمت کو عزت بخشی ہے (اللہ تعالیٰ اِس اُمت کے فضل وشرف کو مزید بڑھائے) تحقیق صحیح مسلم کی رِوایت میں آیا ہے کہ ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے، اور حضور ﷺ کے قول [سَبَقَكَ عُكَاشَةُ] کے بارے حضرت علامہ قاضی عیاض رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ بے شک دوسرا شخص اِس مرتبے کے اہل نہیں تھا اور اِس مرتبے کی صفت والا نہیں تھا برخلاف حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے۔''

[اَلْاِنْتِبَاهُ]: اِس حدیثِ پاک میں مذکور ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! میرے لیے دُعا کریں کہ میں بھی اُن میں سے ہو جاؤں، تو صحابی کا حضور ﷺ سے یہ سوال کرنا اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ یعنی حضور ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کروانا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ مبارکہ ہے، یہ شرک و بدعت نہیں ہے۔

حدیث :[۲۰]

☆ صحابیٔ رسول کا رسول اللہ ﷺ نے کفارہ معاف فرمایا ☆

﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ: كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ : قَالَ يَحْيَى : اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ : عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ هَلَكْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! قَالَ: وَمَا اَهْلَكَكَ؟ قَالَ : وَقَعْتُ عَلٰى اِمْرَاَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ ، قَالَ ﷺ : هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ ﷺ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ ﷺ : فَهَلْ تَجِدُ مَا تُطْعِمُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ، فَاُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيْهِ

تَمْرٌ، فَقَالَ ﷺ تَصَدَّقْ بِهٰذَا، قَالَ: أَفْقَرُ مِنَّا فَمَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ ﷺ: اِذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ ﴾ (۱)

ترجمہ: " حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ہلاک ہو گیا ہوں، حضور ﷺ نے پوچھا کہ کس چیز نے تجھے ہلاک کر دیا؟ تو اُس نے عرض کی کہ میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے، حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تُو غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اُس نے عرض کی کہ نہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تُو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے، اُس نے عرض کیا کہ نہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تُو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ نہیں، راوی کہتے کہ پھر رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے رہے، پھر آپ ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا، پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو صدقہ کر دو، اُس نے عرض کی کہ مجھ سے زیادہ فقیر تو مدینے کے دونوں اَطراف میں کوئی بھی گھر نہیں ہے، پس نبی اکرم ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ، اِسے اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

{ اَلتَّوْضِيْحُ }

[۱].. **نزہۃ القاری شرح بخاری** میں ہے:

"کہ اِس حدیثِ پاک کو اِمام زہری رضی اللہ عنہ سے تقریباً چالیس راویوں نے روایت کیا ہے

---

(۱) ۔ [صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان: ۱/ ۳۵۴ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۸۷۰)، (رقم الحدیث للمسلم: ۲۵۹۵)] ...... [صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب اذا جامع فی رمضان: ۲۵۹/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۸۰۰)، (رقم الحدیث للبخاری: ۱۹۳۶)] ...... [جامع ترمذی: کتاب الصوم، باب ماجاء فی کفارۃ الفطر: ۹۰/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۶۵۲)] ...... [سنن ابی داؤد: کتاب الصوم: باب کفارۃ من اتی اھلہ فی رمضان: ۳۳۲/۱ (رقم الحدیث: ۲۰۴۲)] ...... [سنن ابن ماجہ: کتاب الصوم، باب ماجاء فی کفارۃ من افطر: ۱۲۰ (رقم الحدیث: ۱۶۶۱)] ...... [مشکوۃ المصابیح: کتاب الصوم، باب تنزیہ الصوم، الفصل اول: ۱۷۶]

اور بخاری میں تقریباً نو طریقوں سے مروی ہے، اِس حدیث کے ظاہر سے دلیل لاتے ہوئے بہت سے آئمہ کرام نے فرمایا کہ روزہ رکھ کر توڑنے پر کفارہ نہیں، حسبِ اِستطاعت یا کم اَز کم پندرہ صاع کھجور صدقہ ہے، لیکن ہمارا اَحناف کا مذہب یہی ہے کہ روزہ کا کفارہ ساقط نہیں ہے بلکہ قرآن میں موجود کفارہ ہی ادا کرنا پڑے گا اور اگر اِرتکابِ جرم کے وقت اَدا کی طاقت نہیں ہے تو اِستطاعت ہونے پر اَدائیگی واجب ہوگی، رہ گیا اُن صاحب کا معاملہ تو اُن پر یہ خصوصی کرم تھا کہ اُنہیں اکٹھے دو اَحکام سے حضور ﷺ نے مستثنیٰ قرار دے دیا: [۱]: روزے پر قدرت کے باوجود اِطعام کی اِجازت دی: [۲]: کفارہ صدقہ واجبہ ہے، اِسے اپنے اُوپر یا اپنے اَہل وعیال پر خرچ کرنے سے اَدا نہ ہوگا، مگر اُنہیں خود کھانے اور اپنے اَہل وعیال کو کھلانے کی اِجازت دے دی گئی کیونکہ حضور ﷺ شارِع ہے، وہ جسے چاہیں جس حکم سے مستثنیٰ قرار دے دیں۔'' (۱)

ہیں مظہرِ ذاتِ حق رسولِ اَکرم
مختار و خلیفۂ خدائے عالم

[۲].. مفتی اَحمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

''وہ شخص حضرت سلمہ بن صخر انصاری بیاضی تھے۔'' (۲)

[۳].. مفتی اَحمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

''یہ ہے حضور ﷺ کا اِختیارِ خداداد کہ مجرم کیلئے اُس کا کفارہ اُس کیلئے اِنعام بنا دیا ورنہ کوئی شخص اپنا کفارہ، زکوۃ خود نہیں کھا سکتا اور نہ اُس کے بیوی بچے کھا سکتے ہیں مگر یہاں اُس کا اپنا ہی کفارہ ہے اور آپ ہی کھا رہے ہیں۔'' (۳)

خدا ہے اُن کا مالک وہ خدائی بھر کے مالک
خدا ہے ان کا مولیٰ وہ خدائی بھر کے مولیٰ

(۱)۔ [نزہۃ القاری شرح بخاری: ۳/۳۳۵]
(۲)۔ [مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۳/۱۶۱]
(۳)۔ [مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۱/۱۶۲]

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیثِ مبارک میں مذکور ہے کہ صحابی رسول ﷺ اپنے گناہ کی معافی کیلئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور گناہ سے معافی کی درخواست کی اور حضور ﷺ نے وہ درخواست قبول فرمالی اور صحابی کی گناہ کی معافی کا سبب بنے تو یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ اگر غیر اللہ یعنی رسولِ اکرم ﷺ سے گناہوں کی معافی کیلئے مدد مانگنا شرک ہوتا تو کبھی بھی صحابی رسولِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں نہ جاتے بلکہ اللہ تعالیٰ سے دست بدُعا ہوتے اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ اُن کی درخواست قبول فرماتے بلکہ یہ کہتے کہ جاؤ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو لیکن ایسا نہیں ہوا، تو یہ دلیل ہوئی اِس بات کی کہ غیر اللہ یعنی نبی اکرم ﷺ سے گناہوں کی معافی کیلئے مدد مانگنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کا معمول تھا۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہادیئے ہیں
منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
اُن کا کرم پھر اُن کا کرم ہے اُن کے کرم کی بات نہ پوچھو

حدیث :[۲۱]

☆ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دُعا ☆

﴿ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ : قَالَ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي اَبِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُثَنّٰى : عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَنَسٍ : عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ كَانَ اِذَا قُحِطُوْا اِسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ” حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن

(۱)۔[صحیح بخاری : کتاب الجمعۃ ، ابواب الاستسقاء ، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا : ۱/۱۳۷ (رقم الحدیث للتسجیل:۹۵۴)، (رقم الحدیث للبخاری: ۱۰۱۰)]

خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط پڑا تو آپ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش طلب کی، پس یوں دُعا کی: اے اللہ جل جلالہ ! ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دُعا مانگتے تھے تو تو بارش برسا دیتا تھا اور ہم تجھ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلے سے دُعا مانگتے ہیں تو ہم پر بارش نازل فرما، پس اُن پر بارش برسا دی گئی۔"

{ اَلتَّوْضِیْحُ }

[۱].. شیخ الحدیث غلام رسول رضوی صاحب فرماتے ہیں:

"کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کو جب بارش مطلوب ہوتی تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے اور بارش برسنے لگتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری وفات کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دُعاء کی، اِس سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے، حضرت کعب اَحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اِسرائیل جب قحط زدہ ہوتے تو وہ اپنے نبی کے اہلِ بیت کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے۔" (۱)

[۲].. شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ بخاری کی اِس حدیث سے یہ اِستدلال کرنا کہ زندوں سے توسل جائز ہے مگر فوت ہونے کے بعد ناجائز اِسلئے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلے سے دُعا کی تو یہ اِستدلال دُرست نہیں ہے کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے، اِمام بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے اپنی تاریخ میں اور اِمام بیہقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے دلائل ودعوت میں صحیح حدیث ذکر کی ہے کہ اَبواُمامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی حاجت لے کر جاتا تو وہ اُس کی طرف بالکل توجہ نہ فرماتے، وہ شخص عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُن سے شکایت کی تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوزے میں پانی لے کر وضو کر کے مسجد میں دو رکعت پڑھنے کے بعد یوں دعاء کرو: [اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نِ الرَّحْمَۃِ صلی اللہ علیہ وسلم وَیَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّہْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ لِیَقْضِیَ لِیْ حَاجَتِیْ]

(۱)۔ [تفهیم البخاری شرح بخاری: ۱۵۰/۲]

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ تو اُس شخص نے ایسا ہی کیا، پھر وہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دربار میں آیا، فوراً دربان باہر آیا اور پکڑ کر اندر لے گیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُسے باعزت بٹھایا اور کہا کہ اپنی حاجت بیان کرو، اُس نے اپنی حاجت بیان کی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُس کی حاجت اُسی وقت پوری کردی، اِمام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ [مَنْ یُسْتَمَدُّ فِیْ حَیَاتِہٖ یُسْتَمَدُّ بَعْدَ مَمَاتِہٖ] ''جس شخص کی زندگی میں اُس سے مدد لی جاسکتی ہے تو اُسی سے اُس کے مرنے کے بعد بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔'' (۱)

[۲].. نزہۃُ القاری شرح بخاری میں ہے:

''یہ حدیث اِس بات کی دلیل ہے کہ اہلِ بیت اور بزرگانِ دِین کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا مستحب ہے جیسا کہ علامہ اِبنِ حجر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اور علامہ عینی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے تصریح کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل تمام صحابہ کے مجمع میں ہوا اور سب نے اِس پر عمل کیا، اِس سے معلوم ہوا کہ توسل کے مستحب ہونے پر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اِجماع ہے۔'' (۲)

[۳].. نزہۃُ القاری شرح بخاری میں ہے:

''کہ اِس پر غیر مقلدین اور توسل کے منکرین یہ کہتے ہیں کہ اِس حدیث میں توسل سے مراد دُعا کی درخواست ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دُعا کی درخواست کی تھی اِس کا جواب یہ ہے کہ دوسری روایتوں سے قطع نظر اگر یہ لوگ صرف بخاری ہی کی روایت پر اِیمان رکھتے تو ایسی بے تکی بات نہ کرتے، بخاری کے اَلفاظ پر ایک نظر ڈالیں تو اس میں یہ ہے:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: [انا کنا نتوسل] اے اَللہ جَلَّ جَلَالُہٗ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بناتے تھے اور اب ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو وسیلہ لاتے ہیں، ہمیں سیراب کر۔

یہ عرض اَللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نہیں، اس میں صاف

(۱)۔[تفہیم البخاری شرح بخاری: ۲/۱۵۱]

(۲)۔[نزہۃ القاری شرح بخاری: ۲/۶۱۳]

صاف تصریح ہے کہ اے اللہ جل جلالہٗ ! ہم اپنے نبی ﷺ کے چچا کو وسیلہ لاتے ہیں، ہم کو سیراب فرما۔ ﴿۱﴾

[۴].. نزہۃ القاری شرح بخاری میں ہے:

''کہ یہ کہنا کہ حضور ﷺ سے توسل اب بھی جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے توسل کیوں نہیں کیا، حضرت عباس سے ہی توسل کیوں کیا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی کام کے چند طریقے ہوں تو اُن میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا اس کی دلیل نہیں کہ دوسرے طریقے غلط ہیں، خصوصاً جبکہ اختیار کردہ طریقہ میں کوئی خاص فائدہ ہو اور یہاں حضور ﷺ کی بجائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل میں ایک اہم فائدہ مقصود تھا، وہ یہ کہ حضور ﷺ سے توسل کا استحباب سب کو معلوم تھا، ہوسکتا ہے کہ کسی کو وہم ہو کہ غیرِ نبی ﷺ سے توسل حرام ہے، اِسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کر کے بتادیا کہ غیر نبی ﷺ سے توسل کرنا اسی طرح مستحب ہے جس طرح کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام سے توسل کرنا ہے۔'' ﴿۲﴾

[۵].. علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے [فتح الباری: ۲/ ۶۳۹] میں نقل کیا ہے:

﴿ عَنْ مَالِكِ الدَّارِيْ رضی اللہ عنہ وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: قَالَ: اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَجَآءَ رَجُلٌ اِلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا، فَاَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ، فَقِيْلَ لَهٗ اِئْتِ عُمَرَ ﴾

ترجمہ: '' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خازن مالک داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو ایک صاحب نبیِ اکرم ﷺ کے مزارِ اقدس پر

(۱)۔[نزہۃ القاری شرح بخاری: ۲/ ۶۱۳]
(۲)۔[نزہۃ القاری شرح بخاری: ۲/ ۶۱۴]

حاضر ہوئے اور یہ عرض کی، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم! اپنی اُمت کیلئے بارش طلب فرمایئے، لوگ ہلاک ہوگئے ہیں تو ایک صاحب کے خواب میں حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر سے جا کر کہہ دو کہ عنقریب بارش آئے گی۔

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیثِ پاک میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کو رب تعالیٰ سے طلب کیا جو اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ غیر اللہ کے وسیلے سے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دَست بدُعاء ہونا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا اور اِس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی ظاہری وفات کے بعد بھی حضور ﷺ سے توسل کرنا جائز ہے۔

حدیث: [۲۲]

☆ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا غیر اللہ سے مدد طلب کرنا ☆

﴿ حَدَّثَنَا يُوسُفُ ابْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ : قَالَ :حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ : عَنْ سَالِمٍ: عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ :عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَالَكُمْ ؟ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ ! لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَافِي رَكْوَتِكَ ، قَالَ رضی اللہ عنہ : فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ ، قَالَ رضی اللہ عنہ : فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا ، فَقُلْتُ لِجَابِرٍ رضی اللہ عنہ : كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ رضی اللہ عنہ : لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا ،كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً ﴾ (۱)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو سخت پیاس لگی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چمڑے کے مشکیزے میں پانی تھا، پس آپ نے اُس سے وضوء فرمایا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(۱)۔[صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ ۲/۵۹۸ (رقم الحدیث للتسجیل:۳۸۳۷) (رقم الحدیث للبخاری: ۴۱۵۲)]......[مشکوۃ المصابیح: باب فی المعجزات، الفصل الاول: ۵۳۲]

کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ! ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کیلئے پانی نہیں سوائے اُس کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکیزے میں ہے، راوی کہتے ہیں کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُنگلیوں سے چشمے کی طرح پانی جاری ہونے لگ پڑا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اُس پانی سے وضو بھی کیا اور پانی بھی پیا، حضرت سالم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم اُس وقت کتنے افراد تھے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہوتا، البتہ ہم اُس وقت پندرہ سو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔"

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے بو یہ چلتے ہیں بھٹکنے والے
سنیو! اُن سے مدد مانگے جاؤ پڑے بکتے رہیں بکنے والے

{اَلتَّوْضِیْحُ}

[۱].. علامہ ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

﴿قَالَ الْقُرْطَبِیُّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ: قَضِیَّۃُ نَبْعِ الْمَآءِ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم تَکَرَّرَتْ مِنْہُ فِیْ عِدَّۃِ مَوَاطِنَ فِیْ مَشَاھِدِ عَظِیْمَۃٍ: وَرَدَتْ مِنْ طُرُقٍ کَثِیْرَۃٍ یُفِیْدُ مَجْمُوْعُھَا الْعِلْمَ الْقَطْعِیَّ الْمُسْتَفَادَ مِنَ التَّوَاتُرِ الْمَعْنَوِیِّ﴾ (۱)

ترجمہ: "حضرت امام قرطبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کا واقعہ کثیر جگہوں پر بڑے بڑے واقعات میں ہوا ہے اور یہ کثیر طریقوں سے مروی ہے جن کی مجموعی تعداد علمِ قطعی کا فائدہ دیتی ہے جس سے تواترِ معنوی ثابت ہوتا ہے۔"

[۲].. علامہ ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

﴿قَالَ عَیَاضٌ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ: ھٰذِہِ الْقِصَّۃُ رَوَاھَا الثِّقَاتُ مِنَ الْعَدَدِ الْکَثِیْرِ عَنِ الْجَمِّ الْغَفِیْرِ عَنِ الْکَافَّۃِ مُتَّصِلَۃً بِالصَّحَابَۃِ وَکَانَ ذٰلِکَ فِیْ مَوَاطِنِ اِجْتِمَاعِ

(۱)۔ [فتح الباری شرح بخاری: ۶/۴۷۱]

الْكَثِيْرِ مِنْهُمْ فِي الْمَحَافِلِ وَمَجْمَعِ الْعَسَاكِرِ وَلَمْ يَرِدْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِنْكَارٌ عَلٰى رَاوِي ذٰلِكَ ﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ : "حضرت علامہ **قاضی عیاض** رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ اِس قصہ کو ثقہ رَایوں کی ایک بہت بڑی تعداد جس کو جمِ غفیر کہا جا سکتا ہے ، نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متصل رِوایت کیا ہے اور یہ واقعہ بڑی بڑی محافل اور بڑے بڑے لشکروں میں بہت زیادہ اِجتماعات میں واقعہ ہوا ہے اور کسی ایک نے بھی اِس واقعہ کے کسی ایک راوی پر بھی اِعتراض نہیں کیا۔"

[۳].. مفتی **احمد یار خان نعیمی** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

"**حضورِ انور** صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ حضرت **موسیٰ** علیہ السلام کے معجزے سے اَفضل ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مارا تو اُس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے کیونکہ پتھر سے پانی جاری کر دینا واقعی معجزہ ہے مگر اُنگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دینا اِس سے بھی بڑا معجزہ ہے۔" ⁽²⁾

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

[**اَلْاِنْتِبَاه**]: اِس حدیثِ پاک میں مذکور ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس وضو وغیرہ کیلئے پانی کم تھا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی میں اِضافہ کیلئے غیر اللہ یعنی نبیٔ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے **اللہ** جل جلالہ کی عطا سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد بھی کی۔

حدیث :[۲۳]

☆صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد سے اُمتِ مسلمہ جنت میں جائے گی☆

﴿ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ : قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، قَالَ : فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم : اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ

---

(۱) ۔[فتح الباری شرح بخاری : ۶/۱۴۷]

(۲) ۔[مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ : ۸/۱۸۱]

الْجَنَّةِ، قَالَ فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ ﷺ : إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ﴾

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ کیا تم اِس بات پر راضی ہو کہ تم جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہو، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ اضافہ فرمائیں، پھر فرمایا کہ کیا تم اِس پر راضی ہو کہ تم جنت کا تہائی حصہ ہو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر عرض کیا کہ آپ ﷺ مزید اضافہ فرمائیں، پھر فرمایا کہ بے شک مجھے اُمید ہے کہ تم جنت کا نصف حصہ ہو۔'' (۱)
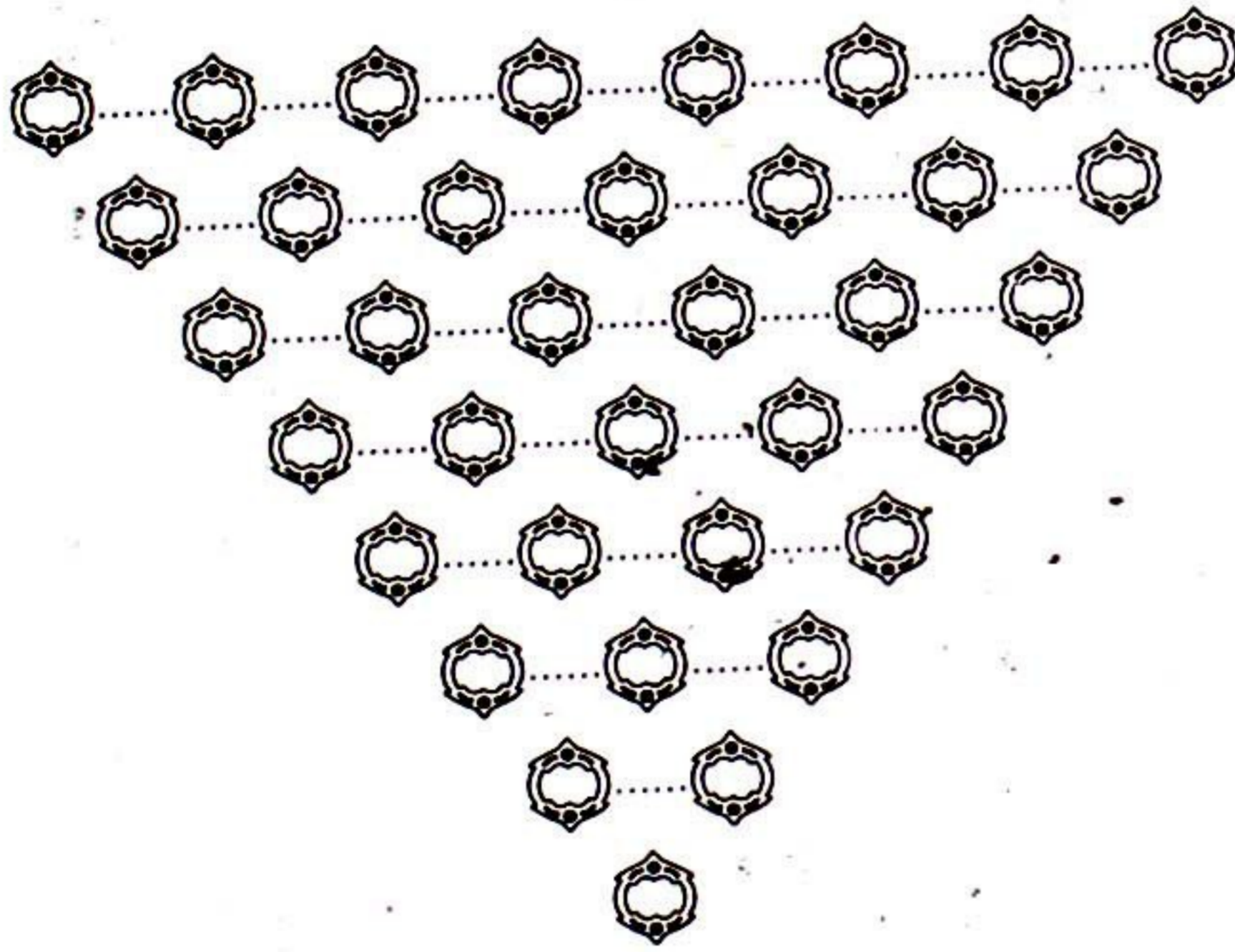
(۱) ۔[صحیح مسلم ،کتاب الایمان (من الآخر) ، باب بیان کون هذه الامة نصف اهل الجنة: ۱/۱۱۷ (رقم الحدیث للتسجیل: ۳۲۴)، (رقم الحدیث للمسلم: ۵۲۹)]......[صحیح بخاری: کتاب الرقاق، باب کیف الحشر : ۹۶۶/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۶۰۴۷) ، (رقم الحدیث للبخاری : ۶۵۳۰]......[جامع ترمذی: کتاب صفة الجنة ، باب ماجاء فی صف اهل الجنة: ۷۷/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۴۷۰)]......[سنن ابن ماجه: کتاب الزهد ،باب صفة امة محمد: ۳۱۷ (رقم الحدیث للتسجیل: ۴۲۷۳)]

﴿اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ : فِیْ نَظْرِیَۃِ الْاِمَامِ الْبُخَارِیِّ لِلْاِسْتِعَانَۃِ﴾

﴿چوتھی فصل: اِمام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے عقیدۂ اِستعانت کے بارے﴾

اِمام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیر اللہ یعنی انبیاء کرام واولیاء عظام سے ضرورت کے وقت مدد حاصل کرنا جائز ہے کیونکہ آپ نے اپنی کتاب بخاری شریف میں مسئلہ اِستعانت پر مختلف اَبواب کے تحت اَحادیث ذکر کی ہیں.

(۱): اِمامِ بخاری کا عقیدۂ اِستعانت

چنانچہ اِمام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں :[کتاب الجهاد] میں [بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ فِی الْحَرْبِ] ''جنگ میں صالحین اور کمزور لوگوں سے مدد طلب کرنے کے بارے باب'' ذکر کیا ہے اور اِس باب کے تحت درج ذیل حدیث ذکر کی ہے۔

حدیث :[۲٤]

☆ کمزوروں کی وجہ سے مدد کی جاتی ہے ☆

﴿حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَۃَ :عَنْ طَلْحَۃَ : عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَہُ فَضْلًا عَلٰی مَنْ دُوْنَہُ ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم :ھَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِکُمْ﴾

ترجمہ : ''حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دوسرے غریب لوگوں سے اپنے آپ کو اَفضل سمجھتے تھے تو نبیِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تمہیں اِنہیں کمزور وغریب لوگوں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور اِنہیں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔'' (۱)

{اَلتَّوْضِیْحُ}

[۱].. علامہ اِبنِ حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

﴿بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ ... اَیْ بِبَرَکَتِہِمْ وَدُعَائِہِمْ وَفِیْ رِوَایَۃِ النَّسَائِیِّ: اِنَّمَا نَصَرَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِضُعْفَتِہِمْ بِدَعْوَاتِہِمْ وَصَلَاتِہِمْ وَاِخْلَاصِہِمْ، قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ: تَاوِیْلُ الْحَدِیْثِ: اَنَّ الضُّعَفَآءَ اَشَدُّ اِخْلَاصًا فِی الدُّعَآءِ وَاَکْثَرُ خُشُوْعًا فِی الْعِبَادَۃِ لِخَلَاءِ قُلُوْبِہِمْ عَنِ التَّعَلُّقِ بِزُخْرُفِ الدُّنْیَا﴾ (۲)

ترجمہ: ''علامہ اِبنِ حجر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ [بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ] کی وَضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اُن کی برکت اور اُن کی دُعا کی وجہ سے مدد کی جاتی ہے اور سنن نسائی کی رِوایت میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اِس اُمت کی مدد فرماتا ہے، اِس کے کمزوروں کی دُعا، نماز اور اِخلاص کے وسیلے سے، حضرت اِبنِ بطال فرماتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بے شک کمزور لوگ دُعا میں اِخلاص زیادہ رکھتے ہیں اور عبادت میں خشوع زیادہ رکھتے ہیں کیونکہ اِن کے دل دنیا کی زیب وزینت کے تعلق سے خالی ہوتے ہیں۔''

[۲].. حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

﴿بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ: اَیْ بِبَرَکَتِہِمْ وَدُعَآئِہِمْ﴾ (۳)

---

(۱)۔[صحیح بخاری: کتاب الجہاد، باب من استعان بالضعفاء والصالحین: ۱/۴۰۵ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۶۸۱)]......[سنن ترمذی: ابواب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی الاستفتاح بصعالیك المسلمین: ۱/۲۰۳ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۶۲۴)]......[سنن نسائی: کتاب الجہاد، باب الاستنصار بالضعیف: ۲/۶۴ (رقم الحدیث للتسجیل: ۳۱۲۷)]......[سنن ابی داؤد: کتاب الجہاد، باب فی الانتصار برذل الخیل: ۱/۳۵۴ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۲۲۷)]

(۲)۔[فتح الباری شرح بخاری: ۶/۱۰۸]

(۳)۔[عمدۃ القاری شرح بخاری: ۱۴/۲۵۰]

ترجمہ : ''حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ [بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ] کی وَضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اُن کی برکت اور اُن کی دُعا کی وجہ سے مدد کی جاتی ہے۔''

[۳].. حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

﴿ مُطَابِقَتُہٗ لِلتَّرْجُمَۃِ مِنْ حَیْثُ اِنَّہٗ اَخْبَرَ بِاَنَّھُمْ لَا یُنْصَرُوْنَھُمْ اِلَّا بِالضُّعَفَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ عَمَلًا بِاِطْلَاقِ الْکَلَامِ وَلٰکِنْ اَھَمُّ ذٰلِکَ وَاَقْوَاہُ اَنْ یَّکُوْنَ فِی الْحَرْبِ یَسْتَعِیْنُوْنَ بِدُعَآئِھِمْ وَیَتَرُکُوْنَ بِھِمْ ﴾ (۱)

ترجمہ : ''حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ اِس حدیث کی عنوان سے مطابقت یہ ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِس بات کی خبر دی ہے کہ اُمتِ محمدیہ کے کمزوروں اور نیک لوگوں کے وسیلے سے ہر کام میں مدد کی جاتی ہے، حدیث کے اَلفاظ سے مطلقاً یہ بات ثابت ہوتی ہے لیکن اِس سے بھی اَہم اور قوی بات یہ ہے کہ جنگوں میں وہ لوگ اِن کمزور لوگوں کی وجہ سے مدد طلب کرتے ہیں اور اِن کی وجہ سے اُنہیں شکست دی جاتی ہے۔''

[۴].. حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

﴿ وَقَالَ الْمُھَلَّبُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اِنَّمَا اَرَادَ بِھٰذَا الْقَوْلِ لِسَعْدٍ: اَلْحَضَّ عَلَی التَّوَاضُعِ وَنَفْیِ الْکِبْرِ وَالزَّھْوِ عَلٰی قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَخْبَرَ اَنَّ بِدُعَآئِھِمْ یُنْصَرُوْنَ وَیُرْزَقُوْنَ لِاَنَّ عِبَادَتَھُمْ وَدُعَآئَھُمْ اَشَدُّ اِخْلَاصًا وَاَکْثَرُ خُشُوْعًا لِخُلُوِّ قُلُوْبِھِمْ مِنَ التَّعَلُّقِ بِزُخْرُفِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِھَا وَصَفَاءِ ضَمَائِرِھِمْ عَمَّا یَقْطَعُھُمْ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی ﴾ (۲)

ترجمہ : ''حضرت مہلب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ اِس کلام شریف سے سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے لوگوں کو تواضع اور اِنکساری کی ترغیب دی اور مومنوں کے دِلوں سے تکبر اور فخر وغرور کا اِزالہ کیا اور اُن کو بتایا کہ اِنہی نیک اور پراگندہ حال کی دُعا سے تمہیں مدد ملتی ہے اور اِنہی کی برکت سے تمہیں رِزق میسر ہوتا ہے اِسلئے کہ اِن کی عبادت و دُعا میں زیادہ اِخلاص اور

(۱)۔[عمدۃ القاری شرح بخاری: ۱۴/ ۱۵۱]

(۲)۔[عمدۃ القاری شرح بخاری: ۱۴/ ۲۵۱]

خشوع وخضوع ہے کیونکہ اِن کے دِل دُنیا کی زیب وزینت کے تعلق سے خالی ہیں اور اِن کے دل ایسی باتوں سے خالی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دور کریں۔"

[۵].. **تفہیم البخاری شرح بخاری میں ہے:**

"کہ اِس حدیث کی عنوان سے مناسبت اِس طرح ہے کہ **سیدِ عالم** ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کمزور اور نیک لوگوں کی برکت اور دُعا سے ہی تمہارے سارے کام سرانجام پاتے ہیں لیکن سب سے اَہم اور قوی ترین جہاد یہ ہے کہ اِن کی دُعا سے **اِستعانت** کریں اور اِن سے برکت حاصل کریں، مہلب نے کہا کہ اِس کلام شریف سے **سیدِ عالم** ﷺ نے لوگوں کو تواضع اور اِنکساری کی ترغیب دی اور مومنوں کے دِلوں سے تکبر اور فخر وغرور کا اِزالہ کیا اور اُن کو بتایا کہ اِنہی نیک اور پراگندہ حال کی دُعاء سے تمہیں مدد ملتی ہے اور اِنہی کی برکت سے تمہیں رِزق میسر ہوتا ہے کیونکہ اِن کی عبادت ودُعا میں اِخلاص ہے، اِسماعیلی نے کہا ہے کہ **اللہ تعالیٰ** اِس اُمت کے کمزور اور نیک لوگوں کی دُعاء وبرکت سے اِس اِمت کی مدد کرتا ہے۔" (۱)

[٦].. **نزہۃُ القاری شرح بخاری میں ہے:**

"کہ یہ حدیث اِس بات کی دلیل ہے کہ نیک اور صالح مسلمانوں کے صدقے سے مدد بھی ملتی ہے اور روزی بھی اور یہ اِس بات کی بھی دلیل ہے کہ صالحین سے توسل جائز ہے۔" (۲)

[اَلْاِنْتِبَاہ]: **اِمام بخاری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے مذکورہ بالا حدیث پر مشتمل باب کو جس ترتیب اور عنوان کے تحت درج کیا ہے، اِس سے مسئلہ **اِستعانت واِستغاثہ** کے جواز پر خود اُن کا اپنا عقیدہ نکھر کر سامنے آجاتا ہے کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا کوئی شرک والا عمل نہیں ہے۔

(۲): اِمام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا عقیدۂ اِستعانت

اِمام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے [کتاب الصلوۃ] میں [بَابُ الْاِسْتِعَانَۃِ بِالنَّجَّارِ وَالصَّنَّاعِ فِیْ اَعْوَادِ الْمِنْبَرِ وَالْمَسْجِدِ] "منبر اور مسجد کی تیاری میں بڑھئی اور صنعتکار سے مدد مانگنا"

(۱)۔[تفہیم البخاری شرح بخاری: ۴/۴۴۷]

(۲)۔[نزہۃ القاری شرح بخاری: ۴/۹۴]

عنوان سے باب قائم کیا، پھر اس کے تحت موضوع کے مطابق مندرجہ ذیل حدیث نقل فرمائی:

حدیث :[۲۵]

☆ حضور ﷺ کا بڑھئی سے مدد حاصل کرنا ☆

﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ : عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ : عَنْ سَهْلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى اِمْرَاَةٍ ، مُرِيْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ ، يَعْمَلْ لِيْ اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ ﴾ (۱)

ترجمہ : ”حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ایک عورت کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنے غلام بڑھئی کو حکم دے کہ وہ میرے لئے لکڑیوں سے ایسا منبر تیار کرے جس پر میں بیٹھوں۔“

(۳) :اِمام بخاری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا عقیدۂ استعانت

اِمام بخاری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے صحیح بخاری میں [كِتَابُ الزَّكٰوةِ] میں [اَلْاِسْتِعْفَافُ عَنِ الْمَسْئَلَةِ] ”دوسروں سے سوال کرنے سے بچنا“ کے عنوان سے باب قائم کیا، پھر اس باب کے تحت اس موضوع کے مطابق مندرجہ ذیل حدیث نقل فرمائی:

حدیث :[۲۶]

☆ حضور کا ﷺ صحابی رسول کو عطا کرنا ☆

﴿ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ : قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ: عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: اَنَّ حَكِيْمَ ابْنَ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ :سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَانِيْ ،ثُمَّ سَاَلْتُهُ ، فَاَعْطَانِيْ ، ثُمَّ سَاَلْتُهُ ، فَاَعْطَانِيْ ﴾

---

(۱)۔[صحیح بخاری: کتاب الصلوۃ : باب الاستعانة بالنجار والصناع فی اعواد المنبر والمسجد : ۶۴/۱ (رقم الحدیث للتسجیل : ۴۴۸)]

ترجمہ: ''حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا کیا، میں نے پھر کچھ مانگا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا کیا، میں نے پھر کچھ مانگا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطاء کیا۔'' (1)

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیثِ مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنی مشکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے بلکہ اُن کے سوال کو پورا فرماتے، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ سے حاجت طلب کرنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ مبارک ہے۔

(۳): اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ اِستعانت

اِس کے بعد اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے [مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا] ''جو لوگوں سے کثرت سے سوال کرتے ہیں'' کے عنوان سے باب قائم کیا، پھر اِس باب کے تحت اِس موضوع کے مطابق مندرجہ ذیل حدیث نقل فرمائی:

حدیث: [۲۷]

☆ تمام اُمتوں کا نبیوں سے اِستغاثہ کرنا ☆

﴿حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرَ: قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ

(۱)۔[صحیح بخاری: کتاب الزکوۃ، باب الاستعفاف عن المسئلۃ: ۱۹۹/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۳۷۹)، (رقم الحدیث للبخاری: ۱۴۷۲)]...... [صحیح مسلم: کتاب الزکوۃ، باب بیان ان الید العلیا: ۳۳۲/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۷۱۷)]...... [سنن ترمذی: کتاب صفۃ القیامۃ، باب فی صفۃ اوانی الحوض: ۶۹/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۳۸۷)]...... [سنن نسائی: کتاب الزکوۃ، باب الید العلیا: ۳۵۰/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۴۸۴)]

رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم : مَایَزَالُ الرَّجُلُ یَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰی یَأْتِیَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَیْسَ فِیْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ ، وَقَالَ : اِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُوْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْاُذُنِ ، فَبَیْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوْا بِآدَمَ علیہ السلام ، ثُمَّ بِمُوْسٰی علیہ السلام ، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ﴾ (1)

ترجمہ : " حضرت حمزہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص مسلسل لوگوں سے سوال کرتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے روز اِس حالت میں آئے گا کہ اُس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہیں رہے گی اور فرمایا کہ بے شک سورج قیامت کے دن لوگوں کے قریب آجائے گا حتی کہ پسینہ نصف کانوں تک پہنچ جائے گا ،لوگ اِسی حالت میں حضرت آدم علیہ السلام سے مدد چاہیں گے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِستغاثہ (مدد طلب) کریں گے۔

دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی — کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہنا ہو گا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے — خدا گواہ یہی حال آپ کا ہو گا
کہیں گے اور نبی اِذھبوا اِلیٰ غیری — میرے حضور کے لب پر اَنا لہا ہوگا

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیثِ مبارک میں بالکل واضح لفظ [اِسْتَغَاثُوْا] ذکر کیا گیا ہے جو اِس بات کی دلیل ہے کہ بروزِ محشر انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے اِستغاثہ (مدد طلب) کرنا کوئی اَمرِ قبیح اور شرک نہیں بلکہ ایک جائز اَمر ہے، اگر یہ عمل شرک ہوتا تو نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اِس کو بیان فرماتے اور نہ ہی اِمام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی کتاب میں ایسے الفاظ کے ساتھ حدیث نقل کرتے ،لہذا اِمام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اِس حدیث کو ذکر کرنا اِس بات کی دلیل ہے کہ اُن کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ غیر اللہ سے اِستعانت ایک جائز عمل ہے۔

---

(۱)۔ [صحیح بخاری: کتاب الزکوۃ، باب من سأل الناس تکثرا : ۱۹۹/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۳۸۱)، (رقم الحدیث للبخاری : ۱۴۷۲)]

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ : فِیْ نَظْرِیَۃِ الشَّفَاعَۃِ

پانچویں فصل: عقیدۂ شفاعت کے بارے

☆ عقیدۂ شفاعت ☆

اَللّٰہ تعالیٰ اپنے فضلِ عمیم (عام فضل) سے روزِ محشر اپنے گناہگار بندوں کو بخش دے گا، بندے اُس کے مجرم ہیں، وہی بخشنے والا ہے، اِس بخشش میں اُس پر کسی کا زور نہیں، وہی تنہا اِس مغفرت اور کرم نوازی کا مالک ہے لیکن اَللّٰہ تعالیٰ اپنے مقبول اور مقرب بندوں کی عزت اور وجاہت دِکھانے کیلئے، اَپنے محبوب اور پسندیدہ بندوں کی شان ظاہر کرنے کیلئے، اَپنے خاص بندوں کی خصوصیت جتلانے کیلئے اِن کو روزِ محشر یہ اِعزاز عطا فرمائے گا، یہ مقام عطاء فرمائے گا، اُنہیں اِجازت دے گا کہ وہ اُس کے گناہ گار بندوں کی سفارش کریں اور اَللّٰہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اِن کی شفاعت قبول فرمائے گا کہ بے حساب گناہ گاروں کو بخش دے گا۔ (۱)

بڑھے گی جب زیادہ آفتابِ حشر کی گرمی
تیری رحمت پکارے گی یہی میدانِ محشر میں
چلے آؤ ، گناہ گارو ! چلے آؤ
ہزاروں کوس کا سایہ ہے دامانِ پیغمبر میں

☆ شفاعت کا لغوی معنیٰ ☆

شفاعت کا لفظ [شَفْعٌ] سے ماخوذ ہے، جس کا معنیٰ ہے ملانا.

علامہ اِبنِ اَثیر جزری شفاعت کا معنیٰ یوں ذکر کرتے ہیں:

﴿ شَفْعٌ : هِیَ مُشْتَقٌّ مِنَ الزِّیَادَۃِ لِاَنَّ الشَّفِیْعَ یَضُمُّ الْمَبِیْعَ اِلٰی مِلْکِہٖ

(۱)۔[شرح صحیح مسلم: ۳۸/۲]

فَيُشْفَعُهُ لَهُ كَأَنَّهُ كَانَ وَاحِدًا وِتْرًا فَصَارَ زَوْجًا شَفْعًا وَالشَّافِعُ هُوَ الْجَاعِلُ الْوِتْرَ شَفْعًا ﴾ (۱)

ترجمہ: ”[شَفْعٌ] کا معنی ملانا اور زیادتی ہے کیونکہ شفعہ کرنے والا مبیعہ کو اپنی مِلک کے ساتھ ملاتا ہے گویا کہ وہ ایک اور طاق کو، دو اور جفت کرتا ہے اور شافع وہ شخص ہے جو طاق کو جفت کرنے والا ہے۔ (۲)

علامہ اِبنِ اَثیر جزری مزید شفاعت کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

﴿ اَلشَّفَاعَةُ : السُّؤَالُ فِي التَّجَاوُزِ عَنِ الذُّنُوْبِ وَالْجَرَائِمِ بَيْنَهُمْ ﴾ (۳)

ترجمہ: ”شفاعت آپس میں جرائم اور معاصی سے درگذر کرنے کی درخواست کرنا۔“

اور شفاعت بمعنی سفارش کرنا، یہ لفظ بہت اَحادیث میں وارِد ہے اور یہ عام ہے کہ وہ دنیا کے کاموں میں ہو یا آخرت کے اُمور میں، اِس کا معنی یہ ہے کہ کسی کے گناہوں اور غلطیوں کی معافی چاہنا۔ (۴)

☆ شفاعت کا اِصطلاحی معنی ☆

علامہ اِبنِ حجر عسقلانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه لکھتے ہیں:

﴿ اِنْضِمَامُ الْأَدْنٰى اِلَى الْأَعْلٰى لِيَسْتَعِيْنَ بِهِ عَلٰى مَا يَرُوْمُهُ ﴾ (۵)

ترجمہ: ”اَدنیٰ کو اَعلیٰ سے ملانا تاکہ وہ اِس کے ذریعے اپنے مقصد کے مطابق مدد حاصل کرسکے۔“

شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

”بہت زیادہ گناہوں میں عذاب کی کمی یا مکمل طور پر عذاب ختم کرنے یا صغیرہ گناہوں کی

(۱)۔[نہایۃ فی غریب الحدیث: ۴۸۵/۲]

(۲)۔[شرح صحیح مسلم: ۳۸/۲]

(۳)۔[لغات الحدیث: ۹۷/۳]

(۴)۔[شرح صحیح مسلم: ۳۹/۲]

(۵)۔[فتح الباری شرح بخاری: ۵۲۷/۱۱]

معافی یا جب نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں تو دُخولِ جنت یا بلندیٔ دَرَجات کیلئے مقبولِ بارگاہ صمدیت، اَللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُس کی اِجازت سے یا اُس کی عطا کردہ وجاہت اور محبوبیت کی وجہ سے کسی شخص کی سفارش کرنا۔ (۱)

☆ شفاعت کے بارے مختلف گروہوں کے نظریات ☆

(۱) **خوارج**: شفاعت کے مطلقاً قائل نہیں۔

(۲) **معتزلہ**: صغائر کی مغفرت اور رفعِ درجات کیلئے شفاعت کے قائل ہیں جبکہ معصیتِ کبیرہ کیلئے شفاعت کے قائل نہیں۔

(۳) **وھابیہ**: دُنیا میں طلبِ شفاعت کے قائل نہیں۔

(۴) **دیابنہ**: آخرت میں اَللہ تعالیٰ کی اِجازت سے شفاعت کے قائل ہیں، صغائر وکبائر کی بخشش اور رفعِ دَرَجات کیلئے جبکہ شفاعت بِالوجاہت یا شفاعت بالمحبت کے قائل نہیں۔

(۵) **اھلسنت والجماعت**: دنیا اور آخرت میں صغائر وکبائر کی مغفرت اور تخفیفِ عذاب اور بعض کفار کیلئے تخفیفِ عذاب اور رفعِ درجات، ہر قسم کی شفاعت کے قائل ہیں خواہ شفاعت بالاذن ہو یا بالوجاہت یا بالمحبت۔

☆ شفاعت کے بارے مختلف محدثینِ عظام کے نظریات ☆

علامہ ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه شفاعت کے بارے لکھتے ہیں:

﴿ حَاصِلُهُ: اَنَّ الْخَوَارِجَ الطَّائِفَةُ الْمَشْهُوْرَةُ الْمُبْتَدِعَةُ كَانُوْا يُنْكِرُوْنَ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ الصَّحَابَةُ رضی اللہ عنہ يُنْكِرُوْنَ اِنْكَارَهُمْ وَ يُحَدِّثُوْنَ بِمَا سَمِعُوْا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي ذٰلِكَ : فَاَخْرَجَ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ رضی اللہ عنہ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ :عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:مَنْ كَذَبَ بِالشَّفَاعَةِ فَلَا نَصِيْبَ لَهٗ فِيْهَا ، اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ رضی اللہ عنہ فِي الْبَعْثِ مِنْ طَرِيْقِ يُوْسُفَ بْنِ وَهْرَانَ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: خَطَبَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: اِنَّهٗ

(۱)۔[شرح صحیح مسلم : ۳۹/۲]

سَيَكُونُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يُكَذِّبُونَ بِالرَّجْمِ وَيُكَذِّبُونَ بِالدَّجَّالِ وَيُكَذِّبُونَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَيُكَذِّبُونَ بِالشَّفَاعَةِ وَيُكَذِّبُونَ لِقَوْمٍ يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ، قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ رضی اللہ عنہ: اَنْكَرَتِ الْمُعْتَزِلَةُ وَالْخَوَارِجُ الشَّفَاعَةَ فِي إِخْرَاجِ مَنْ أُدْخِلَ النَّارَ مِنَ الْمُذْنِبِيْنَ وَتَمَسَّكُوْا بِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿فَمَا تَنْفَعُ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾: وَاَجَابَ اَهْلُ السُّنَّةِ بِاَنَّهَا فِي الْكُفَّارِ وَجَآءَتِ الْاَحَادِيْثُ فِي إِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ مُتَوَاتِرَةً وَدَلَّ عَلَيْهَا قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ [الاسرا: ۷۹] وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الشَّفَاعَةُ وَبَالَغَ الْوَاحِدِيُّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ، فَنَقَلَ فِيْهِ الْإِجْمَاعَ وَقَالَ الطَّبْرِيُّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ: قَالَ اَكْثَرُ اَهْلِ التَّاوِيْلِ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ هُوَ الَّذِيْ يَقُوْمُهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِيُرِيْحَهُمْ مِنْ كُرَبِ الْمَوْقِفِ، ثُمَّ اَخْرَجَ عِدَّةَ اَحَادِيْثَ فِي بَعْضِهَا التَّصْرِيْحُ بِذٰلِكَ وَفِي بَعْضِهَا مُطْلَقُ الشَّفَاعَةِ ـ فَمِنْهَا حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: " اَلْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الشَّفَاعَةُ " عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: " عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ ......الخ، قَالَ: " سُئِلَ عَنْهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: " اَلشَّفَاعَةُ " لٰكِنَّ الشَّفَاعَةَ الَّتِيْ وَرَدَتْ فِي الْاَحَادِيْثِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ نَوْعَانِ: اَلْاَوَّلُ: الْعَامَّةُ فِيْ فَصْلِ الْقَضَآءِ وَالثَّانِيْ الشَّفَاعَةُ فِيْ إِخْرَاجِ الْمُذْنِبِيْنَ مِنَ النَّارِ﴾ (۱)

ترجمہ: ''کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ خوارج جو مشہور بدعتی گروہ ہے، یہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ ان کے انکار کا انکار کرتے ہیں (یعنی شفاعت کو ثابت کرتے ہیں) اور اِس بارے میں جو حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں، وہ بیان کرتے ہیں، پس حضرت سعید بن منصور رضی اللہ عنہ سند صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے شفاعت کا انکار کیا اُس کا شفاعت میں کوئی حصہ نہیں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البعث میں یوسف بن وہران کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

(۱)۔[فتح الباری شرح بخاری: ۱۱/ ۵۱۹]

رِوایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطاب کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ عنقریب اِس اُمت میں ایک قوم آئے گی جو رَجم، دَجال، عذابِ قبر، شفاعت اور ایک قوم کے جہنم سے نکلنے کا اِنکار کرے گی، حضرت اِبنِ بطال رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ فرماتے ہیں کہ معتزلہ اور خوارِج نے ایسے گناہگاروں کے بارے شفاعت کا اِنکار کیا ہے جنہیں جہنم سے نکالا جائے گا اور اِنہوں نے اَللہ تعالیٰ کے قول: ''پس کسی سفارش کرنے والے کی سفارش فائدہ نہ دے گی'' سے دلیل حاصل کی ہے۔

اور اہلِ سنت نے اِس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے نازل ہوئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کرنے کے بارے اَحادیث متواتر کی حد تک پہنچی ہیں اور اِس کی دلیل اَللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ''عنقریب تمہارا رب عزوجل تمہیں مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔''

اور جمہور علماء کے نزدیک اِس سے مراد شفاعت ہے اور علامہ واحدی نے اِس میں مبالغہ کرتے ہوئے علماءِ کرام کا اِجماع نقل کیا ہے اور اِمام طبری رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ نے فرمایا ہے کہ اَکثر اہلِ رائے کے نزدیک اِس سے مراد وہ مقامِ محمود ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فائز ہوں گے تاکہ آپ لوگوں کو میدانِ محشر کی تکلیفوں سے راحت پہنچائیں، پھر علامہ طبری رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ نے کثیر اَحادیث بیان کی ہیں جن میں سے بعض میں مقامِ محمود کی تصریح ہے اور بعض میں مطلق شفاعت کا ذکر ہے، پس اُن میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت اِبنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقامِ محمود سے مراد شفاعت ہے۔

حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رِوایت ہے کہ رَسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قولِ باری تعالیٰ ﴿عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا﴾ کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اِس سے مراد شفاعت ہے، لیکن وہ شفاعت جو اَحادیث مذکورہ میں مقامِ محمود کے بارے وارِد ہوئی ہے اُسکی دو قسمیں ہیں: پہلی شفاعتِ عامہ جو میدانِ محشر میں فیصلوں کے بارے ہوگی اور دوسری قسم گناہگاروں کو جہنم سے نکالنے کیلئے ہوگی۔''

حضرت علامہ قاضی عیاض رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ لکھتے ہیں:

﴿ قَالَ الْقَاضِی عِیَاضٌ : مَذْھَبُ اَھْلِ السُّنَّةِ جَوَازُ الشَّفَاعَةِ عَقْلًا وَوُجُوْبُھَا سَمْعًا بِصَرِیْحِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: " یَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهُ قَوْلًا " : وَقَوْلُهُ تَعَالٰی : " وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی ": وَبِخَبَرِ الصَّادِقِ وَقَدْ جَآئَتِ الْاٰثَارُ الَّتِیْ بَلَغَتْ بِمَجْمُوْعِھَا التَّوَاتُرَ بِحُجَّةِ الشَّفَاعَةِ فِی الْاٰخِرَةِ لِمُذْنَبِی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَجْمَعَ السَّلَفُ الصَّالِحُ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِّنْ اَھْلِ السُّنَّةِ عَلَیْھَا وَمَنَعَتِ الْخَوَارِجُ وَبَعْضُ الْمُعْتَزِلَةِ فِیْھَا وَتَعَلَّقُوْا بِمَذَاھِبِھِمْ فِیْ تَخْلِیْدِ الْمُذْنِبِیْنَ فِی النَّارِ وَاحْتَجُّوْا بِقَوْلِ اللهِ تَعَالٰی: " فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ ": وَبِقَوْلِهٖ تَعَالٰی : " مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ " : وَھٰذِهِ الْاٰیَاتُ فِی الْکُفَّارِ وَاَمَّا تَاوِیْلُھُمْ اَحَادِیْثَ الشَّفَاعَةِ بِکَوْنِھَا فِیْ زِیَادَةِ الدَّرَجَاتِ فَبَاطِلٌ وَاَلْفَاظُ الْاَحَادِیْثِ فِی الْکِتَابِ وَغَیْرِهٖ صَرِیْحَةٌ فِیْ بُطْلَانِ مَذْھَبِھِمْ وَاِخْرَاجِ مَنِ اسْتَوْجَبَ النَّارَ: وَلٰکِنَّ الشَّفَاعَةَ خَمْسَةُ اَقْسَامٍ : اَوَّلُھَا مُخْتَصَّةٌ بِنَبِیِّنَا وَھِیَ الْاِرَاحَةُ مِنْ ھَوْلِ الْمَوْقِفِ وَتَعْجِیْلِ الْحِسَابِ:وَالثَّانِیَةُ : فِیْ اِدْخَالِ قَوْمِ الْجَنَّةِ بِغَیْرِ حِسَابٍ:وَالثَّالِثَةُ : الشَّفَاعَةُ لِقَوْمٍ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ فَیَشْفَعُ فِیْھِمْ نَبِیُّنَا وَمَنْ یَّشَآءُ اللهُ:وَالرَّابِعَةُ : فِیْمَنْ دَخَلَ النَّارَ مِنَ الْمُذْنِبِیْنَ فَقَدْ جَآءَتْ ھٰذِهِ الْاَحَادِیْثُ بِاِخْرَاجِھِمْ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ نَبِیِّنَا وَالْمَلَائِکَةِ وَاِخْوَانِھِمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ، ثُمَّ یُخْرِجُ اللهُ تَعَالٰی کُلَّ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَلَا یَبْقٰی فِیْھَا اِلَّا الْکَافِرُوْنَ: وَالْخَامِسَةُ : الشَّفَاعَةُ فِیْ زِیَادَةِ الدَّرَجَاتِ فِی الْجَنَّةِ لِاَھْلِھَا ﴾ (1)

ترجمہ : ''حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ سنت کا مذہب یہ ہے کہ **شفاعت** عقلاً جائز ہے اور اِس کا واجب ہونا سمعی (قرآن وحدیث سے ثابت) ہے جیسا کہ **اللہ تعالیٰ** نے ارشاد فرمایا: ''اُس دن کسی کی سفارش کام نہ آئے گی مگر جس کو

(1)۔[شرح صحیح مسلم: ۱/۱۰۴]

رحمٰن نے اِجازت دی ہوگی اور وہ اُس کی بات سے راضی ہوا ہوگا۔" اور اِسی طرح ایک اور مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور وہ سفارش نہ کریں گے مگر جس سے وہ راضی ہوگا۔"

اور شفاعت اَحادیثِ مبارکہ سے بھی ثابت ہے اور آخرت میں مومنوں کے گناہوں کی بخشش کیلئے شفاعت کے حجت (دلیل) ہونے پر اِس قدر زیادہ اَحادیث مروی ہیں کہ جن کی تعداد تواتر کی حد تک پہنچتی ہے، اور اَہلسنت کے قدیم وجدید کثیر علماء کرام کا شفاعت کے حق ہونے پر اِجماع ہے، اَلبتہ کچھ خوارج اور بعض معتزلہ نے اِس کا اِنکار کیا ہے اور اُنہوں نے اپنا مذہب یہ بیان کیا ہے کہ گناہگار اُمتی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور اُنہوں نے اَللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل اَقوال سے دلیل حاصل کی ہے: "پس اُن کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی۔" اور اِسی طرح ایک اور مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: پس ظالموں کیلئے کوئی دوست نہیں ہے اور نہ ہی کوئی سفارشی جس کی بات قبول کی جائے۔" حالانکہ یہ آیات کفار کے بارے نازل ہوئی ہیں۔

اِسی طرح اُن کا اَحادیثِ شفاعت کی یہ تاویل کرنا بھی باطل ہے کہ شفاعت صرف درجات کی بلندی کیلئے ہوگی، کیونکہ کتاب اللہ اور اَحادیثِ مبارکہ کے ظاہری اَلفاظ اِن کے مذہب کو باطل کرنے اور جہنمیوں کے جہنم سے (شفاعت کے ذریعے) نکالنے کے بارے واضح ہیں۔

البتہ شفاعت پانچ قسم کی ہے: **پہلی قسم**: ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور یہ شفاعت قیامت کی ہولناکیوں اور حساب کتاب کے جلدی ہونے کیلئے ہوگی اور **دوسری قسم**: ایک قوم کو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل کرنے کے بارے ہے اور **تیسری قسم**: یہ شفاعت اُس قوم کے بارے ہے جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوگی، پس ایسی قوم کی ہمارے نبی ﷺ بھی سفارش کریں گے اور اِن کے علاوہ بھی جس کے بارے اَللہ عزوجل چاہے گا۔
چوتھی قسم: یہ شفاعت اُن لوگوں کے بارے ہوگی جو جہنم میں داخل ہوچکے ہوں گے، پس اِس قسم کے بارے اَحادیث مروی ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ، فرشتے اور مومن بھائی سفارش کرکے اُس قوم کو جہنم سے نکالیں گے، پھر اَللہ تعالیٰ ہر اُس بندے کو جہنم سے نکالے گا جس

نے کلمہ طیبہ کا اقرار کیا ہوگا، پس جہنم میں کافروں کے علاوہ کوئی بھی کلمہ گو نہیں رہے گا،
پانچویں قسم: یہ شفاعت جنتیوں کے جنت میں درجات کی بلندی کیلئے ہوگی۔"

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

"کہ شفاعت بنا ہے [شَفْعٌ] سے بمعنی ملنا اور جوڑا ہوا، اس کا مدمقابل ہے [وَتْرٌ]، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ] شفیع وہ ہے جو قیامت میں گناہگاروں سے مل کر انہیں اپنے سینے سے لگالے گا۔ شفاعت دو قسم کی ہے: (۱): شفاعت کبریٰ. (۲): شفاعت صغریٰ.

شفاعت کبریٰ صرف حضور ﷺ کریں گے، اس شفاعت کا فائدہ ساری خلقت حتی کہ کفار کو بھی پہنچے گا کہ اس شفاعت کی برکت سے حساب کتاب شروع ہو جائے گا اور قیامت کے دن سے نجات ملے گی، یہ شفاعت قیامت کے دن اُس وقت ہوگی جب اللہ تعالیٰ کے عدل کا اظہار ہوگا اور یہ شفاعت حضور ﷺ ہی کریں گے، اُس وقت کوئی نبی اس شفاعت کی جرأت نہ فرمائے گا، شفاعت صغریٰ: اللہ تعالیٰ کے ظہورِ فضل کے وقت ہوگی، یہ شفاعت بہت سے لوگوں بلکہ قرآن، رمضان، روزہ، حجرِ اسود اور خانہ کعبہ بھی کریں گے، حضور ﷺ رفعِ درجات کیلئے صالحین حتی کہ نبیوں کی بھی شفاعت کریں گے اور گناہوں کی معافی کیلئے ہم گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے۔ (۱)

أَنْتَ الشَّفِيعُ الَّذِىْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ عَلَى الصِّرَاطِ إِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاكَ لَا أَنْسَاهُمَا أَبَدًا مِنِّىْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَاجَرَى الْقَلَمُ
دِکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہنا ہوگا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا
کہیں گے اور نبی اِذھبوا اِلٰی غیری میرے حضور کے لب پر اَنا لہا ہوگا
مجمع محشر میں گھبرائی پھرتی ہے ڈھونڈنے نکلی ہے مجرم کو شفاعت تیری
چین پائیں گے تڑپتے ہوئے دل محشر میں غم کسے یاد رہے دیکھ کے صورت تیری

(۱)۔﴿مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ﴾

حدیث :[۲۸]

☆ حضور ﷺ کو شفاعتِ کبریٰ کی خصوصیت عطا کی گئی ☆

﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ يَحْيٰ : قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ :عَنْ سَيَّارٍ: عَنْ يَزِيْدَ الْفَقِيْرِ : عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللهِ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ :كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلٰى كُلِّ اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَيِّبَةً طَهُوْرًا وَّمَسْجِدًا ، فَاَيُّمَا رَجُلٍ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ صَلّٰى حَيْثُ كَانَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيْرَةِ شَهْرٍ وَّاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ ﴾ (۱)

ترجمہ :''حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی بھی نبی کو نہیں عطا کی گئیں :(۱): ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا لیکن میں ہر سرخ اور سیاہ (یعنی تمام لوگوں) کی طرف بھیجا گیا ہوں،(۲): میرے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے کسی نبی کیلئے حلال نہیں تھا،(۳): میرے لئے پوری زمین کو صاف، پاک اور جائے سجدہ بنایا گیا، پس تم میں سے جو شخص بھی نماز کا وقت پائے پس وہ جہاں پر بھی ہے وہاں ہی نماز پڑھ لے،(۴): میری (دشمنوں پر) ایک ماہ کی مسافت سے رُعب کے ذریعہ مدد کی گئی اور (۵): مجھے شفاعت (کبریٰ) کا حق عطا کیا گیا۔''

{اَلتَّوْضِيْحُ}

[۱].. علامہ ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

(۱)۔[صحیح مسلم : کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ ، باب (من الاول) : ۱/۱۹۹ (رقم الحدیث للتسجیل : ۸۱۰)، (رقم الحدیث للمسلم: ۱۱۶۳)]......[صحیح بخاری: کتاب التیمم ، باب الاول : ۱/۴۸ (رقم الحدیث للتسجیل:۳۳۵)]......[سنن نسائی : کتاب الغسل ، باب التیمم بالصعید : ۱/۷۳ (رقم الحدیث للتسجیل: ۴۲۹)]......[مشکوۃ المصابیح : کتاب فضائل سید المرسلین ،الفصل الاول : ۵۱۲]

﴿ اَلْمُرَادُ :اَلشَّفَاعَةُ الْعُظْمٰی فِیْ اِرَاحَةِ النَّاسِ مِنْ هَوْلِ الْمَوْقِفِ وَلَا خِلَافَ فِیْ وُقُوْعِهَا وَكَذَا جَزَمَ النَّوَوِیُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْه وَغَیْرُهٗ وَقِیْلَ : اَلشَّفَاعَةُ لِخُرُوْجِ مَنْ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ اِیْمَانٍ وَقَالَ الْبَیْهَقِیُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْه فِی الْبَعْثِ یَحْتَمِلُ اَنَّ الشَّفَاعَةَ الَّتِیْ یُخْتَصُّ بِهَا اَنَّهٗ یَشْفَعُ لِاَهْلِ الصَّغَائِرِ وَالْكَبَائِرِ ﴾ (۱)

ترجمہ : ''حدیث میں شفاعت سے مراد شفاعتِ عظمٰی ہے جو لوگوں کو محشر کی ہولناکیوں سے نجات دِلانے کیلئے ہوگی اور اِس کے واقع ہونے کے بارے کسی کا کوئی اِختلاف نہیں اور امام نووی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْه وغیرہ نے اسی بات کی تائید کی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اِس سے مراد وہ شفاعت ہے جو اُن لوگوں کو جہنم سے نکالنے کیلئے ہوگی جن کے دل میں رائی کے برابر اِیمان ہوگا اور اِمام بیہقی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْه نے بعث میں فرمایا کہ یہ بھی اِحتمال ہے کہ اِس سے وہ شفاعت مراد ہو جس کے ساتھ حضور ﷺ کو خاص کیا گیا ہے جو آپ صغیرہ وکبیرہ گناہ کرنے والوں کیلئے شفاعت کریں گے۔''

[۲].. حضرت ملا علی قاری رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْه فرماتے ہیں:

﴿ وَفِی الْجَامِعِ : اَلشَّفَاعَةُ : اَلطَّلَبُ مِنْ فِعْلِ الشَّفِیْعِ وَشَفَعْتُ لِفُلَانٍ اِذَا كَانَ مُتَوَسِّلًا بِكَ فَشَفَعْتَ لَهٗ وَاَنْتَ الشَّافِعُ لَهٗ وَشَفِیْعٌ وَقَالَ ابْنُ دَقِیْقٍ : اَلْاَقْرَبُ: اَنَّ اللَّامَ فِیْهَا لِلْعَهْدِ وَالْمُرَادُ : اَلشَّفَاعَةُ الَّتِیْ اخْتُصَّ بِهَا وَقِیْلَ : اَلشَّفَاعَةُ لِخُرُوْجِ مَنْ فِیْ قَلْبِهٖ مِنْ اِیْمَانٍ مِّنَ النَّارِ وَقِیْلَ : فِیْ رَفْعِ الدَّرَجَاتِ فِی الْجَنَّةِ وَقِیْلَ: اِدْخَالُ قَوْمٍ نِ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ، وَهِیَ اَیْضًا مُخْتَصَّةٌ بِهٖ ﴾ (۲)

ترجمہ : ''اور جامع میں ہے کہ شفاعت کا معنی ہے، سفارش کرنے والے کے فعل کا مطالبہ کرنا اور عربی کا محاورہ اُس وقت بولا جاتا ہے جب تجھ سے وسیلہ طلب کیا جائے اور تو اُس کی سفارش کردے، پس تو اُس کی سفارش کرنے والا ہے اور شفیع ہے اور اِبنِ دقیق نے کہا ہے کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ [الشاعة] میں الف لام عہدی خارجی کا ہو

---

(۱)۔[فتح الباری شرح بخاری : ۱۰/۵۶۸]

(۲)۔[عمدة القاری شرح بخاری : ۴/۱۵]

اور اِس سے مراد وہ شفاعت ہے جس کے ساتھ حضور ﷺ کو خاص کیا گیا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ شفاعت مراد ہے جو ہر اُس فرد کو جہنم سے نکالنے کیلئے ہے جس کے دل میں معمولی بھی اِیمان ہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ یہ شفاعت جنت میں درجات کی بلندی کیلئے ہوگی اور بعض نے کہا ہے کہ یہ شفاعت ایک ایسی قوم کیلئے ہوگی جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گی اور یہ شفاعت بھی حضور ﷺ کے ساتھ خاص کی گئی ہے۔''

[۳].. حضرت اِمام نووی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

﴿هِيَ الشَّفَاعَةُ الْعَامَّةُ الَّتِي تَكُوْنُ فِي الْمَحْشَرِ تَفْزَعُ الْخَلَائِقُ اِلَيْهِ لِاَنَّ الشَّفَاعَةَ فِي الْخَاصَّةِ جُعِلَتْ لِغَيْرِهِ اَيْضًا﴾ (۱)

ترجمہ: ''(حدیث میں مذکور شفاعت سے مراد) شفاعتِ عامہ ہے جو محشر میں ہو گی اور تمام مخلوقات حضور ﷺ کے دامن میں پناہ لیں گی، اِسلئے کہ جو خاص شفاعت ہے وہ حضور ﷺ کے علاوہ کیلئے بھی ثابت ہے۔''

[۴].. حضرت مفتی اَحمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

''یعنی شفاعتِ کبریٰ جسے شفاعتِ عامہ کہتے ہیں، وہ صرف حضور ﷺ ہی کریں گے جبکہ شفاعتِ صغریٰ دوسرے اَنبیاءِ کرام، اَولیاءُ اللہ اور رمضان وقرآن وغیرہ بھی کریں گے، اِسلئے یہاں صرف شفاعتِ کبریٰ ہی مراد ہے۔'' (۲)

[۵].. نزہۃُ القاری شرح بخاری میں ہے:

''کہ شفاعت کے لغوی معنیٰ دُعا کے ہیں اور عرف میں کسی غیر سے کسی غیر کی حاجت کا سوال کرنا، [اَلشَّفَاعَةُ] پر اَلف لام عہدی ہے جس سے مراد شفاعتِ عظمیٰ ہے، مراد یہ ہے کہ میدانِ محشر میں جب کوئی کسی کا نہ ہوگا اور نفسی نفسی کا عالم ہوگا، اُس دن کی سختی سے ہر شخص جان سے عاجز ہوگا، اُس وقت سختیوں میں کمی کرانا اور حساب وکتاب شروع کرانا مراد ہے۔ (۳)

(۱)۔[شرح نووی للمسلم: ۱/۱۹۹]

(۲)۔[مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۸/۹]

(۳)۔[نزہۃ القاری شرح بخاری: ۱/۸۴۱]

ہاں چلو ، حسرت زدو سنتے ہیں۔ وہ دن آج ہے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے
آج عیدِ عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
اَبروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے
خاک اُفتادو بس اُن کے آنے کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اُٹھاتے جائیں گے
کچھ خبر بھی ہے فقیرو ، آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمتِ خلد اپنے صدقے میں لُٹاتے جائیں گے
وُسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمنِ عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے
آنکھ کھولو ، غمزدو ، دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوحِ دل سے نقشِ غم کو اَب مٹاتے جائیں گے
پائے کوباں پُل سے گزریں گے تری آواز پر
رَبِّ سلّم کی صدا پر وجد کرتے جائیں گے

[اَلْاِنْتِبَــــاہ]: اِس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ میرے آقا ﷺ کوشفاعت کا حق عطاء کیا گیا جو اِس بات کی دلیل ہے کہ بروزِ محشر گناہوں کی بخشش کیلئے غیر اللہ یعنی رَسولِ اَکرم ﷺ کی سفارش کام دے گی۔

حدیث :[۲۹]

☆ حضور ﷺ نے شفاعت کی دُعا قیامت کے دن کیلئے مخصوص رکھی ہے ☆

﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْكُرَیْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ كُرَیْبٍ: قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعٰوِیَةَ: عَنِ الْاَعْمَشِ: عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ رضی اللہ عنہ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِیٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّیْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَهِیَ نَائِلَةٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ: مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا ﴾ (۱)

ترجمہ : " حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک دُعا ایسی ضرور ہوتی ہے جو قبول ہوتی ہے پس ہر نبی نے اپنی دُعا خرچ کر لی ہے جبکہ میں نے وہ قیامت کے دن اپنے اُمتیوں کی شفاعت کیلئے بچا رکھی ہے، پس اِنشاءَاللہ یہ دُعا میرے ہر اُس اُمتی کو حاصل ہوگی جو اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا۔"

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا حق عطا کیا گیا ہے جو اِس بات کی دلیل ہے کہ بروزِ محشر گناہگاروں کو گناہوں کی بخشش کیلئے غیراللہ یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کام دے گی۔

حدیث :[۳۰]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے شفاعت کریں گے ☆

﴿ حَدَّثَنِی الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰی اَبُوْ صَالِحٍ: قَالَ: حَدَّثَنَا هِقْلٌ یَعْنِی ابْنَ زِیَادٍ: عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبُوْ عَمَّارٍ: قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ فَرُّوْخَ: قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْهُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ ﴾

(۱)۔ [صحیح مسلم : کتاب الایمان، باب اثبات الشفاعۃ : ۱۱۳/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۹۶)، (رقم الحدیث للمسلم: ۴۹۱)]...... [صحیح بخاری : کتاب الدعوات، باب لکل نبی دعوۃ : ۹۳۲/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۵۸۲۹)، (رقم الحدیث للبخاری: ۶۳۰۴)]...... [سنن ترمذی : کتاب الدعوات : ۲۰۰/۲]...... [سنن ابن ماجہ : کتاب الزھد، باب ذکر الشفاعۃ : ۳۱۹ (رقم الحدیث للتسجیل: ۴۲۹۷)]

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اولادِ آدم میں سردار ہوں گا اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس کی قبر پہلے کھلے گی اور میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا ہوں اور میری سب سے پہلے سفارش قبول کی جائے گی۔'' ﴿۱﴾

﴿ اَلتَّوْضِیْحُ ﴾

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

'' سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے، اِس شفاعت کا نام شفاعتِ کبریٰ ہے، پھر دوسرے شفاعت کریں گے حتی کہ چھوٹے بچے، ماہِ رمضان، قرآنِ مجید، مکہ معظّمہ وغیرہ شفاعت کریں گے، وہ شفاعتیں، شفاعتِ صغریٰ ہیں اِسلئے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع المذنبین کہتے ہیں۔'' ﴿۲﴾

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے گناہگاروں کی شفاعت کریں گے جو اِس بات کی دلیل ہے کہ بروزِ محشر گناہوں کی بخشش کیلئے غیر اللہ یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کام دے گی۔

حدیث : [۳۱]

☆ بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرے گا ☆

﴿ حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی الصَّدَفِیُّ : قَالَ : اَخْبَرَنَا ابْنُ وَھْبٍ: قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُوبْنُ حَارِثٍ : اَنَّ بَکْرَ بْنَ سَوَادَۃَ حَدَّثَہُ :عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَیْرٍ : عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ : اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم تَلَا قَوْلَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ

---

(۱) ۔[صحیح مسلم :کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا :۲/ ۲۴۵(رقم الحدیث للتسجیل:۴۲۲۳)]......[جامع ترمذی : کتاب المناقب ، باب فی فضل النبی :۲/ ۲۰۲ (رقم الحدیث للتسجیل:۳۵۴۹)]......[سنن ابی داؤد:کتاب السنة ، باب فی تخییر بین الانبیاء : ۲/ ۲۹۴(رقم الحدیث للتسجیل:۴۰۵۳)]......[مشکوۃ المصابیح : باب فضائل سید المرسلین ،الفصل الاول : ۵۱۱]

(۲) ۔ [مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ : ۸/ ۵]

اِبْرَاهِيمَ: "رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي" اَلْآيَةَ - وَقَالَ عِيسٰى: "إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ": فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ أُمَّتِي، أُمَّتِي وَبَكٰى، فَقَالَ اللّٰهُ عزوجل يَاجِبْرِيْلُ عَلَيْكَ السَّلَام! اِذْهَبْ إِلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَرَبُّكَ أَعْلَمُ، فَاسْئَلْهُ، مَا يُبْكِيْكَ؟ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ، فَسَأَلَهُ، فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَا قَالَ وَهُوَ أَعْلَمُ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَا جِبْرِيْلُ عَلَيْكَ السَّلَام! اِذْهَبْ إِلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْ: إِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ ﴾ (1)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ قول تلاوت کیا: "کہ اے میرے رب! بے شک ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کرایا، پس جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے" اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا: "اگر تو اِن کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں، ور اگر تو اِن کو بخش دے، تو تُو بے شک غالب حکمت والا ہے، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور عرض کیا: اے اللہ جل جلالہٗ! میری اُمت، میری اُمت، (یہ کہہ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگ پڑے، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرائیل عَلَيْكَ السَّلَام! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور اُن سے پوچھو (حالانکہ ربّ تعالیٰ جانتا ہے) کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ پس جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور رونے کا سبب دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیلِ امین کو وہ بات بتائی جو آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تھی، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرائیل عَلَيْكَ السَّلَام! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ بے شک ہم آپ کو آپ کی اُمت کے بارے راضی کریں گے اور آپ کو رُسوا نہیں کریں گے۔"

(۱)۔ [صحيح مسلم :كتاب الايمان (من الآخر)، باب دعاء النبى لامته، باب ادنى اهل الجنة: ۱/۱۱۳ (رقم الحديث للتسجيل: ۳۰۱)، (رقم الحديث للمسلم: ۴۹۹)]...... [مشكوة المصابيح: باب الحوض والشفاعة، الفصل الاول: ۴۸۹]

جو کچھ تیری رضا ہے خدا کی وہی خوشی
جو کچھ تیری خوشی ہے خدا کو ہے وہی عزیز
محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ
میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

{ اَلتَّوْضِيْحُ }

[۱].. **امام نووی** رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

﴿ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مُشْتَمِلٌ عَلٰى اَنْوَاعٍ مِّنَ الْفَوَائِدِ: مِنْهَا بَيَانُ كَمَالِ شَفْقَةِ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى اُمَّتِهٖ وَاعْتِنَائِهٖ بِمَصَالِحِهِمْ وَاهْتِمَامِهٖ بِاَمْرِهِمْ: وَمِنْهَا الْبَشَارَةُ الْعَظِيْمَةُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ (زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا) بِمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْلِهٖ: سَنُرْضِيْكَ: وَمِنْهَا بَيَانُ عَظْمِ مَنْزِلَةِ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ لُطْفُهٗ سُبْحَانَهٗ بِهٖ ﴾ (۱)

ترجمہ: "یہ حدیث چند فوائد پر مشتمل ہے: اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اِس میں حضور ﷺ کی اُمت پر شفقت اور حضور ﷺ کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مصلحت اور رائے کو تسلیم کرنے کا بیان ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اِس حدیث میں اُمت کیلئے بہت بڑی بشارت ہے (اللہ تعالیٰ اِس اُمت کے مرتبے کو مزید بلند فرمائے) اُس وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے قول [سَنُرْضِيْكَ] میں وعدہ کیا ہے اور ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کا مرتبہ بہت بلند ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی ذات پر خصوصی مہربانی فرمائے۔"

[۲].. حضرت **ملا علی قاری** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ اَیْ وَلَا نَحْزُنُكَ فِیْ حَقِّ الْجَمِيْعِ بَلْ نُنْجِيْهِمْ وَلِاَجْلِ رِضَاكَ نُرْضِيْهِمْ ﴾ (۲)

ترجمہ: "یعنی ہم آپ کو تمام اُمت کے معاملے میں غمگین نہیں کریں گے بلکہ ہم اُن کو (جہنم سے) نجات دے دیں گے اور آپ کو راضی کرنے کیلئے ہم اُن کو راضی کریں گے۔"

---

(۱)۔ [شرح نووی للمسلم: ۱/۱۱۳]
(۲)۔ [مرقات شرح مشکوۃ: ۱۰/۲۸۷]

[۳].. حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

''یعنی اُن دو محبوب نبیوں کی شفاعت کا ذکر پڑھا تو شفیع المذنبین ﷺ کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا، اپنی گناہ گار اُمت یاد آ گئی اور اُس وقت شفاعت فرمائی۔'' ﴿۱﴾

[۴].. حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

''قول باری تعالیٰ: [فسئله مايبكيك] کے تحت کہ سبحان اللہ! کس ناز کا سوال ہے کہ خود جانتا ہے مگر پوچھتا ہے تاکہ محبوب صراحۃً زبانِ پاک سے شفاعت کریں اور اُمتِ گناہ گار کی مشکلیں حل ہوں، دریائے بخشش الٰہی جوش میں آئے۔'' ﴿۲﴾

[۵].. حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

''قول باری تعالیٰ [سَنُرْضِيكَ] کے تحت کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ اپنی اُمت کے متعلق جو چاہیں گے، جو کہیں گے، ہم وہی کریں گے، احادیث مبارکہ میں ہے کہ اِس پر حضور ﷺ نے عرض کیا کہ تیری عزت کی قسم! میں اُس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں ہو۔

آپ مزید فرماتے ہیں کہ اِس حدیث سے حضور ﷺ کی بڑی شان، اُمت پر بڑا کرم، اُمتِ محمدیہ کا بڑا خوش نصیب ہونا معلوم ہوا، سارے بندے اللہ کی رضا چاہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ حضور کو راضی کرنا چاہتا ہے، اِس کی تائید یہ آیتِ کریمہ کر رہی ہے [ولسوف يعطيك ربك فترضى] ﴿۳﴾

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بروزِ محشر پیارے آقا ﷺ کو

---

(۱) -[مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۴۲۵/۷]

(۲) -[مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۴۲۶/۷]

(۳) -[مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۴۲۶/۷]

غمزدہ نہیں کرے گا اور حضور ﷺ کے واسطے سے حضور ﷺ کی اُمت کو بخش کر حضور ﷺ کو راضی کرے گا جو اِس بات کی دلیل ہے کہ بروزِ محشر گناہگاروں کو گناہوں کی بخشش کیلئے غیر اللہ یعنی رَسولِ اَکرم ﷺ کی سفارش کام دے گی۔

حدیث :[۳۲]

☆ جس نے حضور ﷺ کیلئے مقامِ وَسیلہ کی دُعا مانگی اُس کیلئے حضور ﷺ کی شفاعت واجب ہوگئی ☆

﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ : قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ :عَنْ حَيْوَةَ وَسَعِيدِ بْنِ اَبِيْ اَيُّوْبَ وَغَيْرِهِمَا : عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ :عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ اللهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ ﴾ (۱)

ترجمہ :" حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رَسولِ اَکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم موذن سے اَذان سنو، تو تم بھی اُس کی مثل کلمات کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اَللہ تعالیٰ اُس بندے پر اُس کے بدلے دس رَحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وَسیلہ

(۱)۔[صحیح مسلم :کتاب الصلوۃ ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن: ۱/ ۱۶۶(رقم الحدیث للتسجیل : ۵۷۷) ،(رقم الحدیث للمسلم: ۸۴۹)]......[سنن ترمذی :کتاب المناقب ، باب فی فضل النبی : ۲۰۲/۲(رقم الحدیث للتسجیل: ۳۵۴۷)]......[سنن نسائی: کتاب الاذان ، باب الصلوۃ علی النبی: ۱۱۰/۱(رقم الحدیث للتسجیل: ۶۷۱)]......[سنن ابی داؤد: کتاب الصلوۃ ، باب ما یقول اذا سمع المؤذن: ۸۴/۱(رقم الحدیث للتسجیل: ۴۳۹)]

کی دُعا کرو کیونکہ یہ جنت میں ایک جگہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی ایک کیلئے خاص ہے اور مجھے اُمید ہے کہ اِس مقام پر میں ہی فائز ہوں گا، لہٰذا جس نے میرے لئے اِس مقامِ وَسیلہ کا سوال کیا تو اُس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔"

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو مومن بھی دُنیا میں حضور ﷺ کیلئے مقامِ وَسیلہ کی دُعا کرتا رہے گا، بروزِ قیامت اُسے حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی جو اِس بات کی دَلیل ہے کہ بروزِ محشر غیر اللہ یعنی رَسولِ اَکرم ﷺ کی سفارش بندوں کے کام آئے گی۔

حدیث :[۳۳]

☆ بروزِ قیامت تمام اُمتیں نبیوں سے مدد طلب کریں گی ☆

﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ كَامِلٍ : قَالَا :حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ : عَنْ قَتَادَةَ : عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالٰى النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّوْنَ لِذٰلِكَ ، وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ : فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا ،قَالَ: فَيَاْتُوْنَ آدَمَ علیہ السلام فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ آدَمُ اَبُو الْخَلْقِ ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ ، فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهٗ تَعَالٰى مِنْهَاوَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا علیہ السلام اَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ، قَالَ : فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا علیہ السلام فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ ، فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ، فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهٗ تَعَالٰى مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا ، فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ علیہ السلام : فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ، فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهٗ تَعَالٰى مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى علیہ السلام الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ ، قَالَ : فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى علیہ السلام : فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ ،

وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ،فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهُ تَعَالٰى مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ، فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَام رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ: فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عَبْدًا قَدْ غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ : قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم : فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ تَعَالٰى، فَيُؤْذَنُ لِيْ، فَاِذَا اَنَا رَاَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! اِرْفَعْ رَاْسَكَ، قُلْ تُسْمَعْ ، سَلْ تُعْطَهُ ، اِشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُ رَبِّيْ تَعَالٰى بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا ، فَاُخْرِجُهُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ، ثُمَّ اَعُوْدُ،فَاَقَعُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّدَعَنِيْ ،ثُمَّ يُقَالُ لِيْ اِرْفَعْ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! قُلْ تُسْمَعْ ، سَلْ تُعْطَهُ ، اِشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ، فَاَحْمَدُ رَبِّيْ تَعَالٰى بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ اَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا، فَاُخْرِجُهُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ﴾ (1)

ترجمہ : ''حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کو جمع فرمائے گا ، پس وہ قیامت کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کریں گے اور ابنِ لبید کہتے ہیں کہ اُن کے دلوں میں یہ بات ڈالی جائے گی کہ کس طرح قیامت کی پریشانی دور کریں ، پس وہ سب کہیں گے کہ ہم اپنے رَب ذُوالجلال کی بارگاہ میں سفارش طلب کرنے والا لاتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اِس محشر کی پریشانی سے نجات دلائے ، رَاوِی کہتے ہیں کہ وہ سب لوگ حضرت

---

(1) ۔[صحیح مسلم :کتاب الایمان (من الآخر) ، باب اثبات الشفاعة ، باب ادنی اهل الجنة: ۱۰۹/۱ (رقم الحدیث للتسجیل:۲۸۴) ، (رقم الحدیث للمسلم : ۴۷۵)]...... [صحیح بخاری:کتاب تفسیر القرآن (من الاول)، باب وعلم الآدم الاسماء : ۶۴۳/۲ (رقم الحدیث للتسجیل:۴۱۱۶) ، (رقم الحدیث للبخاری: ۴۴۷۶)]......[سنن ابن ماجه : کتاب الزهد ، باب ذکر الشفاعة : ۳۲۰(رقم الحدیث للتسجیل : ۴۳۰۲)]......[مشکوٰة المصابیح : باب الحوض والشفاة ،الفصل الاول : ۴۸۸]

آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ تمام مخلوق کے باپ آدم علیہ السلام ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور آپ میں اپنی رُوح پھونکی ہے اور ربّ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں، پس آپ اپنے رب ذُوالجلال کے ہاں ہماری سفارش کریں کہ وہ ہمیں اِس محشر کی پریشانی سے نجات عطا فرمادے، پس آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں یہ نہیں کرسکتا، پس آپ اپنی اُس خطاء (اجتہادی) کا ذکر کریں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی، پس آپ اپنے رب ذُوالجلال سے اُس خطا کی وجہ سے حیاء کررہے ہوں گے، لہٰذا تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ، کہ وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا، پس وہ سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آجائیں گے، پس وہ بھی کہیں گے کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا، پس آپ بھی اپنی اُس خطا کا ذکر کریں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی، پس آپ اپنے رب ذوالجلال سے اُس خطا کی وجہ سے حیا کررہے ہوں گے، لہٰذا تم حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنا خلیل بنایا ہے۔

پس وہ سب لوگ حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے پاس آجائیں گے، پھر وہ بھی کہیں گے کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا، پس آپ بھی اپنی اُس خطا کا ذکر کریں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی، پس آپ اپنے رب ذُوالجلال سے اُس خطا کی وجہ سے حیا کررہے ہوں گے، لہٰذا تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے ہم کلامی کی تھی اور اُن کو توراۃ عطا کی تھی، پس وہ سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آجائیں گے، پس وہ بھی کہیں گے کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا، پس آپ بھی اپنی اُس خطا کا ذکر کریں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی، پس آپ اپنے رب ذُوالجلال سے اُس خطا کی وجہ سے حیا کررہے ہوں گے، لہٰذا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رُوح اور اُس کا کلمہ ہیں، پس وہ بھی کہیں گے کہ یہ کام میں نہیں کرسکتا، لہٰذا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی وجہ سے ان کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں۔

پس حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رَسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے، پس میں اپنے رَب ذُوالجلال سے اِجازت طلب کروں گا، پس مجھے اِجازت دے دی جائے گی، پھر میں رَبّ تعالیٰ کا دیدار کروں گا اور پھر میں سجدے میں چلا جاؤں گا، پس اَللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا، مجھے سجدے میں رہنے دے گا، پھر مجھے کہا جائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اَپنا سرِ اَنور اُٹھائیں اور کہیں کہ آپ کی بات سنی جائے گی، آپ مانگیں کہ آپ کو عطا کیا جائے گا، آپ سفارش کریں کہ آپ کی سفارش کو قبول کیا جائے گا۔

پس میں اَپنا سرِ انور اُٹھاؤں گا اور اَپنے رَب ذُوالجلال کی ایسی حمد کروں گا جیسی اُس نے مجھے سکھائی، پھر میں شفاعت کروں گا تو مجھے ایک مخصوص تعداد کی سفارش کا حق دے دیا جائے گا، پس میں اُن لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا، پھر میں دوبارہ سجدے میں چلا جاؤں گا، پس اَللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا، مجھے اِسی حالت میں رہنے دے گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا سرِ اَنور اُٹھائیں اور کہیں کہ آپ کی بات سنی جائے گی، آپ مانگیں کہ آپ کو عطا کیا جائے گا، آپ سفارش کریں کہ آپ کی سفارش کو قبول کیا جائے گا، پس میں اپنا سرِ مبارک اُٹھاؤں گا اور اپنے رب تعالیٰ کی ایسی حمد کروں جیسی اُس نے مجھے سکھائی، پھر میں شفاعت کروں گا تو مجھے ایک مخصوص تعداد کی سفارش کا حق دے دیا جائے گا، پس میں اُن لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا، پھر راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا کہ میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب جل جلالہ! اب تو جہنم میں صرف وہی لوگ رہ گئے جن پر جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا واجب ہے۔"

مجمع محشر میں گھبرائی پھرتی ہے
ڈھونڈنے نکلی ہے مجرم کو شفاعت تیری

کاش فریاد میری سن کے یہ فرمائیں حضور
ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے
کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے
یوں ملائک کریں معروض کہ اِک مجرم ہے
اِسے پرسش ہے تو نے کیا کیا کیا ہے
سامنا قہر کا ہے دفتر اَعمال کے ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے
آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رُسل
بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے
سن کے یہ عرض میری بحرِ کرم جوش میں آئے
یوں ملائک کو ہو اِرشاد ٹھہرنا کیا ہے
مجھے دامنِ اَقدس میں چھپا لیں سرور
اور فرمائیں ہٹو اِس پہ تقاضا کیا ہے
بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
کیسا لیتے ہو حساب اِن پہ تمہارا کیا ہے
چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں محکوم ہیں ہم
حُکم والا کی نہ تعمیل ہو زہرہ کیا ہے
یہ سماں دیکھ کر محشر میں اُٹھے شور کہ واہ
چشمِ بد دور ہو کیا شان ہے رتبہ کیا ہے
صدقے اِس رحم کے ، اِس سایۂ دامن پہ نثار
اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے

{ اَلتَّوْضِیْحُ }

اِمامِ نَوَوِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

﴿ قَوْلُہٗ: لَسْتُ ھُنَاکُمْ : قَالَ الْقَاضِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ : ھٰذَا یَقُوْلُوْنَہٗ تَوَاضُعًا وَاِکْبَارًا لِمَایَسْئَلُوْنَہٗ ،قَالَ: وَقَدْ یَکُوْنُ اِشَارَۃً مِّنْ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ اِلٰی اَنَّ ھٰذِہِ الشَّفَاعَۃَ وَھٰذَا الْمَقَامَ لَیْسَ لَہٗ بَلْ لِغَیْرِہٖ وَکُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ یَدُلُّ عَلَی الْاٰخِرِ حَتّٰی اِنْتَھَی الْاَمْرُ اِلٰی صَاحِبِہٖ ،قَالَ: وَیَحْتَمِلُ اَنَّھُمْ عَلِمُوْا اَنَّ صَاحِبَھَا مُحَمَّدٌ ﷺ مُعَیَّنًا وَتَکُوْنُ اِحَالَۃُ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ عَلَی الْاٰخِرِ عَلٰی تَدْرِیْجِ الشَّفَاعَۃِ فِیْ ذٰلِکَ اِلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَاَمَّا مُبَادَرَۃُ النَّبِیِّ ﷺ لِذٰلِکَ وَاِجَابَتُہٗ لِدَعْوَتِھِمْ فَلِتَحَقُّقِہٖ ﷺ اَنَّ ھٰذِہِ الْکَرَامَۃَ وَالْمَقَامَ لَہٗ خَاصَّۃً ،ھٰذَا کَلَامُ الْقَاضِیْ قَالَ النَّوَوِیُّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ : وَالْحِکْمَۃُ فِیْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَلْھَمَھُمْ سُوَالَ آدَمَ وَمَنْ بَعْدَہٗ صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ فِی الْاِبْتِدَاءِ وَلَمْ یُلْھَمُوْا سُوَالَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ اِظْھَارُ فَضِیْلَۃِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ فَاِنَّھُمْ لَوْ سَاَلُوْہُ اِبْتِدَاءً لَکَانَ یَحْتَمِلُ اَنَّ غَیْرَہٗ یَقْدِرُ عَلٰی ھٰذَا وَیُحَصِّلُہٗ وَاَمَّا اِذَاسَاَلُوْا غَیْرَہٗ مِنْ رُّسُلِ اللّٰہِ وَاَصْفِیَائِہٖ فَامْتَنَعُوْا ثُمَّ سَاَلُوْہُ ، فَاَجَابَ وَحَصَلَ غَرْضُھُمْ، فَھُوَ ﷺ النِّھَایَۃُ فِیْ اِرْتِفَاعِ الْمَنْزِلَۃِ وَکَمَالِ الْقُرْبِ وَعَظِیْمِ الْاِدْلَالِ وَالْاِنْسِ وَفِیْہِ تَفْضِیْلُہٗ ﷺ عَلٰی جَمِیْعِ الْمَخْلُوْقِیْنَ مِنَ الرُّسُلِ وَالْاٰدَمِیِّیْنَ وَالْمَلَائِکَۃِ فَاِنَّ ھٰذَا الْاَمْرُ الْعَظِیْمُ وَھِیَ الشَّفَاعَۃُ الْعُظْمٰی لَا یَقْدِرُ عَلَی الْاِقْدَامِ عَلَیْہِ غَیْرُہٗ ﷺ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلام کے قول [لَسْتُ ھُنَاکُمْ] کے تحت حضرت علامہ **قاضی عیاض** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلام یہ قول عاجزی وانکساری اور اس وجہ سے کہیں گے کہ وہ سوال اِن سے بڑا ہوگا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمام **اَنبیاءِ کرام** عَلَیْہِمُ السَّلام کی طرف سے یہ اِشارہ ہو کہ یہ **شفاعت** (کبریٰ) اور یہ

(۱)۔[شرح نووی للمسلم : ۱۰۸/۱]

مقام اُن کیلئے نہیں بلکہ یہ اُن کے غیر (رسولِ اکرم ﷺ) کیلئے ہے اور اُن (انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام) میں سے ہر ایک دوسرے کی رہنمائی کرتے رہے یہاں تک کہ معاملہ اس (شفاعت) کے مالک تک پہنچا اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ سب انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اس بات کو یقیناً جانتے ہوں کہ اس (شفاعت) کے مالک خاص طور پر حضور ﷺ ہی ہیں اور ان (انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام) میں سے ہر ایک کا دوسرے کی رہنمائی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ شفاعت کا درجہ حضور ﷺ تک ہی پہنچتا ہے۔

بہرحال حضور ﷺ نے لوگوں کی عرض بہت جلد اسلئے قبول کی کہ آپ ﷺ یقیناً یہ بات جانتے تھے کہ یہ اعزاز اور مقام صرف اُنہی کیلئے خاص ہے، یہاں تک علامہ قاضی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا کلام ختم ہوا۔

حضرت علامہ نووی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اُمتوں کو پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور پھر دیگر انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے پاس جانے کا الہام کیا اور ابتداء سے ہی حضور ﷺ کے پاس جانے کا الہام نہیں کیا، اس کی حکمت یہ تھی کہ ہمارے نبی حضور ﷺ کی فضیلت کا اظہار کرنا تھا کیونکہ اگر وہ لوگ پہلے ہی حضور ﷺ کے پاس چلے جاتے تو یہ احتمال ہوتا کہ حضور ﷺ کے علاوہ بھی کوئی اس اعزاز پر قادر ہے اور اس کو حاصل کر سکتا ہے، لہٰذا جب ان سب نے حضور ﷺ کے علاوہ دیگر رسولوں اور نبیوں سے سوال کر لیا اور اُنہوں نے انکار کر دیا تو پھر اُنہوں نے حضور ﷺ سے سوال کیا اور حضور ﷺ نے اُن کی عرض کو قبول کر لیا اور اُن لوگوں کی غرض بھی حاصل ہوگئی، پس حضور ﷺ مرتبے کی بلندی اور قربِ الٰہی کے کمال کے انتہائی درجے پر ہیں اور اس میں حضور ﷺ کی دیگر مخلوقات یعنی رسولوں، انسانوں اور فرشتوں پر فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہ یعنی شفاعتِ عظمیٰ بہت بڑا مرتبہ ہے کہ اس پر حضور ﷺ کے علاوہ کوئی بھی قادر نہیں ہوگا۔"

[اَلتَّنْبِیْہ]: اس طویل حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بروزِ محشر تمام اُمتیں

بڑے بڑے جلیل القدر انبیاءِ کرام علیہم السلام سے مدد طلب کریں گی اور سب سے آخر میں پھر رسولِ اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائیں گی اور حضور ﷺ ربِ ذوالجلال کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اُمت کی بخشش کا سبب بنیں گے، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ بروزِ محشر غیر اللہ کا وسیلہ بندوں کے کام آئے گا۔

کہا مصطفیٰ ﷺ نے کہ اے ربُّ العزت
گناہوں سے لبریز ہے میری اُمت
تو غفار ہے بخش دے میرے مولا
یہی آپ سے ہے سوالِ محمد
کہا حق نے سن کے کہ اے کملی والے
حقوقِ شفاعت ہیں تیرے حوالے
جسے تو کہے گا، اُسے بخش دوں گا
خدا ہو گیا ہم خیالِ محمد ﷺ

حدیث :[۳٤]

☆ حضور ﷺ جہنمیوں کو جہنم سے نکالیں گے ☆

حَدَّثَنَا اَبُوْ کَامِلٍ فُضَیْلُ بْنُ حُسَیْنٍ الْجَحْدَرِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ الْغُبَرِیُّ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ کَامِلٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ: عَنْ قَتَادَةَ: عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالٰی النَّاسَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیَهْتَمُّوْنَ لِذٰلِكَ، وَقَالَ ابْنُ عُبَیْدٍ: فَیُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا، قَالَ: فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ علیہ السلام فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو الْخَلْقِ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلَآئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا، فَیَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، فَیَذْكُرُ خَطِیْئَتَهٗ

الَّتِیْ اَصَابَ فَیَسْتَحْیِیْ رَبَّہٗ تَعَالٰی مِنْھَاوَلٰکِنِ ائْتُوْا نُوْحًا علیہ السلام اَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ، قَالَ : فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا علیہ السلام فَیَقُوْلُ: لَسْتُ ھُنَاکُمْ ، فَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ، فَیَسْتَحْیِیْ رَبَّہٗ تَعَالٰی مِنْھَا وَلٰکِنِ ائْتُوْا اِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ اتَّخَذَہُ اللّٰہُ خَلِیْلًا ، فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاھِیْمَ علیہ السلام : فَیَقُوْلُ: لَسْتُ ھُنَاکُمْ ، وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ، فَیَسْتَحْیِیْ رَبَّہٗ تَعَالٰی مِنْھَا وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُوْسٰی علیہ السلام الَّذِیْ کَلَّمَہُ اللّٰہُ وَاَعْطَاہُ التَّوْرَاۃَ ، قَالَ : فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی علیہ السلام : فَیَقُوْلُ: لَسْتُ ھُنَاکُمْ ، وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ،فَیَسْتَحْیِیْ رَبَّہٗ تَعَالٰی مِنْھَا وَلٰکِنِ ائْتُوْا عِیْسٰی رُوْحَ اللّٰہِ وَکَلِمَتَہٗ، فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی علیہ السلام رُوْحَ اللّٰہِ وَکَلِمَتَہٗ: فَیَقُوْلُ: لَسْتُ ھُنَاکُمْ ، وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم عَبْدًا قَدْ غُفِرَ لَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ : قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : فَیَاْتُوْنِیْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ تَعَالٰی، فَیُؤْذَنُ لِیْ، فَاِذَا اَنَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰہُ عزوجل: فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ !صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ! اِرْفَعْ رَاْسَکَ، قُلْ تُسْمَعْ ، سَلْ تُعْطَہْ ، اِشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاَحْمَدُ رَبِّیْ تَعَالٰی بِتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْہِ رَبِّیْ عزوجل، ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا ، فَاُخْرِجُھُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ ، ثُمَّ اَعُوْدُ،فَاَقَعُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَاشَآءَ اللّٰہُ عزوجل اَنْ یَّدَعَنِیْ ،ثُمَّ یُقَالُ لِیْ اِرْفَعْ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ ! قُلْ تُسْمَعْ ، سَلْ تُعْطَہْ ، اِشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ، فَاَحْمَدُ رَبِّیْ تَعَالٰی بِتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْہِ رَبِّیْ عزوجل، ثُمَّ اَشْفَعُ، فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا، فَاُخْرِجُھُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ ﴾ (1)

ترجمہ : ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) ۔ [صحیح مسلم :کتاب الایمان (من الآخر) ، باب اثبات الشفاعۃ ، باب ادنی اھل الجنۃ: ۱/۱۰۹ (رقم الحدیث للتسجیل:۲۸۴) ، (رقم الحدیث للمسلم : ۴۷۵)]...... [صحیح بخاری:کتاب تفسیر القرآن (من الاول)، باب وعلم الآدم الاسماء : ۲/۶۴۳ (رقم الحدیث للتسجیل:۶ ۱ ۴۱) ، (رقم الحدیث للبخاری: ۴۴۷۶)]...... [سنن ابن ماجہ : کتاب الزھد ، باب ذکر الشفاعۃ : ۳۲۰ (رقم الحدیث للتسجیل : ۴۳۰۲)]...... [مشکوۃ المصابیح : باب الحوض والشفاعۃ ،الفصل الاول : ۴۸۸]

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کو جمع فرمائے گا، پس وہ قیامت کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کریں گے اور ابنِ لبید کہتے ہیں کہ اُن کے دلوں میں یہ بات ڈالی جائے گی کہ کس طرح قیامت کی پریشانی دور کریں، پس وہ سب کہیں گے کہ ہم اپنے رَب ذُوالجلال کی بارگاہ میں سفارش طلب کرنے والا لاتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اِس محشر کی پریشانی سے نجات دلائے، رَاوِی کہتے ہیں کہ وہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ تمام مخلوق کے باپ آدم علیہ السلام ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور آپ میں اپنی رُوح پھونکی ہے اور رَبّ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں، پس آپ اپنے رَب ذُوالجلال کے ہاں ہماری سفارش کریں کہ وہ ہمیں اِس محشر کی پریشانی سے نجات عطا فرمادے، پس آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں یہ نہیں کرسکتا، پس آپ اپنی اُس خطاء (اجتہادی) کا ذکر کریں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی، پس آپ اپنے رَب ذُوالجلال سے اُس خطا کی وجہ سے حیا کر رہے ہوں گے، لہٰذا تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ، کہ وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا، پس وہ سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آجائیں گے، پس وہ بھی کہیں گے کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا، پس آپ بھی اپنی اُس خطا کا ذکر کریں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی، پس آپ اپنے رب ذوالجلال سے اُس خطا کی وجہ سے حیا کر رہے ہوں گے، لہٰذا تم حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنا خلیل بنایا ہے۔

پس وہ سب لوگ حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے پاس آجائیں گے، پھر وہ بھی کہیں گے کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا، پس آپ بھی اُپنی اُس خطا کا ذکر کریں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی، پس آپ اپنے رَب ذُوالجلال سے اُس خطا کی وجہ سے حیاء کر رہے ہوں گے، لہٰذا تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے ہم کلامی کی تھی اور اُن کو توراۃ عطا کی تھی، پس وہ سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آجائیں گے، پس

وہ بھی کہیں گے کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا، پس آپ بھی اپنی اُس خطا کا ذکر کریں گے جو آپ سے سرزد ہوئی تھی، پس آپ اپنے رَب ذُوالجلال سے اُس خطا کی وجہ سے حیا کر رہے ہوں گے، لہٰذا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رُوح اور اُس کا کلمہ ہیں، پس وہ بھی کہیں گے کہ یہ کام میں نہیں کرسکتا، لہٰذا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی وجہ سے اُن کے اَگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں۔

پس حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رَسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے، پس میں اپنے رَب ذُوالجلال سے اِجازت طلب کروں گا، پس مجھے اِجازت دے دی جائے گی، پھر میں رَبّ تعالیٰ کا دیدار کروں گا اور پھر میں سجدے میں چلا جاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا، مجھے سجدے میں رہنے دے گا، پھر مجھے کہا جائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! اپنا سرِ اَنور اُٹھائیں اور کہیں کہ آپ کی بات سنی جائے گی، آپ مانگیں کہ آپ کو عطا کیا جائے گا، آپ سفارش کریں کہ آپ کی سفارش کو قبول کیا جائے گا۔

پس میں اَپنا سرِ مبارک اُٹھاؤں گا اور اَپنے رَب ذُوالجلال کی ایسی حمد کروں گا جیسی اُس نے مجھے سکھائی، پھر میں شفاعت کروں گا تو مجھے ایک مخصوص تعداد کی سفارش کا حق دے دیا جائے گا، پس میں اُن لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا، پھر میں دوبارہ سجدے میں چلا جاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا، مجھے اِسی حالت میں رہنے دے گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! اپنا سرِ اَنور اُٹھائیں اور کہیں کہ آپ کی بات سنی جائے گی، آپ مانگیں کہ آپ کو عطا کیا جائے گا، آپ سفارش کریں کہ آپ کی سفارش کو قبول کیا جائے گا، پس میں اپنا سرِ مبارک اُٹھاؤں گا اور اپنے رب تعالیٰ کی ایسی حمد کروں جیسی اُس نے مجھے سکھائی، پھر میں شفاعت کروں گا تو مجھے ایک مخصوص تعداد کی سفارش کا

حق دے دیا جائے گا، پس میں اُن لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا، پھر راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا کہ میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب ﷻ! اب تو جہنم میں صرف وہی لوگ رہ گئے جن پر جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا واجب ہے۔"

مجمع محشر میں گھبرائی پھرتی ہے
ڈھونڈنے نکلی ہے مجرم کو شفاعت تیری
کاش فریاد میری سن کے یہ فرمائیں حضور
ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے
کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے

{ اَلتَّوْضِیْحُ }

[۱].. حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

"طلب شفیع (شفاعت کرنے والے کو تلاش کرنے) کا ولولہ مسلمانوں کے دِلوں میں پیدا ہوگا، مگر تلاش میں کفار ساتھ ہوں گے، سارے اِنسان ڈھونڈیں گے، معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کا وسیلہ پکڑنا، یہ وہ کام ہے جس سے قیامت کے کاموں کی اِبتداء ہوگی۔" (۱)

[۲].. حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

"آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قول باری تعالیٰ [فیاتون آدم علیہ السلام] کے تحت فرماتے ہیں کہ اِن تلاش کرنے والوں میں سارے محدثین وفقہاء ہوں گے جنہوں نے یہ حدیث رِوایت کی، ہم

---

(۱)۔ [مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۷/ ۲۰۹]

کو سمجھائی مگر کسی کو یاد نہ آئے گا کہ حضور ﷺ شفیع المذنبین ہیں، چلو وہاں چلیں حتی کہ حضراتِ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو بھی یاد نہ رہے گا، یہ لوگ اپنے خیال سے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور حضراتِ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بھیجنے سے ایک دوسرے کے پاس، یہ سب کچھ اِسلئے ہے تا کہ حضور ﷺ کی شان معلوم ہو، اگر پہلے ہی لوگ حضور ﷺ کے پاس پہنچ جاتے اور شفاعت ہو جاتی تو کون کہہ سکتا تھا کہ شفاعت ہر جگہ ہو سکتی تھی، ہم اِتفاقاً یہاں آگئے اور حضور ﷺ نے شفاعت کردی، یہ خیال دور کرنے کیلئے اِسی طرح پھرایا جائے گا، یہ بات مرقات نے بیان کی ہے۔" (1)

خلیل و نجی ، کلیم و مسیح ، سبھی سے کہی کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

[۳].. حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

"اِس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور ﷺ گناہ گاروں کو نکالنے کیلئے دوزخ میں تشریف لے جائیں گے، جس سے پتہ چلا کہ حضور ﷺ ہم گناہ گاروں کی خاطر اَدنیٰ جگہ پر تشریف لے جائیں گے، دوسرا یہ کہ دوزخ کی آگ نور میں اَثر نہیں کر سکتی کیونکہ حضور ﷺ نور ہیں، آگ سے حضور ﷺ کو تکلیف نہیں پہنچ سکتی، تیسرا یہ کہ رب تعالیٰ بخشنے والا رحمت فرمانے والا ہے مگر ساری نعمتیں حضور ﷺ کی معرفت دیتا ہے، دیکھو حضور ﷺ کی شفاعت سے اُن لوگوں کو دوزخ سے رہائی دی گئی، دُنیا میں بھی ہم کو قرآن، اِیمان، اِسلام اور عرفان جو کچھ دیا سب رب تعالیٰ نے دیا مگر حضور ﷺ کے ذریعہ دیا، بغیر اُن کے واسطے کسی کو کچھ نہیں دیتا۔" (2)

بے واسطے اُن کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

[۴].. حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

---

(1)۔ [مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۲۱۲/۷]

(2)۔ [مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۲۱۹/۷]

﴿ قَوْلُهُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ : فَالْمَعْنٰى اَنَا بَعِيْدٌ مِّنْ مَقَامِ الشَّفَاعَةِ ، قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ : اَیْ يَقُوْلُ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَام لَهُمْ لَسْتُ فِی الْمَكَانِ وَالْمَنْزِلِ الَّذِیْ تَحْسَبُوْنَنِیْ فِيْهِ يُرِيْدُ بِهٖ مَقَامَ الشَّفَاعَةِ ﴾ (۱)

ترجمہ : ''[لَسْتُ هُنَاكُمْ] کا معنی یہ ہے کہ میں مقامِ شفاعت سے دور ہوں حضرت علامہ **بیضاوی** رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اُن سے کہیں گے کہ میں اِس مقام اور مرتبے کا مالک نہیں جس کا تم میرے بارے گمان کرتے ہو، اِس مرتبے سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس طویل **حدیث** سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کل بروزِ محشر نبی اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم **کو اللہ تعالیٰ** کی طرف سے یہ اِعزاز دیا جائے گا کہ **آپ** صلی اللہ علیہ وسلم اَپنے اُمتیوں کو جہنم سے نکال کر جنت کی طرف لے جائیں گے اور **حضور** صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس عمل کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی جو اِس بات کی دلیل ہے کہ **غیر اللہ** یعنی **رَسولِ اَکرم** صلی اللہ علیہ وسلم بھی **اَللّٰہ** عزوجل کی عطا سے بندوں کی مدد کرنے پر قادِر ہیں اور اُن کی طرف مدد کرنے کی نسبت کرنے سے کوئی شرک لازم نہیں آتا کیونکہ **آپ** صلی اللہ علیہ وسلم **تو اَللّٰہ** عزوجل کی عطا سے ہی سب کچھ کریں گے۔

حدیث :[۳۵]

☆ اگر کسی بندے کی چالیس بندے بھی سفارش کریں گے تو قبول ہوگی ☆

﴿ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ : قَالَ : اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : يَقُوْلُ : مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰی جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ ﴾

ترجمہ : ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رَسولِ اَکرم

(۱)۔ [مرقات شرح مشکوۃ: ۱۰/ ۲۷۷]

ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان بھی مر جائے، پھر اُس کے جنازے میں چالیس ایسے مسلمان شریک ہوں جو اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اُن چالیس اَفراد کی میت کے حق میں سفارش قبول فرماتا ہے۔" (۱)

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے جنازے میں چالیس مسلمان میت کی بخشش کیلئے دُعا کریں تو اللہ تعالیٰ اُن کی سفارش قبول کرتا ہے، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غیر اللہ کی سفارش پیش کرنا جائز ہے۔

حدیث :[۳٦]

☆ ۱۰۰ بندوں کی سفارش سے بخشش ☆

﴿ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيْسٰى: قَالَ: اَخْبَرَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ : قَالَ: اَخْبَرَنَا سَلَامُ ابْنُ اَبِىْ مُطِيْعٍ : عَنْ اَيُّوْبَ : عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيْعِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا: عَنِ النَّبِىِّ ﷺ : قَالَ : مَامِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّىْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ ﴾ (۲)

ترجمہ :"حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رَسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس میت پر بھی مسلمانوں کی جماعت نماز پڑھے جو تقریباً سو کے لگ بھگ ہوں اور وہ میت کیلئے (گناہوں سے بخشش) کی سفارش کریں تو اُس میت کے حق میں اُن کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔"

---

(۱)۔[صحیح مسلم : کتاب الجنائز ، فصل فی قبول شفاعة الاربعین الموحدین فی من صلوا علیه: ۱/۳۰۸ (رقم الحدیث للتسجیل:۱۵۷٦) ، (رقم الحدیث للمسلم : ۲۱۹۷)]......[جامع ترمذی :کتاب الجنائز (رقم الحدیث للتسجیل: ۹۵۰]......[سنن نسائی :کتاب الجنائز (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۹٦۴)]

(۲) ۔ [صحیح مسلم: کتاب الجنائز ، باب من صلی علیه اربعون: ۱/۳۰۸ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۵۷٦)، (رقم الحدیث للمسلم: ۲۱۹۸)] ......[سنن ترمذی :کتاب الجنائز ، باب کیف الصلوة علی المیت : ۱/ ۱۲۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۹۵۰)]......[سنن نسائی: کتاب الجنائز ، باب فضل من صلی علیه مأة : ۱/۲۸۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۹٦۴)]

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے جنازے میں سو افراد میت کی بخشش کیلئے دُعا کریں تو اللہ تعالیٰ اُن کی سفارش قبول کرتا ہے، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غیر اللہ کی سفارش پیش کرنا جائز ہے۔

حدیث :[۳۷]

☆ غیر اللہ یعنی مؤمن، ملائکہ بھی بروزِ قیامت شفاعت کریں گے ☆

﴿ حَدَّثَنِیْ سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ : قَالَ حَدَّثَنِیْ حَفْصُ بْنُ مَیْسَرَۃَ : عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ: اَنَّ اُنَاسًا فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ، قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ! ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : نَعَمْ ! .... الخ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی: شَفَعَتِ الْمَلَائِکَۃُ وَشَفَعَ النَّبِیُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم! کیا قیامت کے دن ہم رب ذوالجلال کا دیدار کریں گے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں!........ پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ'' پھر فرشتے شفاعت کریں گے اور نبی اور عام مومن بھی سفارش کریں گے۔

---

(۱)۔[صحیح مسلم :کتاب الایمان ، باب اثبات رؤیۃ المؤمنین فی الاخرۃ ربھم سبحانہ تعالیٰ: ۱/۱۰۳ (رقم الحدیث للتسجیل:۲۶۹) ، (رقم الحدیث للمسلم : ۴۵۴)]......[صحیح بخاری : کتاب التوحید ، باب وجوہ یومئذ :۲/۱۱۰۷ (رقم الحدیث للتسجیل:۲۸۸۶) ، (رقم الحدیث للبخاری: ۷۴۳۹]....[سنن نسائی: کتاب الافتتاح ، باب موضع السجود : ۱/ ۱۷۱ (رقم الحدیث للتسجیل : ۱۱۲۸)]......[مشکوۃ المصابیح : باب االحوض والشفاعۃ ، الفصل الاول : ۴۹۰]

﴿ اَلتَّوْضِیْحُ ﴾

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

''جو لوگ شفاعت کے لائق تھے، اُن کی شفاعت ہو چکی اور وہ شفاعت کے ذریعے دوزخ سے نکل کر جنت میں پہنچ چکے، اِس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اِنسانوں کی شفاعت فرشتے بھی کریں گے۔'' ⑴

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیث سے یہ ثابت ہوتا کہ اگرچہ شفاعتِ کبریٰ تو حضور ﷺ فرمائیں گے لیکن اِس کے بعد شفاعت کی عام اِجازت ہوگی اور پھر اَللہ سُبْحَانَہٗ کی عطاء سے دیگر اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، فرشتے اور عام مومن بھی گناہگاروں کی سفارش کر کے اُن کو جنت میں لے جائیں گے، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ بروزِ محشر غیر اللہ کا وسیلہ فائدہ دے گا، اِس سے اُن لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ اَللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی کی سفارش کوئی کام نہ دے گی، یہ حدیث ایسے لوگوں کیلئے ایک تازیانہ ہے۔

حدیث :[۳۸]

☆ بروزِ قیامت قرآنِ مجید بھی اُپنے پڑھنے والوں کی مدد کرے گا ☆

﴿ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ نِ الْحَلْوَانِیُّ : قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ تَوْبَةَ وَهُوَ الرَّبِیْعُ بْنُ نَافِعٍ: قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ یَعْنِی ابْنَ سَلَّامٍ: عَنْ زَیْدٍ : اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَلَّامٍ : یَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیُّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ :قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ: اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَفِیْعًا لِاَصْحَابِهٖ ﴾ ⑵

(۱)۔[مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ: ۴۳۳/۷]

(۲)۔[صحیح مسلم :کتاب فضائل القران ، باب فضل قرأۃ القران : ۲۷۰/۱ (رقم الحدیث للتسجیل:۱۳۳۷)]

ترجمہ : ''حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم قرآن پڑھو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ] : اِس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بروزِ محشر غیر اللہ یعنی قرآنِ پاک کا وسیلہ بھی بندے کے کام آئے گا اور قرآنِ پاک اپنے قاری کی سفارش کرے گا اور اللہ تعالیٰ غیر اللہ کی سفارش کو قبول بھی فرمائے گا۔

حدیث :[۳۹]

☆ عام مؤمن بھی بروزِ محشر لوگوں کی مدد کرکے جہنم سے نکالیں گے ☆

﴿ حَدَّثَنِیْ سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ : قَالَ :حَدَّثَنِیْ حَفْصُ بْن مَیْسَرَۃَ :عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ : عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ : عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ اُنَاسًا فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ، قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم! ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : نَعَمْ ! .... الخ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا کَانُوْا یَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَیُصَلُّوْنَ وَ یَحُجُّوْنَ : فَیُقَالُ لَھُمْ: اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُھُمْ عَلَی النَّارِ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا کَثِیْرًا ﴾ (۱)

ترجمہ :'' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ! کیا قیامت کے دن ہم ربّ ذوالجلال کا دیدار کریں گے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں !.....پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (محشر کے دن) مومن کہیں گے، اے ہمارے رب جل جلالہ ! یہ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے ،نمازیں پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے ،پس اُن سے کہا

(۱)۔[صحیح مسلم : کتاب الایمان ،باب اثبات رؤیۃ المؤمنین فی الاخرۃ ربھم سبحانہ تعالیٰ: ۱/۱۰۳ (رقم الحدیث للتسجیل:۲۶۹)]......[سنن نسائی : کتاب الایمان والشرائع ، باب زیادۃ الایمان : ۲/۲۶۹]......[مشکوۃ المصابیح : باب الحوض والشفاعۃ ،الفصل الاول : ۴۹۰]

جائے گا کہ جن کو تم پہچانتے ہو، اُن کو جہنم سے نکال لو، پس اُن کی صورتیں جہنم پر حرام کردی جائیں گی، پس اِس طرح کثیر مخلوق جہنم سے نکلے گی۔"

صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں:

﴿حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ : عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم : يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا! إِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيَعْمَلُوْنَ مَعَنَا، فَيَقُوْلُ اللهُ تَعَالَى: اِذْهَبُوْا! فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ وَيُحَرِّمُ اللهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَأْتُوْنَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا، ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ : فَيَقُوْلُ: اِذْهَبُوْا! فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا، ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ، فَيَقُوْلُ : اِذْهَبُوْا! فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا﴾ (1)

ترجمہ : "حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ مومن کہیں گے کہ اے ہمارے رب جَلَّ جَلَالُكَ ! یہ ہمارے بھائی ہیں، یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ عمل کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں ایک دِینار کے برابر بھی ایمان پاتے ہو، اُسے جہنم سے نکال لو، پس وہ مومن ایسے لوگوں کو جہنم سے نکال لیں گے، پس اللہ تعالیٰ اُن کی صورتوں کو جہنم پر حرام کردے گا پس وہ اُن کے پاس آئیں گے جبکہ بعض قدموں تک اور بعض پنڈلیوں تک آگ میں ڈوبے ہوں گے، چنانچہ جن جن کو وہ پہچانتے ہوں گے، اُن کو جہنم سے نکال لیں گے، پھر وہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، پس رب تعالیٰ فرمائے گا کہ تم جاؤ اور جس کے دِل میں نصف دِینار کے برابر بھی ایمان ہے، اُسے جہنم سے نکال لو، پس وہ ایسے جتنے مومنوں کو پہچانتے ہوں گے، اُن کو جہنم سے نکال لیں گے،

(۱)۔ [صحیح بخاری: کتاب الرد علی الجهمیة وغیرهم التوحید، باب قوله تعالیٰ "وجوه یومئذ ناضرة" ۲/۱۱۰۷ (رقم الحدیث للتسجیل:۲۸۸۶)]

پھر وہ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گے، پس رب تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دِل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے، اُس کو بھی جہنم سے نکال لو، پس وہ ایسے تمام مومنوں کو جہنم سے نکال لیں گے جن کو وہ پہچانتے ہوں گے۔"

{ اَلتَّوْضِيْحُ }

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

"یعنی اُن دوزخی مسلمانوں کی صورتیں نہ بگڑیں گی، نہ جل کر کوئلہ ہوں گی، اُن کی شفاعت کرنے والے جنتیوں کو حکم ہوگا کہ اچھا تم خود دوزخ میں جاؤ اور پہچان کر اُنہیں نکال لاؤ۔" (۱)

[اَلْاِنْتِبَاهْ]: اِس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بروزِ محشر عام مومن بھی اپنے جاننے والوں کی سفارش کر کے اُن کی جنت میں لے جائیں گے، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ بروزِ محشر غیر اللہ کا وسیلہ مومنوں کو فائدہ دے گا۔

حدیث :[۴۰]

☆ حضور ﷺ کی سفارش سے ایک قوم جنت میں جائے گی ☆

﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْىٰ : عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ : قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوحَازِمٍ : قَالَ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ : عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : قَالَ يُخْرَجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ ﴾ (۲)

---

(۱)۔ [مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ : ۷/۴۳۲]

(۲)۔ [صحیح بخاری :کتاب الرقاق ، باب صفۃ الجنۃ والنار : ۲/ ۹۷۱ (رقم الحدیث للتسجی:: ۶۰۸۱) ، (رقم الحدیث للبخاری : ۶۵۶۶)]...... [جامع ترمذی :ابواب صفۃ جھنم عن رسول اللہ باب ماجاء ان للنار نفسین : ۲/ ۸۴ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۵۲۵)]...... [سنن ابو داؤد. کتاب السنۃ ، باب فی الشفاعۃ ۲/ ۳۰۴ (رقم الحدیث للتسجیل:۴۱۱۵)]...... [سنن ابن ماجہ:کتاب الزھد ، باب ذکر الشفاعۃ: ۳۲۰ (رقم الحدیث للتسجیل:۴۳۰۶)]...... [مشکوۃ المصابیح : باب الحوض والشفاعۃ ، الفصل الاول : ۴۹۲]

ترجمہ: ''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے ایک پوری قوم کو جہنم سے نکالا جائے گا، پس وہ جنت میں داخل ہوں گے، پس اُن کا نام جہنمی ہوگا اور جنتی اُن کو جہنمی کے نام سے پکاریں گے۔''

ہم ہیں اُن کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اِس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے
زاہد میں اُن کا گنہگار وہ میرے شفیع
اِتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے ذریعے ایک پوری قوم جنت میں جائے گی جن کا نام جہنمی ہوگا، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ بروزِ محشر غیر اللہ کی شفاعت بندوں کو کام دے گی۔

﴿ اَلْبَابُ الثَّالِثُ :

فِی تَتِمَّۃِ اَحَادِیْثِ الْاِسْتِعَانَۃِ ﴾
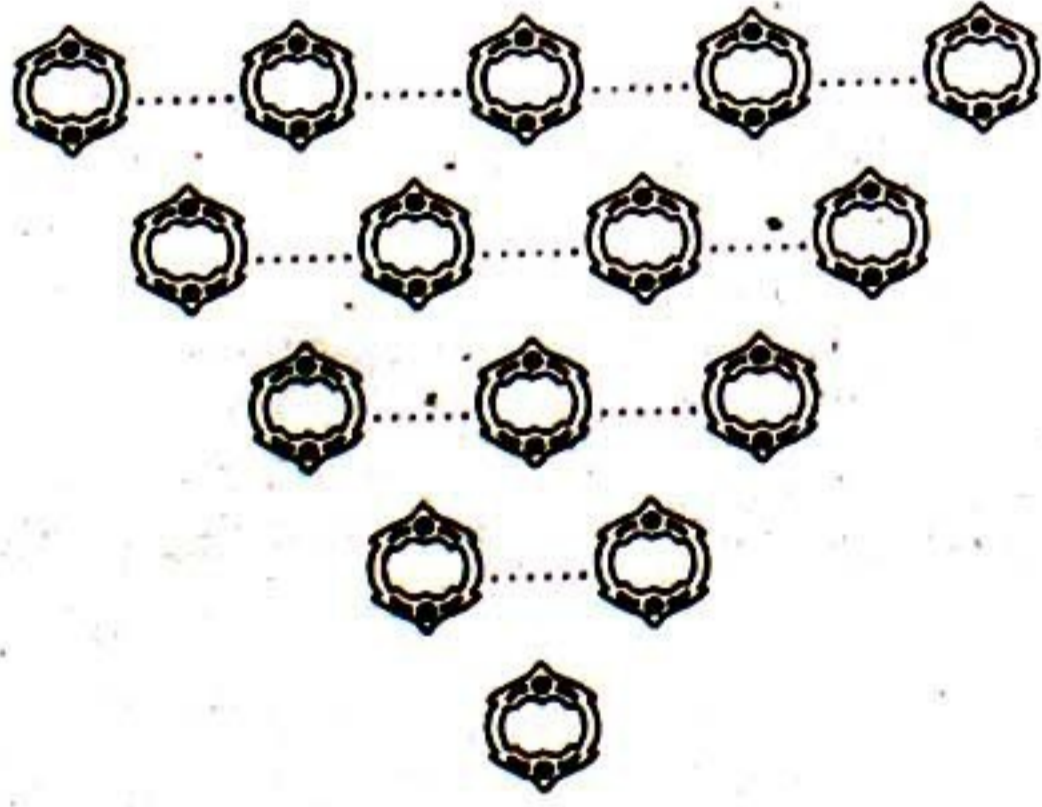
﴿ تیسرا باب: اِستعانت کی اَحادیث کی تکمیل کے بارے ﴾

﴿ وَفِیْہِ سَبْعَۃُ فُصُوْلٍ ﴾

﴿ اور اِس میں سات فصلیں ہیں ﴾
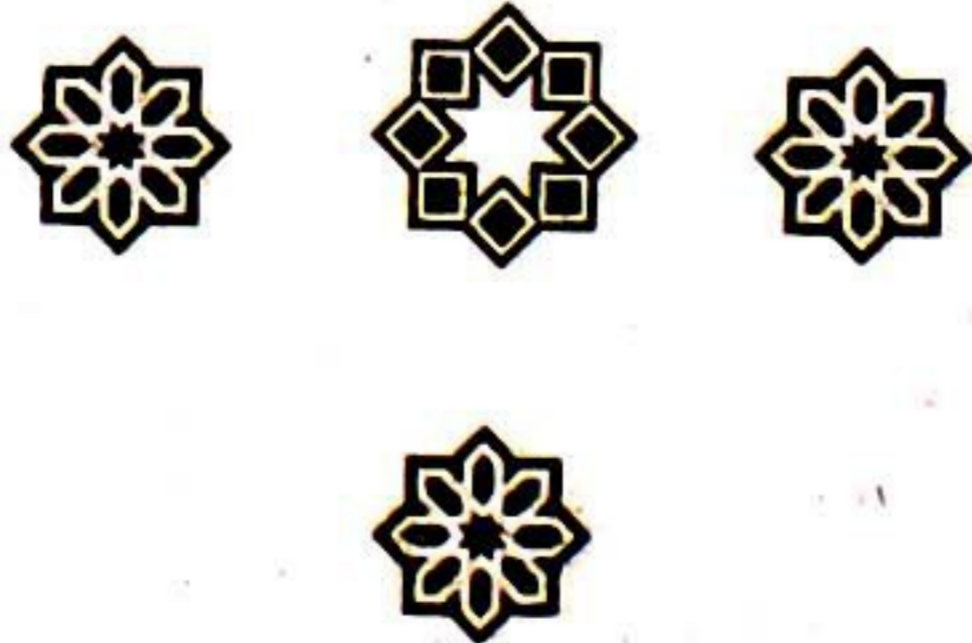
﴿اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ: فِیْ بَیَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ مُخْتَارٌ عَلٰی اِعْطَاءِ الْعِبَادِ وَاسْتِعَانَتِہِمْ﴾

﴿پہلی فصل: اِس بارے کہ رسول اللہ ﷺ بندوں کو عطا کرنے اور اُن کی مدد کرنے پر قادر ہیں﴾

حدیث :[۱]

☆وہ کبھی [لا] فرماتے نہیں☆

﴿عَنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ رضی اللہ عنہ :قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: قَالَ رضی اللہ عنہ: مَاسُئِلَ النَّبِیُّ رضی اللہ عنہ عَنْ شَیْءٍ قَطُّ فَقَالَ رضی اللہ عنہ: لَا﴾ (۱)

ترجمہ:''حضرت ابنِ منکدر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ سے جو بھی مانگا جاتا تو آپ ﷺ انکار نہ فرماتے۔''

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحاء تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

{اَلتَّوْضِیْحُ}

تفہیم البخاری شرح بخاری میں ہے:

''کہ جب بھی نبیٔ اکرم ﷺ سے دُنیا کا مال ومتاع مانگا گیا تو آپ ﷺ نے دینے سے اِنکار

---

(۱) ۔ [صحیح بخاری :کتاب الادب ، باب حسن الخلق والسخاء: ۸۹۱/۲ (رقم الحدیث للتسجیل : ۵۵۷۴)، (رقم الحدیث للبخاری : ۲۰۳۴)]۔[صحیح مسلم :کتاب الفضائل ، باب فی سخائه : ۲۵۳/۲]

نہیں فرمایا، اگر یہ سوال کیا جائے کہ یمن سے اشعری آئے، اُنہوں نے ایک غزوہ میں حضور ﷺ سے اُونٹ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ " لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ "میں سواریاں یعنی اُونٹ نہیں پاتا جن پر تمہیں سوار کروں، تو اِس کا جواب یہ ہے کہ سیدِ عالم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نہیں دوں گا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس اِس وقت اُونٹ موجود نہیں جو تمہیں دوں۔

[اَلْاِنْتِبَاهُ]: معلوم ہوا کہ غیر اللہ یعنی رسولِ اکرم ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مانگا کرتے تھے اور حضور ﷺ ہمیشہ اُن کو عطا فرماتے تھے۔

حدیث :[۲]

☆ حضور ﷺ کا سائل کو خالی نہ لوٹانا ☆

﴿ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيّ: لَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ اِبْنُهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: اَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ اُكَفِّنْهُ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ، فَاَعْطَاهُ قَمِيْصَهُ، فَقَالَ ﷺ : آذِنِّيْ اُصَلِّ عَلَيْهِ، فَآذَنَهُ، فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ رضی اللہ عنہ: اَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ ﷺ : اَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ، قَالَ عزوجل: " اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ "، فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ : وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ﴾ (۱)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی منافق فوت ہوگیا تو اُس کا بیٹا (جو کہ صحابی تھا) حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ مجھے

---

(۱)۔ [صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب الکفن فی القمیص الذی یکف : ۱/ ۱۶۹ (رقم الحدیث للبخاری: ۱۲۶۹)، (رقم الحدیث للتسجیل : ۱۱۹۰)].....[صحیح مسلم : کتاب فضائل الصحابة ، باب من فضائل عمر : ۲/ ۲۷۶ (رقم الحدیث للتسجیل : ۴۴۱۳)].....[جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن ، باب ومن سورة توبة : ۲/ ۱۳۶ (رقم الحدیث للتسجیل : ۳۰۲۳)].....[سنن نسائی: کتاب الجنائز ، باب القمیص فی الکفن ۱/ ۲۶۸ (رقم الحدیث للتسجیل : ۱۸۷۴)].....[سنن ابن ماجه : کتاب ماجاء فی الجنائز ، باب فی الصلوة علی اہل القبلة : ۱۰۹ (رقم الحدیث للتسجیل : ۱۵۱۲)]

اپنی قمیص عطا فرمائیں تاکہ میں اُس میں اپنے باپ کو کفن دوں اور آپ ﷺ اُس کا جنازہ پڑھائیں اور اُس کیلئے اِستغفار کریں تو حضور ﷺ نے اُسے اپنی قمیص عنائیت فرمائی اور کہا کہ مجھے اِطلاع دینا کہ میں اُس کا جنازہ پڑھاؤں گا، پس اُس نے حضور ﷺ کو اِطلاع کی تو جب آپ نے اُس کا جنازہ پڑھانا چاہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو پیچھے کھینچا اور عرض کی کہ کیا اَللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کا جنازہ پڑھانے سے روکا نہیں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دو باتوں کو اِختیار دیا گیا ہے، پھر آپ نے اَللّٰہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا: ''آپ اُن کیلئے دُعائے اِستغفار کریں یا نہ کریں، اگر چہ آپ ﷺ اُن کیلئے ستر (۷۰) مرتبہ بھی اِستغفار کریں، اَللّٰہ تعالیٰ اُن کو ہرگز نہیں بخشے گا، پس آپ ﷺ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھائی، پھر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوگئی، ''اور آپ اُن میں سے کسی کی نمازِ جنازہ مت پڑھائیں۔''

﴿اَلتَّوْضِیْحُ﴾

[ا].. حضرت ملا علی قاری رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ فرماتے ہیں:

﴿فَاِنْ قُلْتَ: مَاالْحِکْمَۃُ فِی دَفْعِ قَمِیْصِہٖ لَہٗ وَھُوَ کَانَ رَأْسَ الْمُنَافِقِیْنَ؟ قُلْتُ أُجِیْبُ عَنْ ھٰذَا بِاَجْوِبَۃٍ، فَقِیْلَ: کَانَ ذٰلِکَ اِکْرَامًا لِوَلَدِہٖ وَقِیْلَ: لِاَنَّہٗ مَاسُئِلَ شَیْئًا، فَقَالَ: لَا وَقِیْلَ: اِنَّہٗ قَالَ: اِنَّ قَمِیْصِی لَنْ یُّغْنِیَ عَنْہُ شَیْئًا مِّنَ اللّٰہِ عزوجل، اِنِّی اُؤَمِّلُ مِنْ اَبِیْہِ اَنْ یَّدْخُلَ فِی الْاِسْلَامِ بِھٰذَا السَّبَبِ، فَرُوِیَ اَنَّہٗ اَسْلَمَ مِنَ الْخَزْرَجِ اَلْفٌ مَارَأَوْہُ یَطْلُبُ الْاِسْتِشْفَاءَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ وَقَالَ اَکْثَرُھُمْ: اِنَّمَا اَلْبَسَہٗ قَمِیْصَہٗ مُکَافَاۃً لِمَا صَنَعَ فِی اِلْبَاسِ الْعَبَّاسِ عَمِّ النَّبِیِّ ﷺ قَمِیْصَہٗ یَوْمَ بَدْرٍ وَکَانَ الْعَبَّاسُ طَوِیْلًا، فَلَمْ یَاْتِ اِلَیْہِ اِلَّا قَمِیْصُ ابْنِ اُبَیٍّ﴾ (۱)

ترجمہ: ''پس اگر تو یہ اِعتراض کرے کہ اُس منافق کو قمیص عطاء کرنے میں کیا حکمتیں تھی حالانکہ وہ تو منافقین کا سردار تھا؟ تو میں کہتا ہوں کہ اِس کے کئی جوابات ہیں:

(۱) [عمدۃ القاری شرح بخاری: ۷۹/۸]

ایک جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اُس کے بیٹے کے اِعزاز کیلئے یہ کیا، دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ سے جو چیز بھی مانگی جاتی تو آپ ﷺ اِنکار نہ فرماتے، تیسرا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری یہ قمیص اُس کو ہرگز اللہ ﷻ کی طرف سے کوئی فائدہ نہ دے گی (کیونکہ وہ منافق ہے) لیکن میں نے یہ اِس نیت سے کیا کہ دیگر لوگ اِس کی وجہ سے اِسلام لے آئیں گے، پس رِوایت میں ہے کہ قبیلہ خزرج کے ایک ہزار لوگ حضور ﷺ کی شفقت دیکھ کر اِسلام لے آئے تھے، اور اکثر علماء یہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ قمیص اِسلئے پہنائی تھی تاکہ یہ بدلہ ہو جائے اُس کا جو بدر کے دن حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو قمیص پہنائی گئی تھی، چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قد لمبا تھا تو اُبی منافق کے علاوہ کسی کی قمیص آپ کو پوری نہ ہوتی تھی۔

[۲].. علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ قِيلَ: إِنَّمَا أَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَكَفَّنَهُ فِيهِ تَطْيِيبًا لِقَلْبِ ابْنِهِ فَإِنَّهُ كَانَ صَحَابِيًّا صَالِحًا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''یہ کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے اُس منافق کو قمیص عطاء کی اور اُس میں کفن پہنایا تاکہ اُس کے بیٹے کا دِل خوش ہو جائے کیونکہ وہ صالح صحابی تھے۔

حدیث: [۳]

☆حضور ﷺ کا سائل کو اِنکار نہ کرنا☆

﴿ عَنْ سَهْلٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ فِيهَا حَاشِيَتُهَا أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالُوا الشَّمْلَةُ، قَالَ رضی اللہ عنہ: نَعَمْ! قَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدِي فَجِئْتُ لِأَكْسُوَكَهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ، فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ، فَقَالَ اكْسُنِيهَا، مَا أَحْسَنَهَا، فَقَالَ الْقَوْمُ: مَا أَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ، قَالَ: إِنِّي وَاللَّهِ! مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ

(۱)۔ [شرح صحیح مسلم: ۲/۲۷۶]

وَاِنَّمَا سَاَلْتُهُ لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ، قَالَ سَهْلٌ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ فَكَانَتْ كَفَنَهُ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہاتھ سے بُنی ہوئی چادر لائی جس میں حاشیہ بھی تھا، (حضرت سہل نے کہا) کیا تم جانتے ہو کہ یہ بردہ کیا ہے؟ تو تابعین عظام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ چادر ہے، تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! اُس عورت نے کہا کہ میں نے اِسے اپنے ہاتھ سے بُنا ہے اور میں اِسے اِسلئے لائی ہوں تاکہ میں اِسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہناؤں، پس رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ہدیہ قبول کرلیا، پس آپ وہ چادر پہن کر ہمارے پاس تشریف لائے اور وہ چادر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہبند تھا، پس فلاں شخص نے اُسے اچھا قرار دیا اور عرض کیا کہ یہ چادر کتنی اچھی ہے؟ یہ آپ مجھے عنائیت فرمادیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ تُو نے اچھا نہیں کیا کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے پہنا تھا جبکہ تُو نے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگ لی اور تُو یہ بھی جانتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو خالی نہیں لوٹاتے، تو اُس نے کہا کہ اللہ عزوجل کی قسم! میں نے وہ چادر پہننے کیلئے نہیں لی بلکہ میں نے تو وہ اِس لئے مانگی ہے تاکہ وہ میرا کفن ہو تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہی چادر اُن کا کفن تھی۔

{اَلتَّوْضِیْحُ}

[۱].. حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ اَیْ فَلَمْ یُنْكِرِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الرَّجُلَ الَّذِیْ طَلَبَ الْبُرْدَةَ الَّتِیْ اُهْدِیَتْ اِلَیْهِ وَكَانَ طَلَبُهُ اِیَّاهَا مِنْهُ لِاَجْلِ اَنْ یُّكَفَّنَ فِیْهَا وَكَانَتِ الصَّحَابَةُ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمْ اَنْكَرُوْا عَلَیْهِ، فَلَمَّا قَالَ اِنَّمَا طَلَبْتُهَا لِاُكَفَّنَ فِیْهَا، اَعْذَرُوْهُ فَلَمْ یُنْكِرُوْا ذٰلِكَ عَلَیْهِ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''پس رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس شخص کو انکار نہیں کیا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

(۱)۔[صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب من استعد الکفن فی زمن النبی فلم ینکر علیہ: ۱/۱۷۰ (رقم الحدیث للبخاری: ۱۲۷۷)، (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۱۹۸)]....[سنن ابن ماجہ: کتاب اللباس، باب لباس رسول اللہ: ۲۵۴ (رقم الحدیث للتسجیل: ۳۵۴۵)]

(۲)۔[عمدۃ القاری شرح بخاری: ۸/۸۸]

وہ چادر طلب کی جو آپ ﷺ کو ہدیہ کی گئی تھی اور اُس صحابی نے وہ چادر اِسلئے مانگی تھی تاکہ وہ اِسے اپنا کفن بنائے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے (پہلے) اُس صحابی کو اَیسا کرنے سے روکا تھا مگر جب اُس نے یہ کہا کہ میں نے تو اِس لئے چادر لی ہے تاکہ میں اُسے اپنا کفن بناؤں تو پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اُسے معذور سمجھا اور اُسے اَیسا کرنے سے نہیں روکا۔

[۲].. حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ وَقَوْلُهُ: لَا يَرُدُّ : اَیْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَا يَرُدُّ سَائِلًا وَفِی رِوَايَةِ اَبِیْ غَسَّانَ فِی الْاَدَبِ : لَا يُسْئَلُ شَیْءٌ فَيَمْنَعُهُ اَیْ يُعْطِی كُلَّ مَنْ طَلَبَ مَا يَطْلُبُهُ وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ غَسَّانَ: فَقَالَ: رَجَوْتُ بَرْكَتَهَا حِيْنَ لَبِسَهَا النَّبِیُّ ﷺ ﴾ (۱)

ترجمہ:''اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اِس قول (لا یرد) کی وَضاحت یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے کبھی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا اور ابو غسان کی کتاب الادب میں رِوایت کے یہ لفظ ہیں کہ اَیسا نہیں ہوتا تھا کہ حضور ﷺ سے کوئی چیز مانگی جائے اور حضور ﷺ اُس سے انکار کردیں یعنی آپ ﷺ ہر شخص کو اُس کے مطالبہ کے مطابق عطا کرتے تھے اور ابو غسان کی ایک رِوایت میں یہ لفظ ہیں کہ میں اُس چادر سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اُسے حضور ﷺ نے پہنا ہے۔''

[۳].. حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ ذِكْرُ مَا يُسْتَفَادُ مِنْهُ: اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَرُدُّ سَائِلًا وَفِيْهِ بَرْكَةُ مَالَبِسَهُ مِمَّا يَلِیْ جَسَدَهُ ﴾ (۲)

ترجمہ:''اِس حدیث سے جو باتیں ثابت ہوتیں ہیں، وہ یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے کسی سائل کو خالی نہیں لوٹایا تھا اور یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جو چیز حضور ﷺ کے جسمِ اقدس سے لگ جائے وہ برکت والی ہوجاتی ہے۔''

---

(۱)۔[عمدۃ القاری شرح بخاری: ۹۰/۸]

(۲)۔[عمدۃ القاری شرح بخاری: ۹۱/۸]

حدیث :[٤]

☆زمین و آسمان حضور ﷺ کی نظر میں ہیں☆

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ: اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ ﷺ: اِنَّ اللّٰہَ عزوجل زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا (١)

ترجمہ: ''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا، پس میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھا۔''

{اَلتَّوْضِیْحُ}

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ساری زمین مختصر کر کے دکھائی گئی، میرے سامنے رکھ دی گئی، یہاں تک کہ مرقات میں ہے کہ ساری زمین حضور ﷺ کے سامنے کر دی گئی جیسے آئینہ دار کے ہاتھ میں آئینہ، اَشِعَّۃُ اللَّمعات میں ہے کہ حضورِ انور ﷺ کو مشرق و مغرب کی سلطنت عطاء کی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ زمین و آسمان، مشرق و مغرب حضورِ انور ﷺ کی نظر میں بھی ہیں اور حضورِ انور ﷺ کے تصرف میں بھی، سمیٹ دینے اور دکھا دینے سے یہ دونوں باتیں ثابت ہوتی ہیں۔'' (٢)

[اَلْاِنْتِبَاہ]: ''اس حدیث میں ہے کہ زمین و آسمان حضور ﷺ کی نظر میں ہیں اور حضور ﷺ کے تصرف میں ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ اپنے غلاموں کی مدد کرنے پر بھی قادر ہیں۔''

---

(١)۔[صحیح مسلم :کتاب الفتن (من الاول):٢/ ٣٩٠(رقم الحدیث للتسجیل:٥١٤٤)]....[جامع ترمذی : کتاب الفتن :باب سؤال النبی ثلاثا فی امتہ:٢/ ٤٠ (رقم الحدیث للتسجیل:٢١٠٢)]....[سنن ابی داؤد: کتاب الفتن والملاحم:من الاول:٢/ ٢٣٣ (رقم الحدیث للتسجیل:٣٧١٠)]....[مشکوۃ المصابیح : باب فضائل سید المرسلین ،الفصل الاول: ٥١٢]

(٢)۔[مرآۃ المناجیح : ٨/ ١١]

حدیث :[۵]

☆ حضور ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا کیا کرتے تھے ☆

﴿ عَنْ سَالِمٍ :اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْنِى الْعَطَآءَ ،فَاَقُوْلُ: اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّىْ، فَقَالَ ﷺ : خُذْهُ اِذَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَیْءٌ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَالَا ، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ مال عطا فرماتے تو میں عرض کرتا: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ! اِسے اُس شخص کو عطا فرمائیں جو مجھ سے بھی زیادہ ضرورت مند ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: (اے عمر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْكَ) یہ مال لے لو، جب اِس مال میں سے تمہارے پاس کچھ اس طرح آئے کہ تم اِس کا لالچ نہ رکھو اور نہ خود مانگو تو لے لیا کرو اور جو مال اِس طرح نہ آئے تو اُس کے پیچھے نہ پڑو۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مال عطا کیا کرتے تھے جو اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ بندوں کی مدد کرنے پر قادر ہیں۔

....

(۱) ۔[صحیح بخاری :کتاب الزکوۃ :باب من اعطاہ اللہ شیئا من غیر مسألة ولا اشراف نفس : ۱/ ۱۹۹ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۳۸۰)].....[صحیح مسلم : کتاب الزکوۃ ، باب جواز الاخذ بغیر سوال : ۱/ ۳۳۴) رقم الحدیث للتسجیل: ۱۷۳۱)].....[سنن نسائی : کتاب الزکوۃ ، باب من آتاہ اللہ مالا من غیر سوال : ۱/ ۳۶۴(رقم الحدیث للتسجیل: ۲۵۵۷)]

﴿ اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ : فِیْ بَیَانِ اَنَّ غَیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مُخْتَارٌ عَلَی الْاِسْتِعَانَۃِ لِلْعِبَادِ ﴾

﴿ دوسری فصل: اِس بارے کہ رَسولُ اللہ ﷺ کے علاوہ بھی اللہ کے بندے دیگر بندوں کی مدد کرنے کا اِختیار رکھتے ہیں ﴾

حدیث :[٦]

☆ فرشتے نے مافوق الاسباب مدد کی ☆

﴿ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ :اِنَّ ثَلَا ثَۃً فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ : اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی، بَدَأَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یَّبْتَلِیَھُمْ ، فَبَعَثَ اِلَیْھِمْ مَلَکًا ، فَاَتَی الْاَبْرَصَ ، فَقَالَ: اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ ؟ قَالَ : لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ ، قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ ، قَالَ : فَمَسَحَہٗ، فَذَھَبَ ، فَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا، فَقَالَ: وَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْکَ؟ فَقَالَ: اَلْاِبِلُ، اَوْ قَالَ :اَلْبَقَرُ ، ھُوَ شَکٌّ فِیْ ذٰلِکَ اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِ الْاَقْرَعَ، قَالَ اَحَدُھُمَا: اَلْاِبِلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ: اَلْبَقَرُ، فَاُعْطِیَ نَاقَۃً عُشَرَاءَ ، فَقَالَ : یُبَارَکُ لَکَ فِیْھَا ،قَالَ:وَاَتَی الْاَقْرَعَ ، فَقَالَ : اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ ؟ قَالَ : شَعَرٌ حَسَنٌ وَیَذْھَبُ ھٰذَا عَنِّیْ ، قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ فَمَسَحَہٗ، فَذَھَبَ وَاُعْطِیَ شَعَرًا حَسَنًا ، قَالَ :فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْکَ ؟ قَالَ :اَلْبَقَرُ، فَاَعْطَاہُ بَقَرَۃً حَامِلًا وَقَالَ :یُبَارَکُ لَکَ فِیْھَا وَاَتَی الْاَعْمٰی ، فَقَالَ : اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ ؟ قَالَ : یَرُدُّ اللّٰہُ اِلَیَّ بَصَرِیْ، فَاُبْصِرُ بِہِ النَّاسَ ، قَالَ : فَمَسَحَہٗ، فَرَدَّ اللّٰہُ اِلَیْہِ بَصَرَہٗ ﴾

ترجمہ: ''حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رَسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اِسرائیل میں تین اَشخاص برص والا، گنجا اور اَندھا رہتے تھے، پس اَللہ تعالیٰ نے اُن کو آزمانے کیلئے اُن کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ برص والے شخص کے پاس آیا اور پوچھا کہ تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ تو اُس نے کہا کہ اچھا رنگ اور اچھی جلد تا کہ لوگ میری عزت کریں، پس رَسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُس فرشتے نے اُس کی جلد پر ہاتھ پھیرا تو اُس کی بیماری چلی گئی اور اُسے اچھا رنگ اور اچھی جلد عطاء کردی گئی، پھر پوچھا کہ تجھے کون سا مال پسند ہے؟ تو وہ کہنے لگا کہ اُونٹ یا گائے، راوِی کو اِس میں شک ہے کہ برص والے اور گنجے میں سے کس نے اُونٹ مانگا اور کس نے گائے، پس اُسے گابھن اُونٹنی دے دی گئی، پس فرشتے نے کہا کہ تجھے اِس میں برکت ہو، پھر وہ فرشتہ گنجے شخص کے پاس گیا اور اُسے پوچھا کہ تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ تو اُس نے کہا کہ اچھے بال اور یہ بیماری مجھ سے چلی جائے تا کہ لوگ میری عزت کریں، پھر اُس فرشتے نے اُس کی جلد کو چھویا تو اُس کی بیماری چلی گئی اور اُسے اچھے بال عطا کردیئے گئے، پھر فرشتے نے پوچھا کہ تجھے کونسا مال پسند ہے؟ تو اُس نے کہا کہ گائے، پس فرشتے نے اُسے گابھن گائے دے دی اور کہا کہ تجھے اِس میں برکت ہو، پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور پوچھا کہ تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا کہ اَللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھوں، پھر اُس فرشتے نے اُس کی جلد کو چھویا تو اَللہ تعالیٰ نے اُسے بینائی لوٹادی ﴾ (1)

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ غیر اللہ یعنی فرشتوں نے بندوں کی مافوق الاسباب مدد کی، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ مافوق الاسباب میں بھی غیر اللہ کی مدد کام آتی ہے۔

(۱)۔[صحیح بخاری: کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل: ۱/۴۹۲(رقم الحدیث للتسجیل:۳۲۰۵)، (رقم الحدیث للبخاری: ۳۴۶۴)]......[صحیح مسلم: کتاب الزھد والرقائق، فصل فی حدیث ابرص:۲/۴۰۸(رقم الحدیث للتسجیل:۵۲۶۵)، (رقم الحدیث للمسلم: ۷۴۳۱)]

حدیث :[۷]

☆ درخت کی شاخوں سے عذاب کا ہلکا ہونا ☆

﴿ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى قَبْرَيْنِ ، فَقَالَ: اَمَا اَنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ، اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ: فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ: قَالَ : فَدَعَا بِعَسِيْبٍ رَطَبٍ، فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلٰى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدًا ،ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا ﴾ (۱)

ترجمہ : " حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دفعہ) دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ اِن دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور اِن دونوں کو عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں دیا جارہا بلکہ اِن میں سے ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا، پھر آپ نے درخت کی ایک تر شاخ منگوائی پس اُس کو دو حصوں میں چیرا اور ایک حصے کو ایک قبر پر نصب کر دیا اور دوسرے حصے کو دوسری قبر پر، پھر فرمایا کہ جب تک یہ دونوں خشک نہ ہوں گی، یقیناً اِن کے عذاب میں کمی کی جائے گی۔

{اَلتَّوْضِيْحُ}

[۱].. حضرت اِمام نووی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

---

(۱) ۔[صحیح مسلم :کتاب الطهارة ، باب الدليل على نجاسة البول : ۱/۱۴۱ (رقم الحديث للتسجيل : ۴۳۹) ، (رقم الحديث للمسلم : ۶۷۷)]...... [صحيح بخارى :كتاب الادب ، باب الغيبة وقول الله : ۲/۸۹۴(،رقم الحديث للتسجيل:۵۵۹۲) ، (رقم الحديث للبخارى:۶۰۵۲)]......[سنن نسائى :كتاب الطهارة ، باب التنزه عن البول : ۱/۱۲ (رقم الحديث للتسجيل: ۳)]......[سنن ابى داؤد : كتاب الطهارة : ۱/۴(رقم الحديث للتسجيل:۱۹)]......[مشكوة المصابيح :كتاب الطهارة ،باب فى آداب الخلاء، الفصل الاول : ۴۲]

﴿ اَمَّا وَضْعُهُ الْجَرِيْدَتَيْنِ عَلَى الْقَبْرِ : فَقَالَ الْعُلَمَآءُ : هُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّهُ ﷺ سَاَلَ الشَّفَاعَةَ لَهُمَا فَاُجِيْبَتْ شَفَاعَتُهُ ﷺ بِالتَّخْفِيْفِ عَنْهُمَا اِلٰى اَنْ يَيْبَسَا وَقِيْلَ يَحْتَمِلُ اَنَّهُ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ لَهُمَا تِلْكَ الْمُدَّةَ ﴾ ①

ترجمہ :" بہرحال **حضور** ﷺ نے قبر پر دو شاخیں رکھیں، اِس بارے **علماءِ کرام** فرماتے ہیں کہ یہ اِس بات پر محمول ہے کہ **حضور** ﷺ نے اِن دونوں کیلئے شفاعت طلب کی ،پس آپ ﷺ کی شفاعت قبول کرلی گئی اِس طرح کہ اِن دونوں سے عذاب ہلکا کردیا گیا جب تک وہ خشک نہ ہوں اور بعض نے کہا کہ اِس میں یہ اِحتمال ہے کہ **حضور** ﷺ اِن دونوں کیلئے اِتنی مدت تک دُعا فرماتے رہے۔"

[۲].. مفتی **احمد یار خان نعیمی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کہ یہ **حدیث** بڑے معرکے کی ہے، اِس سے بے شمار مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں ۔[۱]: **حضور** ﷺ کی نگاہ کیلئے کوئی شیء آڑ نہیں ،کھلی ،چھپی ہر چیز آپ ﷺ پر ظاہر ہے کہ عذاب قبر کے اَندر ہے جبکہ **حضور** ﷺ قبر کے اُوپر تشریف رکھتے ہیں اور عذاب دیکھ رہے ہیں۔[۲]: **حضور** ﷺ مخلوق کے ہر چھپے کھلے کام کو دیکھ رہے ہیں کہ کون کیا کر رہا ہے اور یہ کیا کرتا تھا، فرمایا کہ ایک چغلی کرتا تھا اور ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔[۳]: گناہِ صغیرہ پر حشر و قبر میں عذاب ہوسکتا ہے ۔[۴]: **حضور** ﷺ ہر گناہ کا علاج بھی جانتے ہیں ،دیکھو **حضور** ﷺ نے قبر پر شاخیں لگائیں تاکہ عذاب ہلکا ہو۔[۵]: قبروں پر سبزہ پھول ،ہار وغیرہ ڈالنا سنت ہے، یہ بات ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے مردے کو راحت ملتی ہے۔ ②

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس **حدیث پاک** سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ یعنی درخت کی ٹہنیاں بھی اللہ عزوجل کی عطا سے قبر میں مردے کی مدد کرسکتی ہیں اور اِس سے قبر والے کا عذاب دور ہو جاتا ہے۔

---

(۱) ۔[شرح النووی علی المسلم : ۱/ ۱۴۱]

(۲) ۔[مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ ۱/ ۲۶۰]

حدیث :[۸]

☆ حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بندوں کے مددگار ہیں ☆

﴿ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمٍ :عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ﴾ (۱)

ترجمہ:''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس کا میں مددگار ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اُس کا مددگار ہے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ بندوں کے مددگار ہیں، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ کا مددگار ہونا شرک نہیں ہے۔''

حدیث :[۹]

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر مومن کے مددگار ہیں ☆

﴿ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رضی اللہ عنہ :قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :اِنَّ عَلِیًّا مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ بَعْدِیْ ﴾ (۲)

ترجمہ:''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے بعد ہر مومن کے مددگار ہیں۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر مومن کے مددگار ہیں۔

حدیث :[۱۰]

☆ حجرِ اسود بھی بندوں کی مدد کرتا ہے ☆

﴿ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : فِی الْحَجَرِ، وَاللّٰہِ لَیَبْعَثَنَّہُ

(۱)۔ [سنن ترمذی :ابواب المناقب ، باب مناقب علی : ۲۱۳/۲ (رقم الحدیث للتسجیل:۳۶۴۶)]

(۲)۔ [سنن ترمذی :کتاب المناقب ، باب مناقب علی : ۲۱۳/۲ (رقم الحدیث للتسجیل : ۳۶۴۵)]

اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَہٗ عَیْنَانِ یُبْصِرُ بِھِمَا وَلِسَانٌ یَنْطِقُ بِہٖ یَشْھَدُ عَلٰی مَنِ اسْتَلَمَہٗ بِحَقٍّ ﴾ ﴿۱﴾

[قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی التِّرْمَذِیُّ رضی اللہ عنہ: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ]

ترجمہ: ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کے بارے اِرشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل کی قسم! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس پتھر کو اِس طرح اٹھائے گا کہ اُس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے یہ دیکھے گا اور ایک زبان ہوگی جس سے یہ کلام کرے گا اور یہ ہر اُس شخص کے بارے گواہی دے گا جس نے اُسے حق کے ساتھ چوما ہوگا۔''

[اَلْاِنْتِبَاہْ]: معلوم ہوا کہ غیر اللہ یعنی حجرِ اسود بھی قیامت کے دن بندوں کا مددگار ثابت ہوگا۔

....

(۱) ۔ [سنن ترمذی :ابواب الحج من الاخر، باب ماجاء فی حجر الاسود: ۱/۱۱۵ (رقم الحدیث للتسجیل :۸۸۴)]....[سنن ابن ماجہ : کتاب المناسک ،باب استلام الحجر: ۲۱۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۹۳۵)]

﴿ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ : فِیْ بَیَانِ اَنَّ الْاِسْتِعَانَۃَ بِتَوَسُّلِ غَیْرِ اللّٰہِ ﴾

﴿تیسری فصل: غیر اللہ کے وسیلے سے بندوں کی امداد﴾

حدیث :[۱۱]

☆ مرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہم مسلمانوں کی مدد کی ☆

﴿ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: فَفَرَضَ عَلَیَّ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ، فَنَزَلْتُ اِلٰی مُوْسٰی علیہ السلام فَقَالَ: مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰی اُمَّتِكَ، قُلْتُ: خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً، قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاسْاَلْہُ التَّخْفِیْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا یُطِیْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّیْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَخَبَرْتُھُمْ، قَالَ: فَرَجَعْتُ اِلٰی رَبِّیْ، فَقُلْتُ یَا رَبِّ! خَفِّفْ عَلٰی اُمَّتِیْ فَحَطَّ عَنِّیْ خَمْسًا، فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی علیہ السلام فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّیْ خَمْسًا، قَالَ: اِنَّ اُمَّتَكَ لَا یُطِیْقُوْنَ ذٰلِكَ: فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسَلْہُ التَّخْفِیْفَ، قَالَ: فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَیْنَ رَبِّیْ وَبَیْنَ مُوْسٰی علیہ السلام حَتّٰی قَالَ یَامُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ! اِنَّھُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ ﴾ (۱)

ترجمہ : ’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱)۔[صحیح مسلم : کتاب الایمان ، باب الاسراء برسول اللہ الی السموت : ۱/۹۱ (رقم الحدیث للتسجیل:۲۳۴)، (رقم الحدیث للمسلم: ۲۱۱)]......[صحیح بخاری: کتاب الرد علی الجھمیۃ وغیرھم التوحید ،باب قول اللہ وکلم اللہ موسی: ۲/۱۱۲۱ (رقم الحدیث للتسجیل ۶۹۶۳)، (رقم الحدیث للبخاری: ۷۵۱۷)]......[سنن نسائی: کتاب الصلوۃ ، باب فرض الصلوۃ: ۱/۷۷ (رقم الحدیث للتسجیل:۴۴۵)]

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن اور رات کی مجھ پر پچاس نمازیں فرض کیں، پس میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا کہ آپ کے رب جل جلالہ نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے تو میں نے کہا کہ پچاس نمازیں تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اپنے رَب ذُوالجلال کے پاس واپس جائیں اور اِس میں تخفیف کا سوال کریں کیونکہ آپ کی اُمت اِتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی، پس بے شک میں بنی اِسرائیل کو آزما چکا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب جل جلالہ کے پاس واپس آیا اور میں نے عرض کی کہ اے میرے رب جَلَّ جَلَالُکَ! میری اُمت پر تھوڑی آسانی فرمائیں تو رَبّ تعالیٰ نے اُن میں سے پانچ نمازیں کم کردیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور بتایا کہ رَبّ تعالیٰ نے پانچ اور کم کردیں، پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی اُمت اِتنی نمازیں پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی، آپ پھر رَبّ تعالیٰ کے پاس جائیں اور مزید کمی کا سوال کریں، پھر نبی اُکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مسلسل اپنے رب جل جلالہ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ رَبّ تعالیٰ نے فرمایا کہ نمازیں پانچ ہی فرض ہوں گی لیکن اِن کا ثواب پچاس کے برابر ہی ملے گا۔"

{ اَلتَّوْضِیْحُ }

شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں:

"نبی اُکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفرِ معراج کی اِبتداء میں فرمایا تھا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، سارے ہی اَنبیاءِ کرام عَلَیْھِمُ السَّلَام اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیوں کیا؟ تو اِسلئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش سے اُمت کی نمازیں کم ہوئی تھیں اور یہ دَلیل قائم کرنی تھی کہ قبر والے بھی سفارش کرتے ہیں اور دُنیا والوں کی مدد کرتے ہیں کہ قبر والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد سے ہی نمازیں پچاس سے پانچ رہ گئیں۔" (۱)

---

(۱)۔ [شرح صحیح مسلم: ۱/ ۷۶۷]

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ **پہلی بات** یہ کہ **اللہ** ﷻ کا نبی عام بندوں کی طرح نہیں مرتا بلکہ **اللہ** ﷻ کے **اَنبیاءِ کرام** عَلَیْہِمُ السَّلَامُ قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر بندوں کی مدد بھی کرتے ہیں جو اِس بات کی دلیل ہے کہ **اَنبیاءِ کرام** عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کا تصرف کرنا قبر میں ختم نہیں ہوتا بلکہ وہ قبر میں رہ کر بھی عالم میں تصرف کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ اگر **غیر اللہ** کا مدد کرنا شرک ہوتا تو کبھی بھی **موسیٰ** علیہ السلام ہماری نمازوں کی کمی کی درخواست نہ کرتے اور **حضور** ﷺ بھی اُن کی درخواست قبول نہ کرتے لیکن **حضور** ﷺ کا حضرت **موسیٰ** علیہ السلام کی سفارش قبول کرنا اور اِسی طرح **اَللہ تعالیٰ** کا **حضور** ﷺ کی سفارش کو قبول فرما لینا اِس بات کی دلیل ہے کہ **غیر اللہ** مدد کر سکتے ہیں اور اُن کی مدد سے ہی ہم پانچ نمازیں پڑھتے ہیں لہذا جو شخص یہ کہتا ہے کہ **غیر اللہ** کی مدد شرک ہے تو اُسے چاہئے کہ وہ روزانہ پچاس نمازیں پڑھے۔

حدیث: [۱۲]

☆ حضور ﷺ کے وسیلے سے بارش برستی ہے ☆

﴿ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ اَبِیْ طَالِبٍ:

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ؛ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ اَبِيْهِ: رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ، يَسْتَسْقِىْ فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ ﴾ (۱)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا، اُنہوں نے کہا کہ میں نے حضرت اِبنِ عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اَبوطالب کا یہ شعر پڑھتے تھے۔“

---

(۱): [صحیح بخاری: کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا: ۱/۱۳۷ (رقم الحدیث للتسجیل: ۹۵۳)، (رقم الحدیث للبخاری: ۱۰۰۸)]۔۔۔[سنن ابن ماجه: کتاب السهو فی الصلوة، باب ماجاء فی الدعاء فی الاستسقاء: ۹۰ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۲۶۲)]

''وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے، جو یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے غم خوار ہیں۔''

عمر بن حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں سالم نے اپنے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے خبر دی کہ میں شاعر کا یہ شعر کبھی یاد کرتا اور میں حضور نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھتا جب آپ ﷺ بارش کیلئے دُعاء فرماتے تو آپ ﷺ ابھی منبر سے نہ اُترتے تھے کہ پرنالے زور سے بہنے لگتے۔''

حدیث: [۱۴]

☆ خدمتِ والدین اور اَدائے حق کے توسل سے قبولیتِ دُعا ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی غار میں پھنس گئے تو اِن میں سے ایک نے اپنے والدین کی خدمت سے توسل کیا، دوسرے نے اپنی پاکدامنی سے توسل کیا اور تیسرے نے مزدور کا حق اَدا کرنے سے توسل کیا اور پھر اَللہ تعالیٰ نے اِن کے اِس توسل کی برکت سے غار کا منہ کھول دیا۔ (۱)

{ اَلتَّوْضِیْحُ }

اِمام نوَوِی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

﴿ وَاسْتَدَلَّ اَصْحَابُنَا بِهٰذَا عَلٰى اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَّدْعُوَ فِي حَالِ كُرْبِهٖ وَفِي دُعَاءِ الْاِسْتِسْقَاءِ وَغَيْرِهٖ بِصَالِحِ عَمَلِهٖ وَيَتَوَسَّلُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِهٖ لِاَنَّ هٰؤُلَاءِ فَعَلُوْهُ فَاسْتُجِيْبَ لَهُمْ وَذَكَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ مَعْرِضِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ وَجَمِيْلِ فَضَائِلِهِمْ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''ہمارے اَصحاب نے اِس سے یہ اِستدلال کیا ہے کہ اِنسان کیلئے مستحب ہے کہ وہ مصیبت کی حالت میں دُعاء کرے، وہ دُعاء بارش کی طلب کی ہو یا اِس

---

(۱) ۔ [صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب قصة اصحاب الغار الثلاثة: ۳۵۳/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۴۹۲۶)، (رقم الحدیث للمسلم: ۶۹۴۹]

(۲) ۔ [شرح مسلم للنووی: ۳۵۳/۲]

کے علاوہ، اُسے صالح عمل کے ذریعے دُعا کرنی چاہئے اور صالح عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے توسل کرے اِسلئے کہ اَصحابِ غار نے بھی ایسے ہی کیا تو اُن کی دُعا قبول کی گئی اور رسولِ اُکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس بات کو اُن کی تعریف میں ذکر کیا اور اُن کے خوبصورت فضائل کے ضمن میں ذکر کیا۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیث کی وجہ سے مسلمانوں کے تمام گروہ اِس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے کسی نیک عمل کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔

حدیث :[۱۴]

☆ اِبدال کے توسل سے بارش ☆

﴿ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ عُبَیْدٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ : اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : یَقُوْلُ : اَلْاِبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا ، کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ ، اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت شریح بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک میں نے رسولِ اُکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شام میں چالیس اِبدال رہتے ہیں، پس جب بھی اُن میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ کسی اور کو مقرر فرمادیتا ہے، اُن کی وجہ سے بارش برسائی جاتی ہے اور اُن کی وجہ سے تمہاری دشمنوں کے خلاف مدد کی جاتی ہے اور اُن کی وجہ سے اَہلِ شام سے عذاب دُور کیا جاتا ہے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ اِبدالوں کے توسل سے بارش بھی برسائی جاتی ہے اور عذاب بھی دور کیا جاتا ہے، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ کے توسل سے مدد طلب کرنا شرک نہیں ہے۔

---

(۱) - [مشکوۃ المصابیح : باب جامع المناقب ، باب ذکر الیمن والشام ، الفصل الثالث : ۵۸۲]

حدیث :[۱۵]

☆حضرت آدم علیہ السلام نے حضور ﷺ کے توسل سے مدد حاصل کی☆

﴿عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ علیہ السلام الْخَطِيْئَةَ قَالَ: يَا رَبِّ جَلَّ جَلَالُكَ! اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ لِمَا غَفَرْتَ لِيْ فَقَالَ اللّٰهُ عزوجل يَاآدَمُ عَلَيْكَ السَّلَامُ! وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا ﷺ وَلَمْ اَخْلُقْهُ، قَالَ يَارَبِّ جَلَّ جَلَالُكَ! لِاَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوْحِكَ، رَفَعْتُ رَاْسِيْ، فَرَاَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تَضِفْ اِلٰى اِسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ فَقَالَ اللّٰهُ عزوجل: صَدَقْتَ يَاآدَمُ عَلَيْكَ السَّلَامُ! اِنَّهُ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ، اُدْعُنِيْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَهٗ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ ﷺ مَاخَلَقْتُكَ﴾ [قَالَ الْحَاكِمُ : هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ] (۱)

ترجمہ: ” حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو اُنہوں نے عرض کی اے میرے رب جل جلالک! میں تجھ سے محمد عربی ﷺ کے وسیلے سے دُعا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم عَلَيْكَ السَّلَام! تو نے محمد کو کیسے پہچانا ہے؟ حالانکہ میں نے اُنہیں ابھی پیدا ہی نہیں کیا، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے رب جل جلالک! جب تو نے مجھے اپنے دستِ اقدس سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی، تو میں نے اپنا سر اُٹھایا تو عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، پس میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اُسی ہستی کا نام ذکر کیا ہے جو تجھے سب سے زیادہ پیاری ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم عَلَيْكَ السَّلَام! تو نے سچ کہا کہ وہ مجھے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ پیارے ہیں، تو اُس کے وسیلے سے مجھ سے دُعا کر میں تجھے معاف فرمادوں گا، اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں کائنات نہ بناتا۔“

---

(۱): [المستدرك للحاكم: ۶۷۲/۲(رقم الحديث للحاكم: ۴۲۲۸)]

﴿اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ: فِیْ بَیَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَمَرَالْاِسْتِعَانَۃَ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ﴾

﴿چوتھی فصل: حضور ﷺ نے خود غیر اللہ سے مدد مانگنے کا حکم دیا﴾

حدیث :[۱۶]

☆ حضور ﷺ نے خود غیر اللہ سے مدد مانگنے کی تعلیم دی ☆

﴿عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِیْفٍ رضی اللہ عنہ: اَنَّ رَجُلًا ضَرِیْرَ الْبَصَرِ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّعَافِیَنِیْ، قَالَ ﷺ: اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ، قَالَ: فَادْعُہُ، قَالَ: فَاَمَرَہُ اَنْ یَّتَوَضَّاَ فَیُحْسِنَ وُضُوْءَہُ وَیَدْعُوْ بِھٰذَا الدُّعَآءِ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتَقْضٰی لِیْ، اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ﴾ (۱)

﴿قَالَ الْحَاکِمُ: ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ﴾ (۲)

ترجمہ: ''حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ وہ مجھے آنکھیں عطا فرمائے، پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تُو چاہے تو میں دُعا کرتا ہوں اور اگر تُو چاہے

(۱)۔ [جامع ترمذی: ابواب الدعوات، باب فی انتظار الفرج: ۱۹۷/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۳۵۰۲)]۔۔۔[سنن ابن ماجہ: کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ: ۹۹ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۳۷۵)]

(۲)۔ [حاکم فی المستدرک: ۳۵۸/۱ (رقم الحدیث للحاکم: ۱۱۸۰]

تو صبر کر کہ یہ تیرے لئے بہتر ہے، پس اُس صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ دُعا فرما دیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تُو اچھے طریقے سے وضوء کر کے یہ دُعاء پڑھ: اے اَللّٰہ! جَلَّ جَلَالُكَ میں تجھ سے تیرے نبی رحمت حضرت محمد ﷺ کے واسطے سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ میں آپ کے واسطے سے اپنے رب جل جلالہ کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ میری حاجت پوری کر دے، اے اَللّٰہ! جَلَّ جَلَالُكَ! میرے حق میں یہ سفارش قبول فرما لے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: مادرزاد نابیناؤں کو نعمتِ بصارت سے فیضیاب کرنا بھی تاجدارِ اَنبیاء ﷺ کا معجزہ ہے، جامع ترمذی کی رِوایت کے مطابق صحابیِ رسول سرورِ کائنات ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں بینائی کے حصول کے لئے اِستغاثہ کرنے آئے تو حضور نبی اَکرم ﷺ نے اُنہیں منع کرنے اور اِستغاثہ کی حرمت یا خدشۂ شرک کا اِظہار کرنے کی بجائے خود اُنہیں دُعا کی تلقین فرمائی یہ دُعا وسیلہ اور اِستغاثہ دونوں کی جامع ہے اور اُس نابینا صحابی کی طرح اِسے آج بھی صدقِ دل اور خلوصِ نیت سے کیا جائے تو اِنسانیت کیلئے مجربِ اَعظم ہے۔

حضور ﷺ نے خود اپنی ذاتِ گرامی سے اِستغاثہ کا حکم اِرشاد فرما کر اُن باطل عقائد ونظریات کی جڑ کاٹ دی جن کے ذریعہ بعض لوگ اِسلام کے حقیقی عقائد ونظریات اور تعلیمات کا چہرہ مسخ کرتے ہوئے جمیع مسلمانانِ عالم کو کافر و مشرک قرار دیتے تھے۔

حدیث: [۱۷]

☆ حضور ﷺ کی تعلیم ہے کہ نبیوں کے وسیلے سے دُعا مانگو ☆

﴿ قَالَ اَبُو لَیْلٰی رضی اللہ عنہ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا ظَھَرَتِ الْحَیَّةُ فِی الْمَسْکَنِ، فَقُوْلُوْا لَھَا اِنَّا نَسْئَلُكَ بِعَھْدِ نُوْحٍ علیہ السلام وَبِعَھْدِ سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ علیہ السلام اَلَّا تُؤْذِیَنَا، فَاِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوْھَا ﴾ (۱)

(۱) ۔ [سنن ترمذی، ابواب الصید، باب فی قتل الحیات: ۱/۱۷۹ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۴۰۵)]

ترجمہ: ''حضرت ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی گھر میں سانپ نظر آئے تو اُس سانپ سے یوں کہے کہ بے شک ہم تجھے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے عہد کا واسطہ دیتے ہیں کہ تو ہمیں اذیت نہ پہنچا، پھر اگر وہ لوٹے تو اُسے قتل کردو۔''

[اَلْاِنْتِبَاہْ]: معلوم ہوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود غیر اللہ کا وسیلہ پیش کرنے کا حکم دیا ہے اور اِس میں خارجیوں کے اُس قول کا رد بھی ہے کہ مرنے والوں کا وسیلہ جائز نہیں، یہ رد اِس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے وسیلے کا حکم دیا ہے جو کہ دنیا سے گزر چکے ہیں۔

حدیث :[۱۸]

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مُردوں کے وسیلے سے دُعا کرو ☆

﴿ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ اِلَی الصَّلٰوۃِ، فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّآئِلِیْنَ عَلَیْكَ وَاَسْئَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ شَرًّا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اِتِّقَآءَ سُخْطِكَ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِكَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے نماز کیلئے نکلے تو یہ کہے: اے اللہ! جَلَّ جَلَالُہٗ میں تجھ سے تیرے سائلین کے حق سے سوال کرتا ہوں اور میرے تیری طرف چلنے کے حق سے سوال کرتا ہوں کیونکہ میں برائی، تکبر، رِیاء کاری اور شہرت کی غرض سے نہیں نکلا بلکہ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا کو حاصل کرنے کیلئے نکلا ہوں۔''

[اَلْاِنْتِبَاہْ]: علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ یہ صراحۃً توسل ہے بندہ مؤمن سے چاہے وہ

(۱) - [سنن ابن ماجہ: کتاب المساجد والجماعۃ، باب المشی الی الصلوۃ: ۵٦ (رقم الحدیث للتجسیل: ۷۷۰)]

زندہ ہو یا مردہ، اور نبی اکرم ﷺ نے خود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کو اِس کی تعلیم دی ہے اور تمام متقدمین اور متاخرین علماءِ کرام نماز کیلئے جاتے وقت یہ دُعاء پڑھتے تھے۔

حدیث :[۱۹]

☆ حضور ﷺ نے خود اُمتی کی حاجت روائی کا حکم دیا ☆

﴿ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ قَضٰی لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ حَاجَةً یُرِیْدُ اَنْ یَّسُرَّهٗ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِیْ وَمَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ تَعَالٰی وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے اُمتی کی کسی حاجت کو پورا کیا اور وہ اِس کام کے ذریعے اُس مومن کو خوش کرنا چاہتا ہے تو گویا اُس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا تو اُس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔''

حدیث :[۲۰]

☆ حضور ﷺ نے خود مظلوم کی مدد کرنے پر بشارت دی ☆

﴿ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ اَغَاثَ مَلْهُوْفًا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ ثَلٰثًا وَّسَبْعِیْنَ مَغْفِرَةً وَاحِدَةٌ فِیْهَا صَلَاحُ اَمْرِهٖ کُلِّهٖ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ لَهٗ دَرَجَاتٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مظلوم کی مدد کی اللہ تعالیٰ اُس کیلئے تہتر (۷۳) بخششیں لکھتا ہے، اُن

---

(۱)۔ [مشکوٰۃ المصابیح : کتاب الآداب ، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الثالث: ۴۲۵]

(۲)۔ [مشکوٰۃ المصابیح : کتاب الآداب ، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الثالث: ۴۲۵]

میں سے ایک یہ ہے کہ اُس کے تمام معاملات درست فرما دیتا ہے اور بہتر بخششوں سے اُس کے قیامت کے دن درجات بلند کر دیئے جائیں گے۔"

حدیث :[۲۱]

☆ حضور ﷺ نے خود مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیا ☆

﴿ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: فِیْ حُقُوْقِ الطَّرِیْقِ، وَتُغِیْثُوا الْمَلْهُوْفَ ﴾ (۱)

ترجمہ: "حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے راستوں کے حقوق کے بارے فرمایا کہ تم مصیبت زدہ کی مدد کرو۔"

[اَلْاِنْتِبَاہ]: معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے خود غیر اللہ سے مدد مانگنے کا حکم دیا ہے۔

حدیث :[۲۲]

☆ حضور ﷺ نے خود غیر اللہ سے مدد مانگنے کا حکم دیا ☆

﴿ عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِیِّ رضی اللہ عنہ: اَنَّ الْفِرَاسِیَّ رضی اللہ عنہ: قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ: اَسْاَلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ! فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَا، وَاِنْ کُنْتَ سَائِلًا لَا بُدَّ، فَسَلِ الصَّالِحِیْنَ ﴾ ۔

ترجمہ: "حضرت ابن فراسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک حضرت فراسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ! کیا میں سوال کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اور اگر سوال کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو پھر نیک لوگوں سے سوال کرو۔" (۲)

---

(۱) ۔ [سنن ابی داؤد: کتاب الادب، باب فی الجلوس بالطرقات: ۲/۵ ۳۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۴۱۸۱)]

(۲) ۔ [سنن ابی داؤد: کتاب الزکوۃ، باب فی الاستعفاف: ۱/ ۲۴۰ (رقم الحدیث للتسجیل: ۱۴۰۳)]۔۔۔[سنن نسائی: کتاب الزکوۃ، باب سؤال السائلین: ۱/ ۳۶۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۵۴۰)]

﴿ اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ : فِیْ بَیَانِ اَنَّ الْاِسْتِعَانَۃَ بِالْغَیْرِ سُنَّۃُ الصَّحَابَۃِ ﴾

﴿پانچویں فصل: غیراللہ سے مدد مانگنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ﴾

حدیث :[۲۳]

☆صحابیِ رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کرنا☆

﴿ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ اَنَّـہُ اَخْبَرَہُ اَنَّ اَبَاہُ تُوُفِّیَ وَتَرَکَ عَلَیْہِ ثَلَاثِیْنَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِّنَ الْیَھُوْدِ، فَاسْتَنْظَرَہُ جَابِرٌ رضی اللہ عنہ، فَاَبٰی اَنْ یَّنْظِرَہُ، فَکَلَّمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لِیَشْفَعَ لَہٗ اِلَیْہِ،فَجَآءَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، فَکَلَّمَ الْیَھُوْدِیَّ لِیَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِہٖ بِالَّذِیْ لَہٗ ، فَاَبٰی ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ النَّخْلَ فَمَشٰی فِیْھَا ، ثُمَّ قَالَ ﷺ لِجَابِرٍ رضی اللہ عنہ: جُدَّ لَہٗ فَاَوْفِ لَہُ الَّذِیْ، فَجَدَّہُ بَعْدَ مَارَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ، فَاَوْفَاہُ ثَلٰثِیْنَ وَسْقًا وَفَضَلَتْ لَہٗ سَبْعَۃَ عَشَرَ وَسْقًا، فَجَآءَ جَابِرٌ رضی اللہ عنہ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لِیُخْبِرَہُ بِالَّذِیْ کَانَ، فَوَجَدَہُ یُصَلِّی الْعَصْرَ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخْبَرَہُ بِالْفَضْلِ، فَقَالَ ﷺ : اَخْبِرْ ذٰلِکَ ابْنَ خَطَّابٍ ، فَذَھَبَ جَابِرٌ رضی اللہ عنہ اِلٰی عُمَرَ رضی اللہ عنہ، فَاَخْبَرَہُ ، فَقَالَ لَہُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ : لَقَدْ عَلِمْتُ حِیْنَ مَشٰی فِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیُبَارَکَنَّ فِیْھَا ﴾ (۱)

---

(۱)۔ [صحیح بخاری : کتاب الاستقراض ، باب اذا قاص او جازفہ فی الدین : ۱/ ۳۲۲ : (رقم الحدیث للبخاری: ۲۳۹۶)، (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۲۲۱)]....[سنن نسائی: کتاب الوصایا ، باب قضاء الدین قبل المیراث: ۲/ ۱۳۰ (رقم الحدیث للتسجیل : ۳۵۷۸)]....[سنن ابی داؤد : کتاب الوصایا ، باب ماجاء فی الرجل یموت : ۲/ ۴۳ (رقم الحدیث للتسجیل : ۲۴۹۸)]....[سنن ابن ماجہ : ابواب الصدقات ، باب اداء الدین عن المیت :۱۷۵ (رقم الحدیث للتسجیل : ۲۴۲۵)]

ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں پتہ چلا کہ جب اُن کے والد وفات پا گئے تو اُن پر تیس وسق ایک یہودی کا قرضہ تھا، پس حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اُس سے (ادائیگی کیلئے کچھ) مہلت مانگی لیکن اُس یہودی نے اِنکار کر دیا، پس حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے پاس اُن کی سفارش کریں، پس رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے پاس آئے اور یہودی سے کہا کہ وہ اپنے قرضے کے عوض اِن کے درختوں کا پھل لے لے تو اُس نے اِنکار کر دیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے باغ میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں گھومے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہودی کیلئے پھل کاٹو اور اُس کا قرض ادا کرو۔

پس میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس جانے کے بعد یہودی کیلئے پھل کاٹا اور اُسے تیس وسق ادا کر دیا اور اُس درخت میں سترہ وسق کھجوریں بچ گئیں، پس حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اضافے کی خبر دینے کیلئے آئے تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھا رہے تھے، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں میں اضافے کی خبر دی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دو، پس حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور اُنہیں اِس اِضافے کا بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے اوپر گھومے تھے تو مجھے اُسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ اِن کھجوروں میں برکت ڈال دی جائے گی۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیثِ مبارک میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کا قرض ادا کرنے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی جو اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے۔''

حدیث: [۲۷]

☆صحابیِ رسول کا پنڈلی ٹوٹنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنا☆

﴿ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ : بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ

الْيَهُوْدِيْ رِجَالًا مِنَ الْاَنْصَارِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيْكٍ رضی اللہ عنہ وَكَانَ اَبُوْرَافِعٍ يُؤْذِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَيُعِيْنُ عَلَيْهِ ...... الخ وَاَنَا اُرٰى اِنِّيْ قَدْ انْتَهَيْتُ فِي الْاَرْضِ فَوَقَعْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ ، فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ ...... الخ، فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ، فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم : اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ، فَمَسَحَهَا ، فَكَاَنَّهَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ (۱)

ترجمہ:''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع یہودی کو قتل کرنے کیلئے انصار کے چند افراد کو بھیجا اور حضرت **عبد اللہ بن عتیک** رضی اللہ عنہ کو اُن کا امیر مقرر کیا اور ابورافع یہودی **حضور** صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کافروں کی مدد کرتا تھا .... (حضرت عبد اللہ کہتے ہیں) اور میرا خیال تھا کہ میں زمین پہ آ گیا ہوں اسلئے اپنا قدم رکھا تو چاندنی رات میں نیچے گر گیا، پس میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں نے اُسے عمامہ شریف سے باندھ لیا، پھر میں چل پڑا .... پس جب میں **رسولِ اکرم** صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو میں نے اس کے بارے بتایا، پس **آپ** صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ٹانگ پھیلاؤ، پس میں نے اپنی ٹانگ پھیلائی تو **حضور** صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر اپنا دستِ مبارک پھیرا تو وہ پنڈلی ایسے ہوگئی جیسے اُس میں کبھی بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی تھی۔''

[الْاِنْتِبَاہُ]: اِس **حدیثِ مبارک** میں ہے کہ صحابیِ رسول حضرت **عبد اللہ بن عتیک** رضی اللہ عنہ کی پنڈلی ٹوٹی تو اُنھوں نے اِس کی درستگی کیلئے **حضور** صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی جو اِس بات کی دلیل ہے کہ **غیر اللہ** سے مدد طلب کرنا صحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔''

حدیث: [۲۵]

☆ صحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم قبرِ انور کا وسیلہ پکڑتے تھے ☆

عَنْ اَبِي الْجَوْزَاءِ رضی اللہ عنہ : قَالَ: قُحِطَ اَهْلُ مَدِيْنَةَ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا اِلٰى

(۱)۔[صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع: ۲/۵۷۷، رقم الحدیث لبخاری ۴۰۳۹)(رقم الحدیث للتسجیل: ۳۷۳۳)]

عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ، فَفَعَلُوْا، فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ والوں میں ایک مرتبہ شدید قحط پڑ گیا، پس اُنہوں نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا سے شکایت کی، تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی قبرِ انور کی طرف دیکھو اور اُس سے آسمان کی طرف ایک سوراخ بنادو یہاں تک کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی چھت نہ رہے، راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو اُن پر بارش برسادی گئی یہاں تک کہ کھیتیاں اُگ گئیں اور اُونٹ موٹے ہو گئے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بارش کی طلب کیلئے حضور ﷺ کی قبرِ انور کا وسیلہ پیش کیا جو اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ کا وسیلہ پیش کرنا شرک نہیں ہے۔

حدیث :[۲۶]

☆ رسولُ اللہ ﷺ سے مدد مانگنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ☆

﴿ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ اُخْتُ اُمِّ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: عِنْدَ هُمْ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمْ! مَا اَضْحَكَكَ؟ قَالَ: رَاَيْتُ قَوْمًا مِمَّنْ يَرْكَبُ ظَهْرَ هٰذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمْ! اُدْعُ اللّٰهَ لِیْ اَنْ يَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ، قَالَ: فَاِنَّكِ مِنْهُمْ ﴾

(۱)۔ [مشکوۃ المصابیح: باب الکرامات، الفصل الثالث: ۵۴۵]...[سنن دارمی، کتاب المقدمہ، باب ما اکرم اللہ نبیہ بعد موتہ: ۴۳/۱ (رقم الحدیث: ۹۲)]

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اُمّ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا نے بتایا جو بہن ہے اُم سلیم کی کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم! مسکرانے کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ سمندر کی پیٹھ پر سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں، حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ وہ مجھے اُن میں سے کردے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تو اُن میں سے ہوگئی۔'' (۱)

[الْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی جو اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا شرک نہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ مبارک ہے۔

حدیث :[۲۷]

☆ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے کہ جس چیز کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن سے ہوجائے تو وہ مشکل کشا ہوجاتی ہے ☆

﴿ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ: قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَهْلِیْ اِلٰی اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ. فِيْهِ شَعَرٌ مِّنْ شَعَرِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَيْنٌ

(۱)۔ [سنن ابی داؤد : کتاب الجهاد ، باب فی رکوب البحر : ۱/۳۴۴:(رقم الحدیث للتسجیل: ۲۱۳۱)]....[صحیح بخاری : کتاب الجهاد والسیر ، باب الدعاء بالجهاد : ۱/۳۹۱:(رقم الحدیث للتسجیل: ۲۵۸۰)، (رقم الحدیث للبخاری : ۲۷۸۸)]....[صحیح مسلم : کتاب الامارہ ، باب فضل الغزو فی البحر : ۲/۱۴۱:(رقم الحدیث للتسجیل: ۳۵۳۵)]....[سنن ترمذی : کتاب فضائل الجهاد ، باب ماجاء فی غزوالبحر : ۱/۱۹۸:(رقم الحدیث للتسجیل : ۱۵۶۹)]....[سنن نسائی : کتاب الجهاد ، باب فضل الجهاد فی البحر : ۲/۶۲(رقم الحدیث للتسجیل: ۳۱۲۰)]....[سنن ابن ماجه : کتاب الجهاد ، باب فضل غزو البحر : ۱۹۹ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۷۶۶)]

اَوْشَیْءٌ بَعَثَ اِلَیْهَا مِخْضَبَةً، فَاطَّلَعْتُ فِی الْجُلْجُلِ، فَرَأَیْتُ شَعْرَاتٍ حُمْرًا ﴾

ترجمہ: ''حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری اہلیہ نے مجھے حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پانی کا پیالہ دے کر بھیجا.........اُس میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بال مبارک تھا، چنانچہ جب بھی کسی شخص کو نظر لگتی یا کوئی بیماری ہوتی تو اس کی طرف ایک برتن مین پانی بھیج دیا جاتا، پس میں (عثمان) نے جھانک کر دیکھا تو میں نے (اُس میں) چند سرخ بال دیکھے۔'' (1)

---
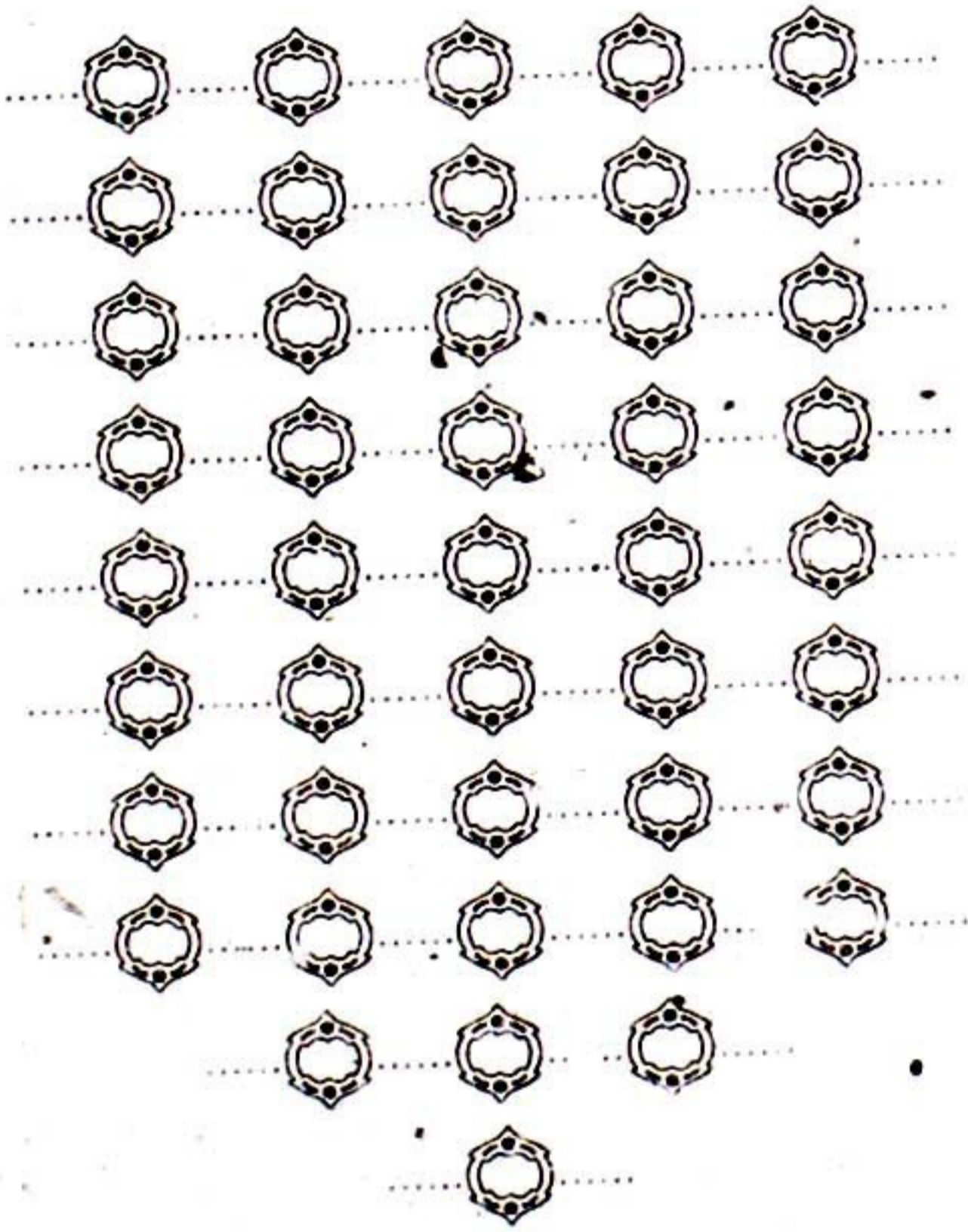
(1)-[صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب ما یذکر فی الشیب: ۸۷۵/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۵۴۴۶)، (رقم الحدیث للبخاری: ۵۸۹۶)]

اَلْفَصْلُ السَّادِسُ : فِیْ نَظْرِیَۃِ الشَّفَاعَۃِ

چھٹی فصل: عقیدۂ شفاعت کے بارے

حدیث :[۴۸]

☆ حضور ﷺ کو شفاعت کا اختیار دیا گیا ☆

﴿ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اَتَانِیْ آتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِی الْجَنَّۃَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَۃِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ وَھِیَ لِمَنْ مَاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰہِ شَیْئًا ﴾ (۱)

ترجمہ : ”حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا فرشتہ میرے پاس آیا، پس اُس نے مجھے اختیار دیا کہ میری نصف اُمت جنت میں داخل کرے یا (میں) شفاعت (کرلوں)، پس میں نے شفاعت کا حق لے لیا اور یہ شفاعت ہر اُس مومن کیلئے ہوگی جو اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا۔“

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو شفاعت کا اختیار دیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ جس اُمتی کی چاہے سفارش کرکے اُس کی مدد کرسکتے ہیں۔

حدیث :[۴۹]

☆ بروزِ قیامت سب سے پہلے حضور ﷺ شفاعت کریں گے ☆

---

(۱)۔[سنن ترمذی :ابواب صفۃ القیامۃ ، باب ماجاء فی الشفاعۃ : ۲/۶۷، رقم الحدیث للتسجیل ۲۳۶۵]۔۔۔[سنن ابن ماجہ : کتاب الزہد ، باب ذکر الشفاعۃ : ۹/۱۳۱، رقم الحدیث للتسجیل ۴۳۰۸]

﴿ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَاَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں جانے کیلئے سب سے پہلے سفارش کروں گا اور تمام اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ] : ''اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ **حضور** ﷺ **شفاعت** کے مالک ہیں اور جنت میں سب سے پہلے آپ ﷺ سفارش کریں گے جو کہ **غیر اللہ** کے مدد کرنے کی واضح دلیل ہے۔''

حدیث :[۳۰]

☆ بروزِ محشر اللہ جل جلالہ کی عطا سے عام مؤمن بھی شفاعت کریں گے ☆

﴿ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ثُمَّ تَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَشْفَعُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً ﴾ (۲)

ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر شفاعت کا دروازہ عام کھل جائے گا اور مومن سفارش کریں گے یہاں تک کہ جہنم سے ہر وہ شخص نکل جائے گا جس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه پڑھا ہوگا اور اُس کے دِل میں جو کے برابر بھی خیر ہوگی۔''

---

(۱)۔[صحیح مسلم ،کتاب الایمان (من الآخر)،باب اثبات الشفاعة ،باب ادنی اهل الجنة: ۱۱۲/۱ (رقم الحدیث:للتسجیل : ۲۸۹) ، (رقم الحدیث للمسلم : ۴۸۳)].....[سنن ابن ماجه : کتاب الزهد، باب ذکر الشفاعة ۳۱۹(رقم الحدیث)].....[مشکوة المصابیح : باب فضائل سید المرسلین ،الفصل الاول : ۵۱۱]

(۲)۔ [صحیح مسلم ،کتاب الایمان (من الآخر)،باب اثبات الشفاعة ،باب ادنی اهل الجنة: ۱۰۷/۱ (رقم الحدیث للتسجیل:۲۷۸) ، (رقم الحدیث للسلم : ۴۶۹)]

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: ''اِس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ بروزِ محشر عام مومن بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے گناہ گار بندوں کی سفارش کر کے اُن کی مدد کریں گے، جو اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک نہیں ہے۔''

حدیث :[۳۱]

☆ گناہ گار اُمتیوں کیلئے حضور ﷺ کی شفاعت ☆

﴿ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ : قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ ﴾

ترجمہ: حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رَسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کیلئے ہے۔'' (۱)

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: ''اِس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ گناہگار اُمتیوں کی شفاعت فرما کر اُن کی مدد کریں گے، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا شرک نہیں ہے۔''

حدیث :[۳۲]

☆ سورۂ ملک بھی مومن کی مددگار ہے ☆

﴿ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ :عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:سُوْرَةٌ مِّنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُوْنَ آيَةً تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا حَتّٰى غُفِرَ لَهٗ : تَبَارَكَ الَّذِیْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ﴾ (۲)

ترجمہ :'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رَسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا کہ

---

(۱)۔[سنن ترمذی:ابواب الزہد، باب ماجاء فی الشفاعة : ۶۶/۲(رقم الحدیث للتسجیل : ۲۳۵۹)]....[سنن ابن ماجه : کتاب الزہد ، باب ذکر الشفاعة : ۳۱۹)]

(۲)۔ [سنن ابو داؤد: کتاب الصلوة ، باب فی عدد الآی : ۲۰۶/۱(رقم الحدیث للتسجیل: ۱۱۹۲)] [سنن ترمذی : کتاب فضائل القرآن ،باب ماجاء فی فضل سورة الملک : ۱۱۳/۲ :(رقم الحدیث للتسجیل: ۲۸۱۶)]...[سنن ابن ماجه :کتاب الادب ، باب ثواب القرآن : ۲۶۸ (رقم الحدیث للتسجیل: ۳۷۷۶]

قرآنِ پاک کی ایک سورت ہے جس کی تیس آیات ہیں، یہ اپنے قاری کی سفارش کریں گی یہاں تک کہ اُس کو بخش دیا جائے گا اور وہ سورت تبارک الذی یعنی سورۂ ملک ہے۔"

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: معلوم ہوا کہ غیر اللہ یعنی سورۂ ملک کی مدد سے بندوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

حدیث :[۳۳]

☆ شہید ستر افراد کی سفارش کرے گا ☆

﴿ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : یُشَفَّعُ الشَّھِیْدُ فِی سَبْعِیْنَ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ ﴾ (۱)

ترجمہ: "حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید کی اُس کے گھر والوں میں سے ستر افراد کے بارے سفارش قبول کی جائے گی۔"

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس حدیث میں ہے کہ شہید اپنے گھر کے ستر افراد کی سفارش کرے گا جو اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ کا مدد کرنا شرک نہیں ہے۔

حدیث :[۳٤]

☆ حافظِ قرآن اپنے گھر کے دس افراد کی سفارش کرے گا ☆

﴿ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ حَدَّثَنَا لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْھَرَہٗ فَاَحَلَّ حَلَالَہٗ وَحَرَّمَ حَرَامَہٗ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ بِہِ الْجَنَّۃَ وَشَفَّعَہٗ فِیْ عَشْرَۃٍ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ کُلُّھُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَہُ النَّارُ ﴾ (۱)

ترجمہ: "حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ جس شخص نے قرآنِ پاک پڑھا، پھر اُسے یاد کیا، پھر اُس کے حلال کو حلال جانا اور اُس کے حرام کو حرام جانا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اُس کے گھر

---

(۱)۔[سنن ابی داود: کتاب الجہاد، باب فی الشہید یشفع: ۳۴۹/۱ (رقم الحدیث للستجیل: ۲۱۶۰)]

والوں میں ایسے دَس اَفراد جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوگی ، اُن کے حق میں اِس کی سفارش قبول فرمائے گا“

[اَلْاِنْتِبَاہ]: معلوم ہوا کہ حافظِ قرآن اپنے گھر کے دس اَفراد کی سفارش کر کے اُن کی مدد کرے گا جو اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ کا مدد کرنا شرک نہیں ہے۔

---
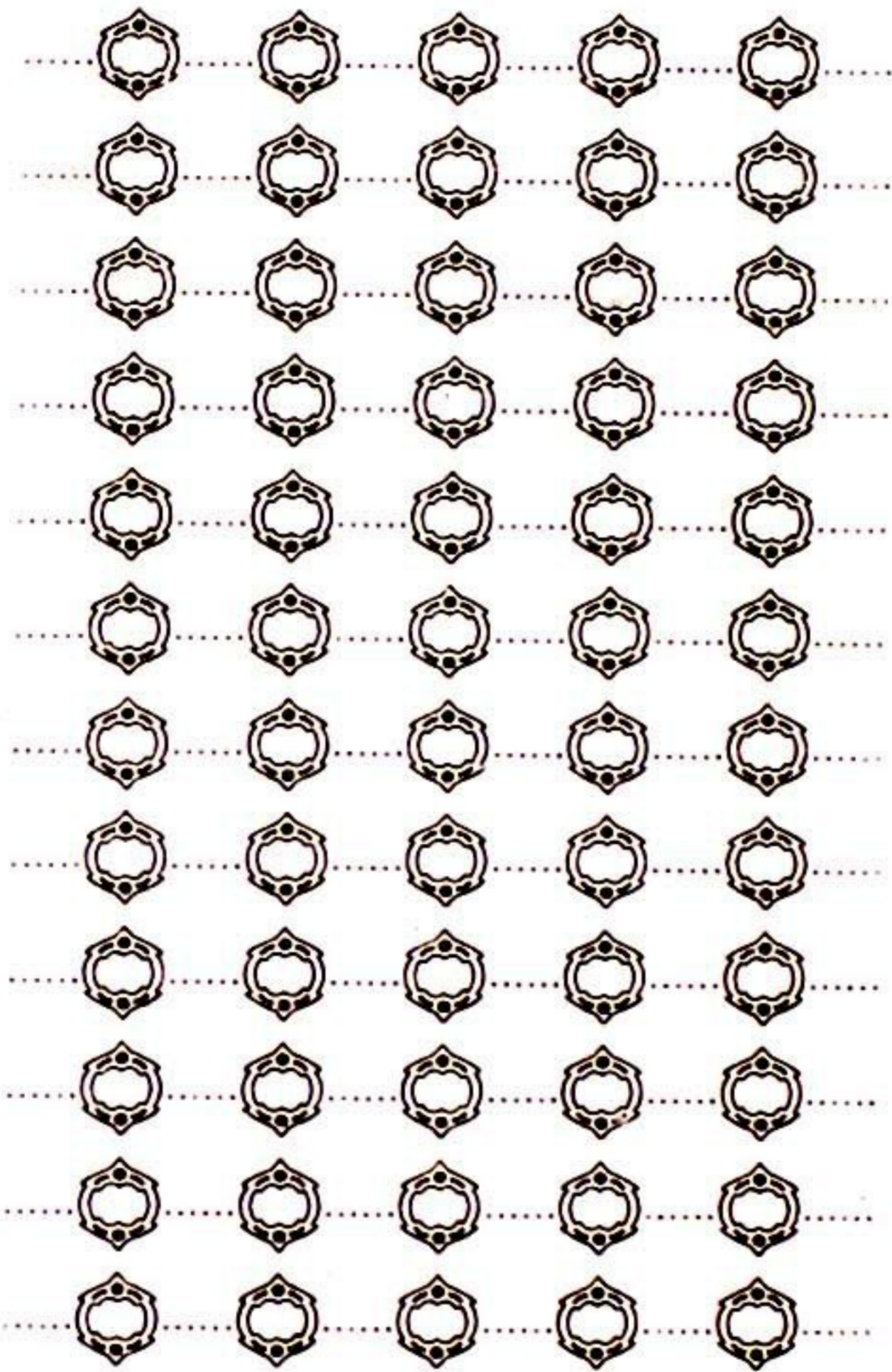
(۱)۔ [سنن ترمذی: ابواب فضائل القرآن ، باب ماجاء فی فضل قاری القرآن : ۲/ ۱۱۴ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۸۳۰)]......[سنن ابن ماجه : كتاب المقدمه ، باب فضل من تعلم القرآن : ۱۹ (رقم الحديث للتسجيل : ۲۱۲)]

اَلْفَصْلُ السَّابِعُ: فِیْ بَیَانِ اَنَّ لَفْظَ الْاِسْتِعَانَةِ فِی الْاَحَادِیْثِ مَوْجُوْدٌ صَرِیْحًا

ساتویں فصل: اِس بارے کہ اَحادیث میں صراحۃً لفظِ اِستعانت موجود ہے

حدیث :[۳۵]

☆صحابیٔ رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اِستعانت کرنا☆

﴿عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ : قَالَ : تُوُفِّیَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حِرَامٍ رضی اللہ عنہ وَعَلَیْہِ دَیْنٌ، فَاسْتَعَنْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی غُرَمَائِہٖ اَنْ یَّضَعُوْا مِنْ دَیْنِہٖ ،فَطَلَبَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَیْھِمْ، فَلَمْ یَفْعَلُوْا، فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم : اِذْھَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَکَ اَصْنَافًا،اَلْعَجْوَۃَ عَلٰی حِدَۃٍ وَعَذْقَ زَیْدٍ عَلٰی حِدَۃٍ ثُمَّ اَرْسِلْ اِلَیَّ ، فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَرْسَلْتُ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَآءَ ، فَجَلَسَ عَلٰی اَعْلَاہُ اَوْفِیْ وَسْطِہٖ ،ثُمَّ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم :کِلْ لِلْقَوْمِ ، فَکِلْتُھُمْ حَتّٰی اَوْفَیْتُھُمُ الَّذِیْ لَھُمْ وَبَقِیَ تَمْرِیْ کَاَنَّہٗ لَمْ یَنْقُصْ مِنْہُ شَیْءٌ﴾ (۱)

﴿وَفِیْ رِوَایَۃِ النَّسَائِیِّ : قَوْلُہٗ : فَاسْتَشْفَعْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم﴾

ترجمہ: ’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ اِنتقال فرما گئے اور اُن پر قرض تھا، پس میں نے قرض وصول کرنے والوں کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی کہ وہ اُس کے قرض میں کمی کر دیں پس نبیٔ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن

---

(۱)۔[صحیح بخاری : کتاب البیوع ، باب الکیل علی البائع والمعطی : ۱/ ۲۸۵(رقم الحدیث للبخاری : ۲۱۲۷)، (رقم الحدیث للتسجیل : ۱۹۸۳)]

سے یہ مطالبہ کیا مگر اُنہوں نے اَیسا نہ کیا، پس نبیُ اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی کھجوروں کی تقسیم کرو، عجوہ علیحدہ کرو اور عذقِ زید علیحدہ کرو اور پھر مجھے پیغام بھیجو، پس میں نے اَیسا ہی کیا، پھر میں نے رَسولِ اکرم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا، پس آپ ﷺ تشریف لائے اور اُن کھجوروں کے اوپر یا درمیان میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قوم کیلئے تولو، پس میں نے اُن کیلئے تولا یہاں تک کہ میں نے اُن کے حصے پورے کر دیئے اور میری کھجوریں ایسے ہی بچ گئیں جیسے اُن میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔''

''اور نسائی کی رِوایت میں ہے کہ میں نے رَسولُ اللہ ﷺ سے سفارش طلب کی۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس حدیثِ مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے مدد طلب کی اور اِس مدد کیلئے اِمام بخاری رضی اللہ عنہ کی رِوایت میں [استعنت] کا لفظ ہے اور سننِ نسائی کی رِوایت کے مطابق حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے [فَاسْتَشْفَعْتُ] کا لفظ اِستعمال کیا جو اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا اور سفارش طلب کرنا [ایاك نستعین] کے منافی نہیں ہے اور غیر اللہ سے مدد طلب کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔

حدیث :[۳۶]

☆ وفدِ ہوازن کا حضور ﷺ سے اِستعانت کرنا ☆

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے رِوایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رَسولِ اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ وَفدِ ہوازِن رَسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اَموال و عیال جو مسلمان غنیمت میں لائے تھے، وہ حضور ﷺ سے مانگے اور طالبِ اِحسان ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ، فَقُوْمُوْا، فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَعِيْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ نِسَآئِنَا وَاَبْنَائِنَا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''جب تم ظہر کی نماز پڑھ لو تو تم سب کھڑے ہو کر یوں کہنا کہ ہم رَسولُ اللہ

(۱)۔[سنن نسائی: کتاب الهبة، باب ہبة المشاع: ۱۳۶/۲ (رقم الحديث للتسجيل: ۳۶۲۸)]

ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے مومنوں سے اپنی عورتوں اور بچوں کے بارے مدد طلب کرتے ہیں۔

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے خود تعلیم دی کہ نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسولِ پاک ﷺ سے استعانت کرتے ہیں اور حدیث میں اسی طرح [نستعین] کا لفظ ہے جس طرح [ایاك نعبد وایاك نستعین] میں موجود ہے، جس کی بناء پر خارجی یہ کہتے ہیں کہ صرف خدا سے ہی مدد مانگنی چاہئے، خدا کے علاوہ کسی نبی، ولی سے مدد مانگنا شرک ہے، اگر ان کا یہ عقیدہ درست مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ نبی اکرم ﷺ نے خود شرک کی تعلیم دی ہے حالانکہ نبی تو شرک مٹانے آتا ہے نہ کہ شرک کی تعلیم دینے، نتیجہ یہ نکلا کہ خارجیوں کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے متصادم ہے، اسلئے اس عقیدے سے بچنا ضروری ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب ﷺ : اُس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

حدیث :[۳۷]

☆ عبادتِ صبح وشام سے استعانت کرنا ☆

﴿ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ . قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَیْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدد طلب کرو صبح کی عبادت سے اور شام کی عبادت سے اور کچھ رات رہے کی عبادت سے۔''

حدیث :[۳۸]

☆ سحری کے کھانے سے مدد طلب کرنا ☆

﴿ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: عَنِ النَّبِیِّ ﷺ : قَالَ: اِسْتَعِیْنُوْا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلٰی صِیَامِ النَّهْرِ وَالْقَیْلُوْلَةِ عَلٰی قِیَامِ اللَّیْلِ ﴾

(۱)۔[صحیح بخاری :کتاب الایمان ، باب الدین یسر : ۱/ ۱۰ (رقم الحدیث للتسجیل: ۳۸)، (رقم الحدیث للبخاری : ۳۹)]

ترجمہ: ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن کے روزے رکھنے پر سحری کے کھانے سے مدد طلب کرو اور رات کے قیام کیلئے قیلولہ سے مدد طلب کرو۔'' (۱)

حدیث :[۳۹]

☆ دائیں ہاتھ سے مدد طلب کرنا ☆

﴿ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : اِسْتَعِنْ بِیَمِیْنِكَ وَاَوْمَا بِیَدِهِ الْخَطَّ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو اور آپ نے لکھنے کا اِشارہ فرمایا۔''

حدیث :[۴۰]

☆ سواری سے مدد طلب کرنا ☆

﴿ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ: شَكَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُشَقَّةَ السُّجُوْدِ عَلَیْهِمْ اِذَا انْفَرَجُوْا ، فَقَالَ: اِسْتَعِیْنُوْا بِالرُّكَبِ ﴾ (۳)

[هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ]

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری پر سجدوں کی مشقت کی شکایت کی جب وہ کھلی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ سواری سے مدد حاصل کرو۔''

---

(۱)۔[سنن ابن ماجه : كتاب الصيام ، باب ماجاء في السحور : ۱۲۱ (رقم الحديث : ۱۶۸۳)]... [المستدرك : ۵۸۸/۱ (رقم الحديث للحاكم : ۱۵۵۱)]

(۲)۔[سنن ترمذی : كتاب العلم ، باب ماجاء في الرخصة : ۹۱/۲ (رقم الحديث للتسجيل : ۲۵۹۰) ، (رقم الحديث للترمذی : ۲۶۶۶)]

(۳)۔[المستدرك : ۳۵۲/۱ (رقم الحديث للحاكم : ۸۳۴]

﴿اَلْبَابُ الثَّالِثُ: فِی الْخَاتِمَۃِ﴾

﴿تیسرا باب: خاتمہ کے بارے﴾

[وَالْخَاتِمَۃُ: فِی الْاَجْوِبَۃِ عَنِ الْاَسْئِلَۃِ]

﴿اور خاتمہ: اِعتراضات کے جوابات کے بارے﴾

﴿اِعتراض﴾: ﴿۱﴾: اَللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے:

﴿ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾ (1)

ترجمہ: ''پس تم نہ پکارو اَللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو۔''

یہ آیتِ کریمہ اور اِس کے علاوہ دیگر آیاتِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی شخص کو مدد کیلئے پکارنا یا اُس سے شفاعت طلب کرنا کفر وشرک ہے، کیونکہ مشرک بھی بتوں کو خدا تصور نہیں کرتے تھے بلکہ محض تقرب کیلئے اُن کو مانتے اور اُن کی عظمت اور توقیر کرتے تھے۔

﴿جواب﴾: اِن آیاتِ مبارکہ سے یہ مطلب نکالنا کہ اَللہ تعالیٰ کے ولیوں کو پکارنا شرک وکفر ہے یہ بالکل درست نہیں کیونکہ کسی بھی مسلمان نے کبھی بھی کسی نبی یا ولی کو خدا نہیں سمجھا اور نہ ہی یہ سمجھا ہے کہ وہ بذاتِ خود اپنی خاص قدرت کے ساتھ کسی چیز پر قادر ہیں یا کسی نفع ونقصان کے مالک ہیں یا کسی چیز کو پیدا کرتے ہیں، بلکہ ہر مسلمان یہی اِعتقاد رکھتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہیں اور اُسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں، کسی بھی طرح وہ عبادت کے مستحق نہیں کہ اُن کی عبادت کی جائے مگر چونکہ یہ اَللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں، اِن کو اَللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا ہے، مقرب بنایا ہے، اَعلیٰ اَعلیٰ اِنعامات واِعزازات سے نوازا ہے اور اَللہ تعالیٰ اِن کی برکات سے خاص رَحمت نازل فرماتا ہے، اپنے بندوں پر رحم فرماتا ہے، اِن کے ذریعے اپنے بندوں کی

(۱)۔ [الجن: ۱۸]

تکالیف کو دور کرتا ہے جس کی شہادتیں قرآن وحدیث میں بے شمار ملتی ہیں، لہذا وسیلۃ الاولیاء پکڑنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو حقیقی خالق ومالک اور نفع ونقصان کا مالک تصور کرتے ہوئے اُن بزرگوں سے برکات حاصل کرتا ہے، اپنی قضائے حاجات کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُنہیں وسیلہ جانتا ہے، لہٰذا معترض کی پیش کردہ تمام آیاتِ کریمہ میں ﴿ تَدْعُ ﴾ بمعنی ﴿ تَعْبُدُ ﴾ ہے یعنی غیر اللہ کو پکارنا شرک نہیں بلکہ غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے۔

اب آیئے چند آیات کو تفاسیر کی روشنی میں دیکھیں جن میں مفسرینِ کرام نے ﴿ تَدْعُ ﴾ بمعنی ﴿ تَعْبُدُ ﴾ مانا ہے اور ﴿ دُوْنِ اللّٰہِ ﴾ سے مراد اللہ کے ولی نہیں بلکہ بت مراد لیے ہیں.

تفسیرِ صاوی اور تفسیرِ جلالین میں ہے کہ ﴿ لَا تَدْعُ ﴾ بمعنی ﴿ لَا تَعْبُدُ ﴾ ہے.

آیئے اِس بارے چند آیاتِ مبارکہ کے حوالہ جات ملاحظہ کریں.

(۱): ﴿والذین تدعون (ای تعبدون) من دونہ (ای غیرہ وھم الاصنام)﴾ (۱)

(۲): ﴿والذین یدعون (ای یعبدون) من دون اللّٰہ (ای وھم الاصنام)﴾ (۲)

تفسیر کشاف میں ہے: ﴿ وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''وہ خدا جن کی کفار عبادت کرتے تھے۔''

تفسیر کبیر میں ہے: ﴿ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ تَعَالٰی وَصَفَ ھٰذِہِ الْاَصْنَامَ بِصِفَاتٍ کَثِیْرَۃٍ فَالصِّفَۃُ الْاُوْلٰی: اَنَّھُمْ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا، اَلصِّفَۃُ الثَّانِیَۃُ: اَمْوَاتٌ غَیْرُ اِحْیَاءٍ ﴾ (۴)

ترجمہ: ''پس تو جان کہ اللہ تعالیٰ نے اِن بتوں کو کثیر صفات سے متصف کیا، پس پہلی صفت یہ بیان کی کہ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے، دوسری صفت یہ ہے کہ یہ بت مردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں۔''

---

(۱)۔[الفاطر: ۱۳] [جلالین: ۳۶۵]

(۲)۔[النحل: ۲۰] [جلالین: ۲۱۷]

(۳)۔[الکشاف: ۲/ ۵۶۱]

(۴)۔[تفسیر کبیر: المجلد العاشر: ۲۰/ ۱۵]

﴿۳﴾: ﴿ قل ارء یتم ما تدعون (تعبدون) من دون اللّٰہ (ای الاصنام) ﴾ ﴿۱﴾

تفسیر کبیر میں ہے: (وھی الاصنام) ﴿۲﴾

﴿۴﴾: ﴿ قل (للکفارۃ مکۃ) ادعو الذین زعمتم (ای زعمتموھم الھۃ) ﴾ ﴿۳﴾

تفسیر کشاف میں ہے: ﴿عَبَدْتُمُوْهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: ''جن بتوں کی تم اللہ ﷻ کے علاوہ عبادت کرتے ہو۔''

﴿۵﴾: ﴿ یدعو (یعبد) من دون اللّٰہ (من الصنم) ﴾ ﴿۵﴾

تفسیر کبیر میں ہے: ﴿ فَالْاَقْرَبُ اَنَّهُ الْمُشْرِكُ الَّذِیْ یَعْبُدُ الْاَوْثَانَ ﴾ ﴿۶﴾

ترجمہ: ''زیادہ قریب یہ ہے کہ (اس آیت سے مراد) وہ مشرک ہو جو بتوں کی پوجا کرتا ہے۔''

﴿۶﴾: ﴿ والذین یدعون (یعبدون) من دونہ (ای غیرہ وھم الاصنام) ﴾ ﴿۷﴾

تفسیر کشاف میں ہے: ﴿ وَالْاٰلِهَةُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْهُمُ الْكُفَّارُ ﴾ ﴿۸﴾

ترجمہ: ''وہ خدا جن کی کفار عبادت کرتے تھے۔''

تفسیر کبیر میں ہے: ﴿ یَعْنِی الْاٰلِهَةَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَهُمُ الْكُفَّارُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ ﴿۹﴾

ترجمہ: ''وہ خدا جن کی کفار اللہ ﷻ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں۔''

﴿۷﴾: ﴿ قالوا اینما کنتم تدعون (تعبدون) من دون اللّٰہ ﴾ ﴿۱۰﴾

---

(۱)۔[الاحقاف: ۴۶][جلالین: ۴۱۶]

(۲)۔[تفسیر کبیر: المجلد الرابع عشر: ۳/۲۸]

(۳)۔[السباء: ۲۲][جلالین: ۳۶۱]

(۴)۔[تفسیر الکشاف: ۳/ ۵۸۸]

(۵)۔[الحج: ۱۲][جلالین: ۲۷۹]

(۶)۔[تفسیر کبیر: المجلد الثانی عشر: ۱۴/۲۳]

(۷)۔[الرعد: ۱۴][جلالین: ۲۰۲]

(۸)۔[تفسیر الکشاف: ۲/ ۴۹۱]

(۹)۔[تفسیر کبیر: المجلد العاشر: ۲۹/۱۹]

(۱۰)۔[الاعراف: ۳۷][جلالین: ۱۳۲]

تفسیر کبیر میں ہے: ﴿ مَعْنَاهُ : اَيْنَ شُرَكَاءُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَدْعُوْنَهُمْ وَتَعْبُدُوْنَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ (۱)

ترجمہ: "مطلب یہ ہے کہ کہاں ہیں تمہارے وہ شرکاء جن کو تم پکارتے ہو اور اللہ عزوجل کے علاوہ جن کی تم عبادت کرتے ہو۔"

(۸): ﴿ ان الذين تدعون (تعبدون) ﴾ (۲)

تفسیر کشاف میں ہے: ﴿ تَعْبُدُوْنَهُمْ وَتُسَمُّوْنَهُمْ اٰلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ (۳)

ترجمہ: "اللہ عزوجل کے علاوہ جن خداؤں کی تم عبادت کرتے اور جن کو تم خدا کہتے ہو۔"

تفسیر خازن میں ہے: ﴿ يَعْنِي اَنَّ الْاَصْنَامَ الَّتِيْ يَعْبُدُهَا هٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكُوْنَ ﴾ (۴)

ترجمہ: "یعنی وہ بت جن کی یہ مشرک عبادت کرتے ہیں۔"

تفسیر معالم التنزیل میں ہے: ﴿ تَعْبُدُوْنَهُمْ وَتُسَمُّوْنَهُمْ اٰلِهَةً ﴾ (۵)

ترجمہ: "جن خداؤں کی تم عبادت کرتے اور جن کو تم خدا کہتے ہو۔"

تفسیر طبری میں ہے: ﴿ يَقُوْلُ جَلَّ ثَنَاءُكَ لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ ﴾ (۶)

تفسیر قرطبی میں ہے: ﴿ تدعون (تعبدون) ﴾ (۷)

تفسیر کبیر میں ہے: ﴿ اَلْمَقْصُوْدُ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِقَامَةُ الْحُجَّةِ عَلٰى اَنَّ الْاَوْثَانَ لَا تَصْلِحُ لِلْاِلٰهِيَّةِ ﴾ (۸)

---

(۱)۔ [تفسیر کبیر: المجلد السابع: ۱۴/۷۲]

(۲)۔ [الاعراف: ۱۹۴] [جلالین: ۱۴۶]

(۳)۔ [تفسیر کشاف: ۲/۱۷۸]

(۴)۔ [تفسیر خازن: ۲/۱۶۹]

(۵)۔ [تفسیر معالم التنزیل حاشیہ علی الخازن: ۲/۱۶۹]

(۶)۔ [تفسیر طبری: المجلد السادس: ۹/۱۰۳]

(۷)۔ [تفسیر قرطبی: المجلد الرابع ۷/۲۱۷]

(۸)۔ [تفسیر کبیر: المجلد الثانی: ۱۵/۹۰]

ترجمہ : ''اِس آیت سے مقصود اِس بات پر حجت قائم کرنا ہے کہ بت معبود بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔''

(۹): ﴿ وان تدعوھم (ای الاصنام) ﴾ (۱)

تفسیر کبیر میں ہے: ﴿ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ وَصْفُ الْاَصْنَامِ ﴾ (۲)

ترجمہ : ''اِس سے مراد بتوں کی صفت بیان کرنا ہے۔''

(۱۰): ﴿ ولاتدع (تعبد) من دون اللّٰہ مالاینفعك (ای عبدته) ولا یضرك (ان لم تعبده) ﴾ (۳)

تفسیر کبیر میں ہے: ﴿ قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ اَنَّهُ تَعَالٰی لَمَّا بَیَّنَ فِی الْاٰیَةِ الْاُوْلٰی فِیْ صِفَةِ الْاَصْنَامِ اَنَّهَا لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ ﴾ (۴)

ترجمہ : '' مفسرینِ کرام فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں بتوں کی یہ صفت بیان کی کہ وہ نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں تو دوسری آیت میں یہ بیان کیا کہ وہ کسی چیز کو پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہیں۔''

(۱۲): ﴿ قل اراء یتم شرکاء کم الذین تدعون (تعبدون) من دون اللّٰہ (ای غیرہ وھم الاصنام) ﴾ (۵)

محترم قارئین! یہ کس قدر ستم ظریفی ہے اُن لوگوں کی جو قرآنِ حکیم کو صحیح نہ سمجھنے کی وجہ سے مومنوں کو مشرک کہتے رہتے ہیں اور کس قدر بد بخت ہیں وہ لوگ جو قرآنِ حکیم کی غلط تشریحات کرتے ہیں حالانکہ یہ معاملہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ قرآنِ پاک میں کسی بھی مقام میں

---

(۱)۔[الاعراف: ۱۹۸] [جلالین: ۱۴۶]

(۲)۔[تفسیر کبیر: المجلد الثامن: ۱۵/ ۹۴]

(۳)۔[یونس: ۱۰۶] [جلالین: ۱۴۶]

(۴)۔[تفسیر کبیر: المجلد التاسع: ۱۷/ ۱۷۵]

(۵)۔[فاطر: ۴۰] [جلالین: ۳۶۷]

اَنبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ السَّلام اور اَولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی کو پکارنا شرک نہیں کہا گیا، یہ خارجی بد بخت اَز خود قرآنِ حکیم کی غلط تشریحات کر کے صحیح مومنوں کو مشرک کہتے ہیں، اِن تمام آیاتِ مبارکہ کے حوالہ جات ایسے لوگوں کیلئے تازیانہ ہے، اگر یہ لوگ تعصب کے پردے ہٹا کر ذرا اِن آیات کے حوالہ جات پر غور وفکر کریں تو دل کی دُنیا اِنشاءَ اللّٰہ روشن ہو جائے گی۔

محترم قارئین! یادر ہے کہ یہ تمام مفسرین کے حوالہ جات قدیم تفسیروں کے ہیں، یہ اُس وقت کی تفسیریں ہیں جس وقت موجودہ فرقوں کا وجود بھی نہیں تھا، لہٰذا اِن کے حوالہ جات اِنتہائی معتبر ہیں اور قرآن حکیم کی بالکل صحیح تصویر ہے، اِسلئے ہم خارجیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ آج سے دوسو سال قبل کی کسی ایک تفسیر سے کسی صحابی، کسی تابعی یا کسی مفسر کا قول ہی پیش کر دیں جس میں یہ بیان ہو کہ قرآنِ پاک میں ﴿تدع﴾ دون اللہ کے ساتھ اِستعمال ہوا ہو اور اُس کا معنی پکارنا کیا گیا ہو اور اِس سے مراد اَولیاءَ اللہ ہوں تو ہم اپنے عقیدے پر غور کرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے ورنہ مخالفین کو چاہیے کہ جب حق واضح ہو جائے تو اُسے قبول کر لیں، لہٰذا وہ اپنے غلط عقیدے سے توبہ کر کے اِسلام کے صحیح عقیدے کو اپنائیں۔

☆ ضروری وضاحت ☆

اِن تمام آیات کے تفسیری حوالہ جات سے یہ باتیں ثابت ہوئیں:

[۱]: وہ تمام آیات جن کو مخالفین اَولیاءَ اللہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر چسپاں کرتے ہیں، وہ سب مشرکین کے بارے نازل ہوئیں جو بتوں کی پوجا کرتے تھے۔

[۲]: یہ بات ثابت ہوئی کہ ایسی تمام آیات جن میں ﴿یدعون﴾ کے ساتھ ﴿من دون اللّٰہ﴾ ہے، وہاں تمام قدیم معتبر و مستند مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی کے نزدیک ﴿یدعون﴾ بمعنی ﴿یعبدون﴾ ہے اور ﴿من دون اللّٰہ﴾ سے مراد کفار کے بت ہیں جبکہ اَولیاءَ اللہ مراد نہیں ہیں۔

[۳]: تمام آیات کے حوالہ جات سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ بتوں کی عبادت کرنا، اُن کو پوجنا شرک ہے جبکہ اَولیاءَ اللہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی کو مشکل کے وقت پکارنا اِن آیات سے شرک ہونا

ثابت نہیں ہوتا کیونکہ کسی بھی معتبر و مستند مفسر نے یہ مراد نہیں لیا، لہٰذا قرآنِ پاک کی اِن آیات میں اَولیاءُ اللہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو مراد لینا قرآنِ پاک میں اَز خود تحریف کرنے کے مترادف ہے جو صریح گمراہی اور بے دینی ہے۔

﴿اِعتراض﴾: [۲]: جس طرح کفار بتوں کو تقربِ اِلٰہی کا وسیلہ سمجھتے تھے، اِسی طرح تم بھی اَولیاءِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو تقربِ اِلٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہو، لہٰذا کفار کے بتوں اور تمہارے ولیوں کے درمیان کیا فرق ہوا؟

﴿جواب﴾: [۱]: رَبّ تعالٰی نے کہیں بھی اَولیاءِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا وسیلہ ماننے کو کفر نہیں کہا بلکہ اِن کے پوجنے کو شرک کہا ہے جبکہ کوئی بھی مسلمان اِن کو پوجتا نہیں ہے بلکہ اِن کا وسیلہ پیش کرتا ہے۔

[۲]: مشرکین نے بتوں کو وسیلہ بنایا جو خدا تعالٰی کے دشمن ہیں جبکہ مسلمان اَللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے پیاروں کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، یہ کفر نہیں بلکہ ایمان ہے، دیکھو مشرک لوگ گنگا راوی کا پانی لاتا ہے تو مشرک ، مسلمان آبِ زم زم لاتا ہے تو مومن کیونکہ مسلمان آبِ زم زم کی تعظیم اِسلئے کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی حضرت اِسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کا معجزہ ہے اور پیغمبر کی تعظیم اِیمان ہے، اِسی طرح مشرک پتھر کے آگے سر جھکاتا ہے تو مشرک و کافر جبکہ مسلمان کعبہ کے سامنے سر جھکائے تو مسلمان، بلکہ حجرِ اَسود کو چومتے ہیں پھر بھی مسلمان ہی رہتے ہیں آخر اَیسا کیوں؟ اِسلئے کہ کافر کے پتھر کو بت سے نسبت ہے اِسلئے وہ بت کی تعظیم کی وجہ سے کافر جبکہ خانہ کعبہ اور حجرِ اَسود کو نبیوں سے نسبت ہے لہٰذا اِن کی تعظیم کی وجہ سے یہ مومن ہے۔

[۳]: مشرکین بتوں میں خدائی اَثر اور اُن کو جھوٹا خدا مان کر مدد مانگتے تھے: جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اَللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا بندہ کہتے تھے، پھر خدا کہنے لگے جبکہ اَہلِ سنت کا کوئی بھی فرد اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام واَولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو خدا کے بیٹے یا خدا نہیں کہتے۔

﴿اِعتراض﴾: [۳]: رَبّ تعالٰی فرماتا ہے:

﴿ سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ﴾ (۱)

---

(۱)۔[المنافقون : ۶]

ترجمہ : ''برابر ہے اُن پر کہ آپ اُن کی معافی چاہو یا نہ چاہو، اللہ تعالیٰ ہر گز اُنہیں نہیں بخشے گا۔''

معلوم ہوا کہ نبی کی دُعا مغفرت کا وسیلہ نہیں، جب نبی کی دُعا مغفرت کا وسیلہ نہیں تو پھر اَولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی دُعا کیسے مغفرت کا وسیلہ ہو سکتی ہے؟

﴿جواب﴾: یہ آیتِ کریمہ اُن منافقین کے بارے نازل ہوئی جو حضور ﷺ کے منکر تھے اور خارجیوں کی طرح براہِ راست خدا تک پہنچتے تھے، اِسی آیت کریمہ سے پہلے ہے.

﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ﴾ (۱)

ترجمہ : ''اور جب اُن سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم اُنہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔''

پھر فرمایا کہ اے محبوب صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم ! جو آپ ﷺ سے بے نیاز ہوں اور آپ ﷺ اپنی رحمت سے اُن کیلئے دُعاءِ مغفرت کر بھی دیں تو ہم اُنہیں نہیں بخشیں گے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارے وسیلہ کے بغیر جنت میں جائے اِسلئے اِس میں تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ نفی، پھر غور کریں کہ [ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاء وك] کا کیا مطلب ہے؟

﴿اِعتراض﴾: [۴]: اللہ تعالیٰ سب کی دُعا قبول فرماتا ہے پھر تم کسی اور کا وسیلہ کیوں پیش کرتے ہو؟

﴿جواب﴾: اللہ تعالیٰ رازق ہے، شفاء دینے والا ہے، پھر تم رزق کی تلاش میں اُمیروں اور حاکموں کے پاس کیوں جاتے ہو اور شفاء کیلئے ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس کیوں جاتے ہو؟

---

(۱)۔ [المنافقون : ۵]

﴿اِعتراض﴾:[۵]: اَللّٰہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔''

اِس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا مطلقاً شرک ہے۔

﴿جواب﴾: (۱): اَللّٰہ تعالیٰ نے ہی دوسری جگہ اِرشاد فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اے اِیمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔''

اَللّٰہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ اِرشاد فرمایا:

﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔''

اَللّٰہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ اِرشاد فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ ﴾ (۴)

ترجمہ: ''اے اِیمان والو! اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے تو اَللّٰہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِن چار آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا مطلقاً شرک ہوتا تو اَللّٰہ تعالیٰ کبھی بھی ایسی آیات کا ذکر نہ فرماتا جن میں صراحۃً غیر اللہ سے مدد طلب کی گئی ہے ،لہذا یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا مطلقاً شرک نہیں ہے۔

﴿جواب﴾: (۲): اَللّٰہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا:

﴿ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ﴾ (۵)

---

(۱)۔[الفاتحہ: ۴،۵]

(۲)۔[البقرہ: ۱۵۳]

(۳)۔[المائدہ: ۲]

(۴)۔[محمد: ۷]

(۵)۔[الزمر: ۴۴]

ترجمہ : ''اُسی کیلئے ہے زمین و آسمان کی بادشاہی۔''

اللہ تعالیٰ نے ہی دوسری جگہ اِرشاد فرمایا:

﴿ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ﴾ (۱)

ترجمہ : ''حکم نہیں ہے مگر اللہ عزوجل کا۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی تمام چیزوں کا مالک ہے، حاکم ہے لیکن تم اِس کے باوجود غیر اللہ یعنی بادشاہ، صدر اور وزیرِ اعظم مانتے ہو بلکہ خود بھی اِن عہدوں کیلئے تڑپتے ہو اور اِسی طرح اپنی مقبوضہ چیزوں یعنی گاڑی، زمین، مکان، کتابوں وغیرہ میں اپنی ملکیت کا دعوی کرتے ہو تو پھر یہ بھی شرک ہوا، تم سکول کالج میں تعلیم کیلئے کیوں جاتے ہو یہ بھی غیر اللہ سے مدد ہے۔

﴿اِعتراض﴾: [۶]: زندوں سے مدد جائز جبکہ مردوں سے مدد مانگنا جائز نہیں۔

﴿جواب﴾: (۱): اِمام غزالی فرماتے ہیں:

﴿ مَنْ یُّسْتَمَدُّ فِیْ حَیَاتِہٖ یُسْتَمَدُّ بَعْدَ مَمَاتِہٖ ﴾ (۲)

ترجمہ : ''جس کی زندگی میں اُس سے مدد طلب کی جاسکتی ہے، اُس کے مرنے کے بعد بھی اُس سے مدد طلب کی جاسکتی ہے۔''

(۲): حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے پچاس نمازوں سے پانچ نمازیں ہوئیں۔ (۳)

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اب اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہماری مدد کرسکتے ہیں تو پھر دیگر اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام مرنے کے بعد کیوں نہیں مدد کرسکتے۔

---

(۱)۔[یوسف: ۴۰]

(۲)۔[تفہیم البخاری: ۱۵۱/۲]

(۳)۔[صحیح بخاری: کتاب الرد والجھمیة وغیرہم التوحید، باب قول اللہ: وکلم اللہ موسی: ۱۱۲۱/۲ (رقم الحدیث للتسجیل: ۶۹۶۳)]...[صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ: ۹۱/۱ (رقم الحدیث للتسجیل: ۲۳۴)]

﴿اِعتراض﴾: [۷]: اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے۔

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''یہ بات تمہارے اِختیار میں نہیں کہ یا اُنہیں توبہ کی توفیق دے یا اُن پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: اِس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کسی کو نفع ونقصان دینے کے مالک نہیں۔

﴿جواب﴾: تفسیر صاوی میں ہے :

﴿ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِهِ بِيَدِهِ فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ كَآحَادِ النَّاسِ لَا يَمْلِكُ شَيْئًا أَصْلًا وَلَا نَفْعَ بِهِ لَا ظَاهِرًا وَلَا بَاطِنًا فَهُوَ كَافِرٌ خَاسِرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاسْتِدْلَالُهُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ ضَلَالٌ مُّبِيْنٌ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں حضور ﷺ کے قبضے میں دی ہیں، پس جو شخص یہ گمان کرے کہ نبی اَکرم ﷺ بھی دوسرے عام لوگوں کی طرح کسی بھی نفع کے مالک نہیں، نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر تو ایسا شخص کافر ہے اور دین ودنیا میں نقصان اُٹھانے والا ہے اور مذکورہ آیت کے ساتھ اُس شخص کا اِستدلال کرنا کھلی گمراہی ہے۔''

[اَلْاِنْتِبَاہ]: یاد رہے کہ مذہب وہابیہ کے سارے علم کلام اور اِن کے مذہب کی بنیاد دو باتوں پر ہے۔

[۱]: بتوں کے پجاریوں والی آیات واَحادیث اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام واَولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللہُ تعالیٰ پر چسپاں کرتے ہیں۔

---

(۱)۔ [آل عمران:۱۲۸]

(۲)۔ [صاوی علی الجلالین : ۳۱۲/۱]

[۲]: جن آیات واحادیث میں صفات ذاتی کی نفی ہے، یہ اُن میں صفاتِ عطائی کا بھی اِنکار کرتے ہیں، تو مذکورہ آیت میں بھی ذاتی صفت کی نفی کی گئی ہے ورنہ اگر عطائی کی بھی نفی ہوتی تو پھر اُس حدیث کا مطلب ہوگا جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطاء کی گئی ہیں۔''

﴿اِعتراض﴾: [۸]: اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے:

﴿ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''تم فرماؤ کہ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خودمختار نہیں ہوں۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اپنی ذات کے بارے کسی قسم کے نفع ونقصان کے مالک نہیں تو پھر دوسروں کو کیسے نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں؟

﴿جواب﴾: اِسی آیت کا اگلا حصہ ہے: ﴿اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ﴾ اِس کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ صاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: تفسیر صاوی میں ہے۔

﴿ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ اَیْ تَمْلِیْکُہٗ لِیْ فَاَنَا اَمْلِکُہٗ ﴾ (۲)

ترجمہ: ''یعنی جس کی ملکیت کا اللہ تعالیٰ چاہے تو اُس کا میں مالک ہوں۔''

یعنی آیتِ کریمہ کے پہلے حصے میں ذاتی قدرت کی نفی ہے۔

﴿اِعتراض﴾: [۹]: اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے:

﴿ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی۔''

[اَلْاِنْتِبَاہُ]: اِس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ جب ایک نبی اپنی مرضی سے کسی قسم کی بھلائی کا مالک نہیں ہے تو وہ دوسروں کو کیسے نفع دے سکتا ہے؟

---

(۱)۔[الاعراف: ۱۸۸]

(۲)۔[صاوی علی الجلالین: ۲/۷۳۳]

(۳)۔[الاعراف: ۱۸۸]

﴿جواب﴾: اِس کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ صاوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْتُ: اِنَّهٗ قَالَ تَوَاضُعًا ﴾ (۱)

ترجمہ: ''میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کا یہ اِرشادِ گرامی عاجزی و اِنکساری کے طور پر ہے۔''

﴿اِعتراض﴾: [۱۰]: وسیلے کے متعلق ایک بہت بڑا اِعتراض کیا جاتا ہے کہ وسیلہ کو درست تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اَللہ تعالیٰ کو مخصوص بزرگوں کی دُعاء کو قبول کرنے کا پابند کررہے ہیں۔

﴿جواب﴾: اِس بات پر اِتفاق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی ایک شخص بھی اَللہ تعالیٰ کو کسی بھی معاملے میں کسی قسم کا پابند نہیں کرسکتا اور اِس بات پر سب کا اِتفاق ہے کہ اَللہ تعالیٰ نے بعض مخصوص نتائج کو مخصوص اَسباب سے منسلک کیا ہے جیسے دوزخ سے دائمی نجات کیلئے دُنیا میں اِیمان کو شرط قرار دیا گیا ہے، اِسی طرح مختلف نیک اَعمال کو آخرت میں درجات کی بلندی کا سبب قرار دیا گیا ہے اَب کوئی بھی شخص یہ سوچ کر اپنے عمل کا وسیلہ اَللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش نہیں کرتا کہ اَللہ تعالیٰ اِس عمل کی طرف نظر کرتے ہوئے اُس کی حاجت اور ضرورت پوری کردے گا، بالکل اِسی طرح کوئی شخص اَللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی آدمی کا وسیلہ پیش کرتا ہے تو اُس کی یہ نیت ہرگز نہیں ہوتی کہ اَللہ تعالیٰ اُس وسیلے کو قبول کرنے کا پابند ہے بلکہ ہر شخص یہ سوچ کر کسی نیک آدمی کا وسیلہ اَللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے کہ اَللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کی بدولت اُس کی دُعاء کو پورا کرے۔

﴿اِعتراض﴾: [۱۱]: ہم جانتے ہیں کہ اَللہ تعالیٰ اَحکم الحاکمین ہے، وہ سب کی دُعاؤں کو قبول کرتا ہے تو پھر اُس کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

﴿جواب﴾: اَللہ تعالیٰ ہر شخص کی ضرورت اور حاجت سے آگاہ ہے تو اُس کی بارگاہ میں دُعاء کی کیا ضرورت ہے؟ اگر دُعاء مانگنی بھی ہے اور وہ لوگوں کے دلوں کے راز جانتا ہے تو پھر اُس کی بارگاہ میں کسی عمل کا وسیلہ پیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہونی چاہیے جبکہ قرآنی آیات اور صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے کہ عمل کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔

---

(۱)۔ [تفسیر صاوی: ۲: ۷۳۳]

☆ ماٰخذ ومراجع ☆

(۱): قرآنِ مجید۔
(۲): کنز الایمان ترجمۂ قرآن، الشاہ امام احمد رضا بریلوی، ضیاء القرآن لاہور۔
(۳): تفسیر کبیر، امام فخر الدین رازی شافعی (۶۰۶ھ) داراحیاء التراث العربی، بیروت۔
(۴): تفسیر کشاف، علامہ جار اللہ زمخشری (۵۳۸ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی۔
(۵): تفسیر خازن، علامہ محمد بن ابراہیم بغدادی (۷۲۵ھ) حسینی کتب خانہ پشاور۔
(۶): تفسیر جلالین، علامہ جلال الدین سیوطی ومحلی، قدیمی کتب خانہ کراچی۔
(۷): تفسیر صاوی، علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی (۱۲۲۳ھ) بیروت۔
(۸): تفسیر ابن کثیر، امام ابوالفداء ابن کثیر (۷۷۴ھ) دارالفکر بیروت۔
(۹): تفسیر معالم التنزیل، علامہ محمد الحسین بن مسعود الفراء (۵۱۶ھ) حسینی کتب خانہ پشاور۔
(۱۰): تفسیر طبری، علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری (۳۱۱ھ) دارالمعرفۃ بیروت۔
(۱۱): تفسیر قرطبی، علامہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (۶۶۸ھ) بیروت۔
(۱۲): تفسیر درمنثور، علامہ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) ضیاء القرآن لاہور۔
(۱۳): صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی۔
(۱۴): صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج قشیری (۲۶۱ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی۔
(۱۵): جامع ترمذی، امام محمد بن عیسی ترمذی (۲۷۹ھ) دارالقرآن والحدیث۔
(۱۶): سنن ابی داؤد، امام سلیمان بن اشعث (۲۷۵ھ) مکتبہ امدادیہ ملتان۔
(۱۷): سنن نسائی، امام احمد بن شعیب (۳۰۳ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی۔
(۱۸): سنن ابن ماجہ، امام محمد بن یزید ابن ماجہ (۲۷۳ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی۔
(۱۹): مشکوۃ المصابیح، شیخ ولی الدین تبریزی (۷۴۲ھ) مکتبہ حقانیہ پشاور۔
(۲۰): صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ) دارالمعرفۃ بیروت۔
(۲۱): صحیح مسلم، امام محمد مسلم بن حجاج قشیری (۲۶۱ھ) دارالمعرفۃ بیروت۔
(۲۲): سنن دارمی، امام ابوعبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی (۲۵۵ھ) دارالمعرفۃ بیروت۔
(۲۳): المستدرک للحاکم، امام محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (۴۰۵ھ) دارالکتب علمیہ بیروت۔
(۲۴): تفہیم البخاری، شیخ الحدیث غلام رسول رضوی، تفہیم البخاری پبلی کیشنز فیصل آباد۔
(۲۵): عمدۃ القاری، علامہ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ)، ادارۃ الطباعۃ۔
(۲۶): نزہۃ القاری، مولانا شریف الحق امجدی (۱۴۲۱ھ) فرید بک سٹال لاہور۔

۲۷: فتح الباری، علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) دار السلام ریاض۔

۲۸: شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی، فرید بک سٹال لاہور۔

۲۹: شرح صحیح مسلم للنووی، ابوزکریا یحیٰ بن شرف نووی (۶۷۶ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی۔

۳۰: مرقاۃ شرح مشکوۃ، ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) مکتبہ امدادیہ ملتان۔

۳۱: مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ، مفتی احمد یار خاں نعیمی، ضیاء القرآن لاہور۔

۳۲: اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ)

۳۳: رد المختار المعروف فتاوی شامی، علامہ ابن عابدین، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔

۳۴: انباء الحی، مولانا الشاہ امام احمد رضا بریلوی (۱۹۲۱ھ) مؤسسۃ رضا جامعہ نظامیہ لاہور۔

۳۵: لغات الحدیث، شیخ وحید الزمان (۱۳۳۸ھ)، نور محمد کتب خانہ کراچی۔

۳۶: النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، ابن اثیر (۶۰۶ھ) دار الکتب علمیہ بیروت۔

۳۷: المفردات فی غریب القرآن، امام راغب اصفہانی (۵۰۲ھ) نور محمد کتب خانہ کراچی۔

۳۸: لسان العرب، ابن منظور (۷۱۱ھ)، دار احیاء التراث بیروت۔

۳۹: تاج العروس، علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی (۱۲۰۵ھ) مصر۔

۴۰: تلخیص المفتاح، علامہ عبد الرحمٰن قزوینی ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی۔

۴۱: مختصر المعانی، علامہ سعد الدین تفتازانی، مکتبہ امدادیہ ملتان۔

۴۲: مطول، علامہ سعد الدین تفتازانی، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔

۴۳: الاستمداد والتوسل، مولانا صالح نقشبندی (۱۹۵۹ھ) مظہر علم۔

۴۴: المنجد، لوئیس معلوف، دار الاشاعت کراچی۔

۴۵: حقیقت استعانت، مولانا الیاس رضوی، ادارۃ الفکر فاؤنڈیشن کراچی۔

۴۶: محبوبان خدا سے استعانت چاہنا، مولانا امام احمد رضا بریلوی، امام احمد رضا اکیڈمی کراچی۔

۴۷: غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا ہے؟ مفتی محمد اکمل قادری، مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور۔

۴۸: تنویر الایمان بوسیلۃ اولیاء الرحمٰن، علامہ حکیم محمد رمضان علی، شرکت قادریہ سندھ۔

۴۹: عقیدہ توحید، پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۵۰: جاء الحق، مفتی احمد یار خان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

مؤلف کی دیگر مطبوعہ کتب

اصول حدیث کوئیز

علم و فن کوئیز

صرف کوئیز

عقائد کوئیز

بچوں کی تعلیم و تربیت

توحید و شرک

قرآن کوئیز

میلاد الرسول

طہارت کوئیز